سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

(بدھ 17، جمعرات 18، جمعتہ المبارک 19، سوموار 22،
منگل 23۔فروری، ہفتہ، 27۔مارچ 2010)

(یوم الاربعاء 2، یوم الخمیس 3، یوم الجمع 4، یوم الاثنین 7، یوم الثلاثہ
8۔ربیع الاول، یوم السبت، 10۔ربیع الثانی 1431ھ)

پندرھویں اسمبلی: سولہواں اور سترھواں اجلاس

جلد16(حصہ پنجم): شمارہ جات 21 تا25

جلد17: شمارہ 1

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

سولہواں اجلاس

بدھ،17-فروری2010

جلد 16: شمارہ 21

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1-	ایجنڈا -----------	2589

2۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	2591
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	2592
	سوالات (محکمہ ٹرانسپورٹ)	
4۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	2593
5۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	2627
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
6۔	مسودہ قانون (ترمیم) پراپرٹی ٹیکس برائے غیر منقولہ شہری جائیداد پنجاب مصدرہ 2010 اور تحریک التوائے کار نمبر 308/09 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	2649
7۔	تحاریک استحقاق بابت سال 10-2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	2650
8۔	تحریک التوائے کار نمبر 117 بابت سال 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	2651
9۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پاور ڈویلپمنٹ بورڈ مصدرہ 2010 اور مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی مصدرہ 2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	2652
	تحاریک استحقاق	
10۔	لاہور فیصل آباد روڈ پر ٹول پلازہ کے عملہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ (---جاری) ------------	2655
	تحاریک التوائے کار	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
11۔	غیر منقولہ جائیداد کی حقیقی وسرکاری مقرر کردہ ٹرانسفر فیس میں تضاد ------------	2656
12۔	کیبل پر انڈین فلموں کی نمائش اور65فیصد انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی عائد ہونے سے پاکستانی فلم انڈسٹری کو مشکلات کا سامنا ------------	2658
13۔	ڈی اے پی کھاد اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ سے کاشتکار طبقہ کو پریشانی کا سامنا(---جاری) ------------	2659
14۔	سرکاری میڈیکل کالجوں میں سیلف فنانس سکیم کے خاتمے سے پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کی فیسوں میں من مانی ------------	2662
15۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	2665

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	قرارداد	
16۔	قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات کے لئے حکومتی سطح پر Recycling Plant لگانے کا مطالبہ ------------	2666
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون(جو زیر غور لایا گیا)	
17۔	مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ2010 ------------	2673
18۔	کورم کی نشاندہی ------------	2697
19۔	مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ2010(---جاری) ------------	2698
20۔	کورم کی نشاندہی ------------	2728
21۔	مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ2010(---جاری) ------------	2729

جمعرات،18۔فروری2010

جلد 16: شمارہ22

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
22۔	ایجنڈا ------------	2747
23۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	2749
24۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	2750
	سوالات (محکمہ جات ثقافت وسپورٹس)	
25۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	2751
26۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	2793
	توجہ دلاؤ نوٹس	
27۔	گجرات میں اشتہاری ملزمان کی فائرنگ سے 15 افراد کی ہلاکت (---جاری) ------------	2804
28۔	گجرات میں ڈکیتی کے ملزمان چھڑانے کی تفصیلات ------------	2809
29۔	کاہنہ لاہور میں فیکٹری کے باورچی کا اغواء وقتل ------------	2811
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
30۔	مسودہ قانون پنجاب ایگزامینیشن کمیشن مصدرہ 2010، پنجاب وومن یونیورسٹی ملتان مصدرہ 2010 اور سوال نمبر 279 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	2812
	تحاریک استحقاق	
31۔	چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ پنجاب کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ (---جاری) ------------	2813
	تحاریک التوائے کار	
32۔	محکمہ آبپاشی وزراعت کے ہزاروں کنٹریکٹ ملازمین کو ملازمت سے فارغ کرنا ------------	2823
33۔	کیبل پر انڈین فلموں کی نمائش اور 65 فیصد انٹرٹیمنٹ ڈیوٹی عائد	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	ہونے سے پاکستانی فلم انڈسٹری کو مشکلات کا سامنا(۔۔۔جاری) ----------	2826
34۔	ارسا کی جانب سے تھل کینال، چشمہ رائٹ کینال اور ڈیرہ غازی خان کینال	
	کی بندش سے جنوبی پنجاب کے کاشتکاروں کو پریشانی کا سامنا ----------	2827
35۔	جنوبی پنجاب کے لئے مختص فنڈز میں سے خفیف فنڈ جاری کرنا ----------	2830
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹیں(جو پیش ہوئیں)	
36۔	حکمت عملی کے اصولوں پر عملدرآمد کے بارے میں رپورٹ	
	بابت سال 2007 کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	2832
37۔	حکومت پنجاب کے محکمہ جات کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ	
	بابت سال 07-2006 کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	2833
38۔	حکومت پنجاب کی مالی وصولیوں کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ	
	بابت سال 07-2006 کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	2833
39۔	کورم کی نشاندہی ----------	2836
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	مسودہ قانون(جو زیر غور لایا گیا)	
40۔	مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ 2010(۔۔۔جاری) ----------	2836
41۔	کورم کی نشاندہی ----------	2847
42۔	مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ 2010(۔۔۔جاری) ----------	2847
43۔	کورم کی نشاندہی ----------	2856
44۔	مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ 2010(۔۔۔جاری) ----------	2857
45۔	کورم کی نشاندہی ----------	2871
46۔	مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ 2010(۔۔۔جاری) ----------	2872

47۔	کورم کی نشاندہی ----------	2885
48۔	تحریک التواء پر بحث کرنے کے لئے قاعدہ 87 کے تحت اسمبلی کی کارروائی ملتوی کرنے کی تحریک ----------	2885

جمعتہ المبارک، 19۔فروری 2010

جلد 16: شمارہ 23

49۔	ایجنڈا ----------	2901
50۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------	2903
51۔	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	2904
	پوائنٹ آف آرڈر	
52۔	اسمبلی فورم کو ذاتی مسئلہ کے لئے استعمال کرنا ----------	2905
	سوالات (محکمہ جات امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)	
53۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ----------	2911
54۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------	2936

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
55۔	پولیس ٹریننگ سنٹر چوہنگ لاہور کے انچارج کا ایم پی اے کو جھوٹے مقدمے میں شامل کروانے کی کوشش ----------	2967
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
56۔	نشان زدہ سوال نمبر 1619 اور 2211 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ واربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں	

	ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	2970
	تحاریک التوائے کار	
57۔	افسران کی ایک ہی ضلع میں عرصہ تین سال سے زائد خلاف پالیسی تعیناتی------------	2971
58۔	حلقہ پی پی۔69 فیصل آباد کے ترقیاتی فنڈز کی خُورد بُرد ------------	2972
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)	
59۔	مسودہ قانون پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی مصدرہ 2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	2973
	تحاریک التوائے کار (---جاری)	
60۔	کیبل پر انڈین فلموں کی نمائش اور 65 فیصد انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی عائد ہونے سے پاکستانی فلم انڈسٹری کو مشکلات کا سامنا (---جاری) ------------	2974
61۔	پی سی ایس اور ڈی ایم جی کے افسران کی پروموشن میں تفاوت کی وجہ سے پی سی ایس افسران کو پریشانی کا سامنا (---جاری) ------------	2975
62۔	پی آر ایس پی میں کام کرنے والے ڈاکٹروں اور پیرامیڈیکل سٹاف کو ریگولر نہ کرنے پر سٹاف کا حکومت کے خلاف احتجاج (---جاری) ------------	2979
63۔	صوبہ میں کتے کے کاٹنے کا باقاعدہ ہسپتال نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا ------------	2980

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
64۔	ماڈل کالونی والٹن لاہور میں کھدائی کے دوران سوئی گیس کے اخراج کی شکایت پر عملہ کا بروقت ایکشن نہ کرنے سے ایک ہی خاندان کے پانچ افراد کی ہلاکت ------------	2982

سرکاری کارروائی

بحث

65۔ پانی کے مسائل پر عام بحث ---------- 2986

سوموار، 22۔فروری 2010

جلد 16: شمارہ 24

66۔ ایجنڈا ---------- 3007

67۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ ---------- 3009

68۔ نعت رسول مقبول ﷺ ---------- 3010

پوائنٹ آف آرڈر

69۔ پیپلز پارٹی کے سیاسی کارکنوں اور معزز اراکین اسمبلی
پر پُرامن احتجاج کرنے پر مقدمات کا اندراج ---------- 3011

70۔ چشمہ جہلم لنک کینال کی بندش سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا ---------- 3013

سوالات (محکمہ جات صنعت اور معدنیات وکان کنی)

71۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------- 3030

72۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 3042

توجہ دلاؤ نوٹس

73۔ اچھرہ لاہور میں ذاتی رنجش کی بناء پر شہری کی ہلاکت ---------- 3081

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک استحقاق	

74۔ چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ پنجاب کا معزز خاتون رکن اسمبلی
کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ (۔۔۔جاری) ------------ 3083
75۔ کورم کی نشاندہی ------------ 3085
تحاریک استحقاق (۔۔۔جاری)
76۔ چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ پنجاب کا معزز خاتون رکن اسمبلی
کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ (۔۔۔جاری) ------------ 3085
تحاریک التوائے کار
77۔ قادر آباد فارم سے نایاب نسل کی چھ عدد گائیوں کی چوری (۔۔۔جاری) ------------ 3090
78۔ پی آر ایس پی میں کام کرنے والے ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف
کو ریگولر نہ کرنے پر سٹاف کا حکومت کے خلاف احتجاج (۔۔۔جاری) ------------ 3091
79۔ ڈسکہ کی میو ہسپتال میں داخل ہونے والی زیادتی کی شکار
کم سن بچی کے علاج معالجہ میں ڈاکٹروں کی عدم توجہی ------------ 3092
80۔ ٹیکسلا انڈسٹریل اسٹیٹ 19 سال بعد بھی بنیادی سہولیات سے محروم ------------ 3093
81۔ نواز شریف سکیورٹی ہسپتال لاہور کے فزیو تھراپسٹ کی سوائن فلو سے ہلاکت ------------ 3097
82۔ دارالحکومت لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں ماسوائے میو ہسپتال برن یونٹ
نہ ہونے کی وجہ سے بم دھماکوں میں زخمیوں کو علاج معالجہ
میں مشکلات کا سامنا ------------ 3098
83۔ سرکاری ہسپتالوں کے ڈاکٹرز کا پریکٹس کے باوجود کروڑوں روپے
نان پریکٹس الاؤنس وصول کرنا ------------ 3101
84۔ اعظم مجید میڈیکل کمپلیکس فیصل آباد کے ڈاکٹر کی غفلت
اور لیبارٹری کی غلط رپورٹ سے سینکڑوں مریضوں کی جان کو خطرہ ------------ 3105

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
85۔	پنجاب اسمبلی کی تاریخ کا سب سے لمبا اجلاس ہونے کی وجہ سے اسمبلی ملازمین کو ایک ماہ کی اضافی تنخواہ کا مطالبہ ------------	3109
86۔	لاہور پولیس میں بھرتی ہونے والے سابق فوجیوں کو تنخواہوں کی عدم ادائیگی------------	3112
87۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	3117
	قرارداد	
88۔	مذہب کی بنیاد پر شراب کے لائسنس منسوخ کرنے اور شراب کی فروخت پر مکمل پابندی کا مطالبہ ------------	3118
89۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	3136
	قرارداد	
90۔	محکمہ انہار کے جنگلات محکمہ جنگلات سے محکمہ انہار کو واپس کرنے کا مطالبہ ------------	3137
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
91۔	سالانہ بجٹ کے لئے اراکین اسمبلی سے پیشگی بجٹ کی تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث (۔۔۔جاری) ------------	3144
92۔	قاعدہ 87 کے تحت تحریک التوائے کار نمبر 62/10 سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملہ پر بحث کے لئے تحریک کا پیش کیا جانا ------------	3152
93۔	تحریک التوائے کار نمبر 62/10 سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملہ پر بحث ------------	3153

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	منگل، 23-فروری 2010	
	جلد 16: شمارہ 25	
94-	ایجنڈا ------------	3177
95-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	3179
96-	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	3180
	پوائنٹ آف آرڈر	
97-	"خبریں" اخبار کے رپورٹر کی ڈیمانڈ پوری نہ کرنے پر جھوٹی خبر کی اشاعت سے معزز رکن اسمبلی کی سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچانے کی کوشش ------------	3184
	سوالات (محکمہ تحفظ ماحولیات)	
98-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	3185
99-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	3214
	پوائنٹ آف آرڈر	
100-	پنجاب میں انٹر میڈیٹ بورڈ کے دفاتر بند ہونے کی وجہ سے میٹرک کے امتحانات میں تعطل اور جیل خانہ جات کے ڈسپلے سنٹر میں وزیر / کوآرڈینیٹر کے دفاتر قائم ہونے سے کروڑوں روپے کا نقصان ------------	3238
101-	الیکٹرانک میڈیا پر بغیر تصدیق معزز ممبران کی کردار کشی ------------	3241
102-	حکومت کی طرف سے انٹر میڈیٹ بورڈز کی ایسوسی ایشن کے ہڑتالی رہنماؤں کے ساتھ ساتھ ان کے اہل خانہ کی پکڑ دھکڑ ------------	3246
	تحاریک التوائے کار	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
103۔	حلقہ پی پی۔69فیصل آباد کے ترقیاتی فنڈز کی خُورد بُرد(۔۔۔جاری) ------------	3249
104۔	حکومت کی جانب سے عملی اقدامات نہ ہونے کی وجہ سے سوشل سکیورٹی ہسپتال لاہور کے آئی سی یو کی انچارج سسٹر بھی سوائن فلو کا شکار ------------	3251
105۔	لاہور سمیت دیگر بڑے شہروں میں تجاوزات کی آڑ میں سیاسی مخالفین کے پلازوں کی مسماری ------------	3252
106۔	حکومت پنجاب کی جانب سے ملتان روڈ لاہور کی کشادگی سے متاثرین کو مارکیٹ ویلیو کے مطابق زمین کی قیمت ادا نہ کرنا(۔۔۔جاری) ------------	3254
107۔	والٹن روڈ مدینہ کالونی لاہور کی 12 سالہ بچی کی چلڈرن ہسپتال میں ڈاکٹروں کی غفلت سے ہلاکت ------------	3256
108۔	صوبہ پنجاب میں جنگلات کو ملکی و غیر ملکی قبضہ مافیا کے ہاتھوں تباہی کا سامنا------------	3258
109۔	صوبائی دارالحکومت لاہور کے متعدد علاقے طالبات کے لئے اعلیٰ تعلیم کی بنیادی سہولیات سے محروم ------------	3262
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قراردادیں(مفاد عامہ سے متعلق)	
110۔	25ایکڑ تک اراضی کو زرعی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینا ------------	3265
111۔	صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں وومن پولیس سٹیشن کے قیام کا مطالبہ------------	3265
112۔	حکومت سے پرائیویٹ سکولوں میں ٹرانسپیرنٹ بیگز کی ناجائز فروخت کو روکنے اور سرکاری سکولوں میں ان کی مفت فراہمی کا مطالبہ ------------	3266
113۔	مکئی کی برآمد پر پابندی کا مطالبہ ------------	3273
114۔	پرندوں اور جانوروں کو لڑانے کے عمل کو ممنوع قرار دینے کا مطالبہ ------------	3276
115۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	3285

قرارداد

116۔ ایم پی ایز کو جم خانہ کلب کی ممبر شپ دینے کا مطالبہ ------------ 3286

117۔ قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ 3291

قرارداد

118۔ صوبائی وزراء کو اپنے محکمہ جات کے انتظامی امور کا انچارج بنانے کا مطالبہ ------------ 3292

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

119۔ قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ 3293

قرارداد

120۔ لاہور ہائیکورٹ کا نام پنجاب ہائی کورٹ رکھنے کا مطالبہ ------------ 3293

121۔ قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ 3295 قرارداد

122۔ پنجاب اسمبلی ملازمین کے لئے رہائشی کالونی بنانے کا مطالبہ ------------ 3295

123۔ مذہب کی بنیاد پر شراب کے لائسنس منسوخ کرنے اور شراب
کی فروخت پر مکمل پابندی کا مطالبہ (---جاری) ------------ 3301

پوائنٹ آف آرڈر

124۔ پانی کے حوالے سے سیکرٹری آبپاشی پنجاب وسندھ کی آئینی خلاف ورزی ------------ 3307

125۔ پنجاب یونیورسٹی کی انتظامیہ کا بغیر اشتہار بڑی پوسٹوں پر بھرتی
کے خلاف ٹیکنیکل سٹاف کا شدید احتجاج (---جاری) ------------ 3315

126۔ پانی کے معاملہ پر بحث کو ایجنڈے میں شامل نہ کرنا ------------ 3320

127۔ اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------ 3324

ہفتہ، 27۔مارچ 2010

جلد 17

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
128۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ -----------	3325
129۔	ایجنڈا -----------	3327
130۔	ایوان کے عہدیدار -----------	3329
131۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ -----------	3333
132۔	دُعا -----------	3334
133۔	چیئرمینوں کا پینل -----------	3335

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	حلف	
134۔	نومنتخب اراکین کا حلف -----------	3338
	تحاریک استحقاق	
135۔	ڈی سی او جھنگ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ -----------	3348
136۔	ایس ایچ او تھانہ اٹھارہ ہزاری (جھنگ) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ -----------	3349
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
137۔	مسودہ قانون ویلیو ایڈڈ ٹیکس پنجاب مصدرہ 2010 -----------	3352
138۔	مسودہ قانون (ترمیم) (تنخواہیں، الاؤنسز و استحقاقات) وزراء پنجاب مصدرہ 2010 -----------	3352
139۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ -----------	3358
140۔	انڈکس	

2589

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،17۔فروری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ2010(مسودہ قانون نمبر10بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ 2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے کالونیز نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ2010منظور کیا جائے۔

قاعدہ87کے تحت تحریک

تحریک التوائے کار نمبر2010/13سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملہ پر بحث

شیخ علاؤالدین یہ تحریک پیش کریں گے کہ "اسمبلی اب اپنی کارروائی ملتوی کرے"

(تحریک التوائے کار نمبر2010/13کی نقل بطور منسلکہ لف ہے)

2591

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولھواں اجلاس

بدھ،17۔فروری 2010

(یوم الاربعاء،2۔ربیع الاول1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 11 بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الۡاَرۡضِ الۡمَلِكِ الۡقُدُّوۡسِ
الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ① هُوَ الَّذِيۡ بَعَثَ فِي الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا
عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۗ
وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ② وَّاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا
يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ③ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ
مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ ④

سُوۡرَةُ الجُمُعَة آيات1تا4

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح کرتی ہے جو بادشاہ حقیقی پاک ذات زبردست حکمت والا ہے۔(1) وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں اُنہی میں سے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم کو) پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے(2) اور ان میں سے اور لوگوں کی طرف بھی (ان کو بھیجا ہے) جو ابھی ان (مسلمانوں) سے نہیں ملے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے(3) یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔(4)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

فلک کے نظارو زمین کی بہارو سب عیدیں مناؤ حضور آ گئے ہیں
اٹھو غم کے مارو چلو بے سہارو خبر یہ سناؤ حضور آ گئے ہیں
انوکھا نرالہ وہ ذیشان آیا وہ سارے رسولوں کا سلطان آیا
ارے کج کلا ہوا ارے بادشاہو نگاہیں جھکاؤ حضور آ گئے ہیں
ہوا چار سو رحمتوں کا بسیرا، اجالا اجالا سویرا سویرا
حلیمہ کو پہنچی خبر آمنہ کی میرے گھر میں آؤ حضور آ گئے ہیں
سماں ہے ثنائے حبیب خدا کا یہ میلاد ہے سرور انبیاء کا
نبی کے گداؤ سب اک دوسرے کو گلے سے لگاؤ حضور آ گئے ہیں
کہاں میں ظہوری کہاں ان کی باتیں کرم ہی کرم ہے یہ دن اور رات آ گئے ہیں
جہاں پر بھی جاؤ دلوں کو جگاؤ یہی کہتے جاؤ حضور آ گئے ہیں۔

سوالات

(محکمہ ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ ٹرانسپورٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔جی، اپنا سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر1503 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں مزید بسیں چلانے کا مسئلہ

*1503: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں سال2002 تا2008 کتنی فرنچائزڈ بسیں روٹس پر آئیں کمپنیوں کے نام مع مالکان تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے گردونواح میں چلنے والی بسیں روٹ کے مطابق پوری نہ ہیں بلکہ مالکان اپنی مرضی سے بسیں روٹ پر لاتے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان روٹس پر چلنے والی بسوں کی تعداد میں تاحال کوئی اضافہ نہ کیا گیا ہے؟

(د) کیا حکومت جن روٹس پر کم بسیں چلائی جارہی ہیں ان پر بسوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فرنچائزڈ اربن ٹرانسپورٹ سسٹم کے تحت1998 سے لے کر 2004 تک لاہور شہر میں 32روٹوں پر800 سے زائد بسیں چلائی گئیں۔ بعد ازاں عدالت عظمیٰ پاکستان کے حکم مورخہ29-10-2004 کے تحت فرنچائزڈ اربن ٹرانسپورٹ کی شق69-A موٹر وہیکلز آرڈیننس1965 کو آئین پاکستان سے متصادم قرار دیتے ہوئے کالعدم قرار دے دیا گیا۔ اس کے بعد حکومت پنجاب نے پراونشل موٹر وہیکلز(ترمیمی)ایکٹ2005 کے تحت موٹر وہیکلز آرڈیننس1965 میں متعدد ترامیم کیں اور سیکشن45-اے کے تحت صوبہ کے بڑے شہروں میں HOV اورLOVروٹوں کو مختص کر دیا گیالہذا لاہور میں 53روٹ HOV کے لئے اور 41روٹ LOV کیٹیگری کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں۔ جن میں سے اس وقت 695 HOV گاڑیاں لاہور کے28اربن روٹوں پر چلائی جا رہی ہیں۔ کمپنیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

DETAIL/PARTICULARS OF TRANSPORT COMPANIES AND THEIR OWNERS PLYING BUSSES (HOVs) ON URBAN ROUTES OF LAHORE.

1. Sheikh Muhammad Ashraf, Managing Director, M/S New Khan Metro Bus Service, Railway Station, Lahore.
2. Mr. Noor-ud-Din Zaid, Chief Executive, M/s Premier Bus Service/ M/s Chathha Brothers (Citi Bus).
3. Mr. Chang Il Kim, Chief Executive/ President, Daewoo City A.C. Bus Service, Railway Station, Lahore.
4. Mr. Bashir Hussain Khan Sial, Managing Partner, M/S BHK Transport Service, Lahore.
5. Mr. Azam Khan Niazi, Chief Executive, M/s Niazi Express Bus Service, Multan Road, Lahore.
6. Ch. Muhammad Naeem, Chief Executive, M/s Makks Metro Bus Service Hamdard Chowk, Lahore.

7. Mr. Liaqat Ali Khan, Chairman, Baloch Transport Company, Green Town, Lahore.

8. A.B.C. Metro Bus Service, Lahore.

(ب) یہ درست نہ ہے چونکہ لاہور شہر کے اربن روٹوں پر بسوں کی مقرر کردہ تعداد کے مطابق بسوں کو روٹ پرمٹ جاری کئے گئے ہیں اور اپنے روٹ کے علاوہ یہ بسیں کہیں اور چلانے کی اجازت نہ ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(د) فی الوقت تمام روٹوں پر بسیں بمطابق مقررہ تعداد چلائی جا رہی ہیں۔تاہم عوام کو زیادہ سے زیادہ پبلک ٹرانسپورٹ کی فراہمی کے لئے شہری روٹوں کا دوبارہ سروے کیا جا رہا ہے تاکہ جہاں ضرورت ہو وہاں مزید بسیں چلائی جا سکیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس پر سپلیمنٹری سوال کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، میرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ جز (الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "695 گاڑیاں لاہور کے 28 اربن روٹوں پر چلائی جا رہی ہیں۔" میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ہر روٹ پر کتنی گاڑیاں چل رہی ہیں ان کی تعداد بتائی جائے اور یہ بتایا جائے کہ ہر روٹ پر کتنے مسافر روزانہ کی بنیاد پر سفر کر رہے ہیں یعنی کہ کتنی گاڑیاں ہیں اور کتنے مسافر ہیں تاکہ ہم اس میں comparison کر سکیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے روٹس کے بارے میں بات کی ہے کہ کتنی گاڑیاں چل رہی ہیں، یہ fresh question بنتا ہے۔ یہاں پر 695 کی figure دی ہوئی ہے یہ سوال پرانا ہے اس وقت جو ہماری آج کی figure ہے اس میں ہمارے پاس 670 گاڑیاں لاہور میں چل رہی ہیں مگر انہوں نے جو سوال کیا ہے کہ ہر روٹ پر کتنی گاڑیاں چل رہی ہیں اس کے لئے fresh question بنتا ہے کیونکہ route wise ہمیں پوری تفصیل دینی پڑے گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ اسی سے related ہے۔ جب آپ 695 گاڑیاں چلا رہے ہیں تو روٹ بھی آپ کے پاس ہوں گے۔ محکمہ نے آپ کو گاڑیوں کا بتایا ہے تو روٹس کا بھی بتایا ہو گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا سپلیمنٹری سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ان کے سپلیمنٹری سوال کا جواب تو مکمل ہونے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! روٹ لسٹ میرے پاس موجود ہے مگر ہمارے وزیر کے پاس روٹ لسٹ تک موجود نہیں ہے۔ میرے پاس ہر گاڑی کا روٹ ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز رکن جو فرما رہی ہیں ہمارے 46 روٹس تھے۔ 2005 میں ہم نے UET کے ٹریفک ڈیپارٹمنٹ سے سروے کروایا تھا اس میں سے اس وقت ہماری بسوں کے اٹھائیس operational روٹس ہیں اور ویگنوں کے تیس operational روٹس ہیں۔ جب اٹھائیس روٹس پر 670 بسوں کی تعداد دینی ہے۔ اگر یہ چاہتی ہیں تو روٹس کی detail ان کو میرے دفتر سے بھی مل جائے گی مگر جو exact detail یہ چاہ رہی ہیں اس کے لئے question fresh بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جہاں تک آپ نے روٹس کی بات کی ہے وہ تو انہوں نے بتا دی ہے۔ اب جو آپ سوال کر رہی ہیں کہ وہاں کتنے مسافر اس سے اترتے ہیں، چڑھتے ہیں، کتنے مکمل روٹ پر پہنچتے ہیں، کس کس روٹ پر کدھر وہ اتر کر آگے نہیں جاپاتے اس کے لئے آپ کو fresh question کرنا پڑے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال شاید وزیر صاحب پڑھ کر آئے ہوئے ہیں مجھے معلوم ہے یہ کافی homework کرتے ہیں۔ دوسرے سوال میں انہوں نے روٹس کو mention کیا ہوا ہے لیکن میں اپنے سوال میں اس کو add کر رہی تھی۔ چلئے! جب دوسرے کی باری آتی ہے تو میں تب بتا دیتی ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ایک منٹ، ذرا ان کی بات سُن لینے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ میں اس سوال کی mover ہوں، مجھے اجازت دی جائے۔ جز (ب) میں ان کے جواب کی روشنی میں وزیر موصوف

صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ اب تک کتنی ایسی بسوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے جو اپنے روٹ کے علاوہ کسی اور روٹ پر چل رہی ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! ہمارا ایک criteria ہے، ہمارا پورا ڈیپارٹمنٹ اس کی checking کرتا ہے، اس میں ہمارے MBs ہوتے ہیں، MMPI ہوتا ہے، ہمارا D.R.T.O along with Traffic Police ہوتا ہے اور جو بسیں روٹس پر نہیں چل رہی ہوتیں ان کی time to time random checking ہو رہی ہوتی ہے اور اس مد میں مختلف جرمانے کئے جاتے ہیں۔ ان کے ہم ٹریفک پولیس جیسے چالان کرتے ہیں۔ کوئی اڑھائی سو سے تین سو کے قریب چالان ہر مہینے اس مد میں ہمارے چل رہے ہوتے ہیں، وہ کر رہے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے route permits کو suspend کیا جاتا ہے، ان کو وارننگ دی جاتی ہے تو یہ سارا ایک criteria ہوتا ہے، جب checking ہو رہی ہوتی ہے تو جو بھی ہمارے دائرہ کار میں آتا ہے جو لوگ checking میں پکڑے جاتے ہیں تو محکمہ ان کے خلاف کارروائی کرتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے جرمانے کا ذکر کیا تو اب تک کتنے جرمانے حکومت پنجاب کے خزانے میں جمع ہوئے ہیں؟ یہ بار بار fresh question کہہ کر اپنی جان نہ چھڑائیں۔ وزیر صاحب کے پاس اس کی details موجود ہیں، اگر میرے پاس موجود ہیں تو ان کے پاس تو زیادہ ہوں گی۔

جناب سپیکر: اس بات کا پتا آپ کو بھی ہے کہ یہ fresh question بنے گا۔ جی۔

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز رکن سے کہنا چاہوں گا کہ انہوں نے جو سوال پوچھے ہیں ان کے جوابات بالکل درست ہیں۔ یہ جو انہوں نے سوال پوچھا ہے یہ fresh question بنتا ہے۔ میں ان کو اس کی مزید تفصیل بتا دیتا ہوں کہ ماہانہ تقریباً دو سو سے تین سو جرمانے کئے جاتے ہیں اور پچیس سے تیس گاڑیاں ماہانہ ہم پکڑتے ہیں۔ یہ نیا سوال بنتا ہے لیکن اس کے باوجود میں ان کو بتا دیتا ہوں۔ تیس سے چالیس گاڑیوں کے route permits ہر ماہ cancel

کئے جاتے ہیں جو میں آپ کو اندازے سے بتا رہا ہوں۔ ان گاڑیوں کے روٹ ہر ماہ cancel کئے جاتے ہیں جو روٹ کے مطابق نہیں چلتیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! لاہور میں اس وقت total 28 روٹس ہیں۔ میں وزیر موصوف سے آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ روٹس آبادی کے تناسب سے دیئے جاتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ جو بس مالکان ہیں ان کے لئے کوئی regulatory authority موجود نہیں ان کا جو check and balance کرے، بسوں والے کرایہ اپنی من مانی سے وصول کرتے ہیں نیز یہ کہ حکومت پنجاب نے چائنا سے جو بسیں لی ہیں وہ بتائیں کہ کن شرائط پر ان کے مالکان کو دی جاتی ہیں اور اس کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کے تین چار سوالات ہیں، اس میں سب سے پہلے ان کو میں یہ بتانا چاہوں گا کہ ہمارے لاہور میں، مجھے دوبارہ repeat کرنا پڑے گا شاید یہ اس وقت House میں موجود نہیں ہوں گی، 2005 میں جب سروے ہوا تو اس وقت 53 روٹس تھے، اٹھائیس روٹس اس وقت operational ہیں۔ اس وقت ہمارے لاہور میں جو روٹس چل رہے ہیں، لاہور شہر اس وقت اتنا expand کر گیا ہے، اتنا بڑا ہو گیا ہے، 1991 میں جو سروے ہوا تھا اس کے مطابق اس وقت روٹس چل رہے ہیں۔ موجودہ حکومت محکمہ ٹرانسپورٹ میں reform لے کر آئی ہے ۔ اس کے مطابق J.I.C.A ایک کمپنی ہے جو Japan International Corporation Agency کے نام سے کام کر رہی ہے۔ اس کو ہم نے hire کیا ہوا ہے اور وہ اپریل 2010 سے پورے لاہور کا سروے کر رہی ہے جو اگلے تیس سال کے لئے ہو گا۔ اس وقت existing 53 روٹس میں سے اٹھائیس operational روٹس ہیں۔ جب یہ survey مکمل ہو گا لاہور شہر کی آبادی جو بہت بڑھ چکی ہے جو تقریباً آٹھ million کے قریب ہو چکی ہے، ڈیپارٹمنٹ کا یہ خیال ہے کہ لاہور شہر کے روٹس بڑھ کر 200 سے بھی اوپر چلے جائیں گے اور ان کی جو بات ہے میں عرض کروں گا کہ آبادی کے تناسب سے جو last survey تھا وہ میں دوبارہ بتا دیتا ہوں کہ وہ 1991 میں کیا گیا تھا جس کے مطابق اس وقت بسیں چل رہی ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے regulatory authority کی بات کی ہے پہلے ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کے rules regulation

مطابق ان کو دیکھتا تھا۔ مگر recently آپ نے اسی House میں legislation کرکے لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی constitute کی ہے اور اب ان کو چیک کرنے کی جو regulatory authority ہے وہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی ہی ہے اور اس سلسلے میں بہت زیادہ کام کیا جا رہا ہے۔ کرایوں کے حوالے سے بھی انہوں نے بات کی ہے تو میں عرض کروں گا کہ کرایہ پوری طرح سے regulate کیا جاتا ہے۔ انہوں نے چار پانچ سوال اکٹھے کر دیئے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے کون سا ایک سوال کا جواب دیا ہے، آپ نے بھی چار پانچ سوالوں کا جواب دے دیا ہے۔ جی، رانا محمد افضل خان!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میں یہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے، آپ کسی اصول پر بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میرا سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال ہے تو آپ نے دو سوال کر لئے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! جب ڈیپارٹمنٹ موجود ہے، منسٹر موجود ہے تو اس کے لئے علیحدہ کمیٹی کیوں بنائی گئی ہے؟

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ میری بات سنیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! ان کی وزارت موجود ہے، وزیر موجود ہے تو پھر ان کو ٹاسک فورس کا چیئرمین بنانے کی کیا ضرورت ہے؟

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔ رانا محمد افضل خان ان کی بھی بات سن لیں اور پھر دونوں کا جواب اکٹھا دے دیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا!ہم نے آٹھ کمپنیوں کو monopolize کر دیا، ان کے روٹس fix کر دیئے اور ان کمپنیوں کو monopolize کرنے کا مقصد یہ تھا کہ عوام کو بہتر ٹرانسپورٹ کی سہولت ملے۔بسوں کی حالت یہ ہے کہ ان کے شیشے ٹوٹے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ بات نہیں ہے۔ ضمنی سوال کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! میں ضمنی سوال پر آرہا ہوں۔

جناب سپیکر: پہلے آپ ضمنی سوال کریں، suggestions نہ دیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! میں حالات کے مطابق سوال کر رہا ہوں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوائے ایک کمپنی کے جو Daewoo ہے وہ بسیں دھو کر لاتے ہیں، ان کی بسیں presentable ہوتی ہیں۔ باقی عوام نے تو سفر کرنا ہے، وہ جس حال میں بھی بسیں لے آئیں ٹوٹی ہوئی لے آئیں ان کی تو مجبوری ہے، انہوں نے سفر کرنا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان آٹھ کمپنیوں کو ہم نے لائسنس دے کر monopoly create کی ہے۔ ہمارے پاس کوئی ایسا طریق کار ہے کہ وہ بسوں کو اچھی طرح سے maintain کریں، بسیں کم از کم صاف تو ہوں، ہم ان کو کس طرح سے کنٹرول کر رہے ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہر ضلع میں ہمارے Motor Vehicle Examiners ہوتے ہیں، ہر چھ مہینے کے بعد وہاں سے Fitness Certificate لینا ہوتا ہے۔ آگے کسی معزز رکن نے یہ سوال بھی کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات کاٹتے ہوئے عرض کروں گا کہ یہ جو Motor Vehicle Examiners ہیں یا تو ہم اندھے ہیں کہ بسوں کو جب دیکھتے ہیں تو ان کی جو حالت ہوتی ہے۔ وہ بیان کرنے کے قابل نہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے، بہرحال آپ اس کو کنٹرول کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اس کو کنٹرول کریں اور اب اس بات کو چھوڑ دیں۔ سوال کا جواب آ گیا ہے۔ بہت مہربانی اگلا سوال۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! On her behalf

جناب سپیکر: آپ کو کیا ہو گیا ہے She is standing here, my dear!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 1550۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور شہر میں بغیر روٹ پرمٹ ولائسنس کے چلنے والی گاڑیوں کے خلاف کارروائی کا مسئلہ

*1550: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں کتنی فرنچائزڈ بسیں چل رہی ہیں، ان کے مالکان کے نام اور بسوں کی تعداد فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں زیادہ تر بسیں بغیر اے سی کے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان روٹس پر چلنے والی بسوں کی تعداد مقررہ تعداد کے مطابق نہ ہے جس کی وجہ سے شہریوں کو سفر میں دشواری کا سامنا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت بغیر لائسنس اور بغیر پرمٹ کے چلنے والی گاڑیوں کے خلاف کسی بھی قسم کی کارروائی کرنے سے گریزاں ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت بغیر روٹ پرمٹ اور بغیر لائسنس چلنے والی گاڑیوں اور مالکان کے خلاف کب تک کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اس وقت صوبے کے کسی بھی شہر میں فرنچائزڈ ٹرانسپورٹ سکیم کے تحت بسیں نہیں چل رہی ہیں کیوں کہ سال2004 میں عدالت عظمیٰ پاکستان نے مذکورہ دفعہ 69-اے موٹر وہیکلز آرڈیننس1965 کو آئین کے آرٹیکل113 سے متصادم قرار دے دیا جس کے بعد سال2005 میں موٹر وہیکلز ایکٹ کے ذریعے دفعہ 45-اے کو موٹر وہیکلز آرڈیننس میں شامل کیا گیا اور دفعہ 69اے کو حذف کر دیا گیا-لاہور شہر میں چلنے والی ٹرانسپورٹ کمپنیوں اورروٹوں پر بسوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

DETAILS OF HIGH OCCUPANCY VEHICLES (BUSSES)
ON SPECIFIED URBAN IN LAHORE ROUTES.

Sr. No	Transport Company	Routes No. of allocated	No. of Permits issued to the Busses.
1.	Muhammad Ashraf, Managing Director, M/s: New khan Metro Bus	09	260
2.	Mr. Noor-Ud-Din Zaid, Chief Executive, M/s: Premier Bus Service/ Chatha Brothers	07	207
3.	Mr. Chan Il Kim, Chief Executive/ President, M/s: Daewoo City A.C Bus	5	69
4.	Mr. Bashir Hussain Khan Sial, Managing Partner, M/s: BHK Transport Service.	2	44
5.	Mr. Azam Khan Niazi, Chief Executive, M/s: Niazi Express Bus Service.	2	48
6.	Ch. Muhammad Naeem, Chief Executive, M/s: Makks Metro (PVT) Ltd.	2	45
7.	Mr. Liaquat Ali Khan, Chairman, M/s: Baloch Transport Company.	1	22
	Total:-	28	695

(ب) درست ہے صرف ڈائیوو کمپنی لاہور شہر کے 4روٹوں پرA.C بس چلا رہی ہے-

(ج) کسی حد تک درست ہے بعض روٹوں پر مطلوبہ تعداد سے کم بسیں چل رہی ہیں حکومت پنجاب لاہور اور دیگر بڑے شہروں میں پبلک ٹرانسپورٹ کی کمی کو دور کرنے کے لئے

مستقل بنیادوں پر منصوبہ بندی کر رہی ہے۔اس سلسلہ میں نئی سی این جی بسیں چلانے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں جس سے لوگوں کو بہتر اور معیاری ٹرانسپورٹ کے ساتھ ماحولیاتی آلودگی پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔

(د) درست نہ ہے بغیر روٹ پرمٹ چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے خلاف کارروائی کا عمل جاری رہتا ہے اور ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جا رہی ہے۔

(ہ) جیسا کہ جز(د) میں وضاحت کی گئی ہے کہ بغیر روٹ پرمٹ چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کا عمل جاری رہتا ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب والا! میرا ایک ضمنی سوال ہے اور آپ سے ہی related ہے، آپ نے ابھی جو بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے سے related؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جی، بالکل۔ آپ نے ابھی House میں جو بات کی ہے اور ہمیں کہنے کی کچھ ضرورت ہی محسوس نہیں ہو رہی۔ سوال کے جواب میں ایک کمپنی نیو خان میٹرو بس کا نام دیا گیا ہے، اس کی 260 بسیں اس وقت روٹس پر چل رہی ہیں۔ ہمیں لگتا ہے کہ ان کو روٹ permits نہیں فقل permits دیئے گئے ہیں۔ ان کا جہاں جی چاہتا ہے وہاں پر بسیں کھڑی کر دیتے ہیں، students کو یہ بسیں نیچے کچلتے چلی جاتی ہیں اور ان کو دیکھنے والا کوئی نہیں ہے۔ ان کی بسوں کی حالت بھی بہت خراب ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ اس طرح کے حادثات جب پیش آتے ہیں تو محکمہ اس موقع پر کیا اقدامات کرتا ہے، اس پر کیا قانونی کارروائی ہوتی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! ان کا ضمنی سوال کم تھا اور تقریر زیادہ تھی۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے تقریر اتنی نہیں کی۔ آپ سوال کا جواب دیں، بس بات ختم ہو گئی۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ قانونی کارروائی میں جو بھی proceedings ہوتی ہیں، کسی کو اگر کوئی بس کچل دیتی ہے یا اور کچھ کر دیتی ہے تو محکمہ کا کوئی ایسا role نہیں کہ ہم اس کو save کریں۔ ان کے خلاف قانونی کارروائی ہوتی ہے اور آپ کے علم میں ہے، آپ خود روز دیکھتے ہیں، میڈیا پر بھی دیکھتے ہیں اور آپ کے سامنے یہ چیز آتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کسی کی بھی اجارہ داری نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اور investor بھی آئیں اسی لئے ہم نے L.T.C بنائی ہے اور غیر ملکی کمپنیوں کو بھی ہم کہہ رہے ہیں کہ وہ آئیں اور آکر investment کریں۔ لاہور شہر کے اندر اور اربن ٹرانسپورٹ میں investment کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں عرض کروں گی کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ 260 بسیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اب کسی اور کو بھی موقع دیں۔ میری ایک بات سن لیں کہ ابھی انہوں نے اپنا ضمنی سوال کرنا ہے، تیسرا ضمنی سوال ہم دیکھیں گے کہ کدھر جائے گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں بھی ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب والا! سوال میرا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے اس پر محنت کی ہے میرے بھائی۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ جب اس قسم کے حادثات ہوتے ہیں تو ان ڈرائیور حضرات کے licence cancel کئے جاتے ہیں یا ان بسوں کے route permit cancel کئے جاتے ہیں، جو عوام کی جانیں لے لیتے ہیں، ان لوگوں میں زیادہ تعداد طلباء کی ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: منڈا صاحب! تھوڑی سی مہربانی کریں۔ آپ interruption کرتے ہیں، یہ درست بات نہیں ہے۔ I will be grateful

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔

جناب سپیکر:شکریہ۔جی،منسٹر صاحب!

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!ان کے خلاف جو criminal proceedings ہوتی ہیں وہ بالکل کی جاتی ہیں۔جب کوئی حادثہ ہوتا ہے اس میں کسی کا کوئی نقصان ہوتا ہے تو ہمیں بھی اس کا احساس ہوتا ہے۔اس سلسلے میں ٹرانسپورٹروں سے جو معاوضہ لے کر دیا جاتا تھا اب اسی House نے اس میں کافی enhancement کی ہے۔اگر کسی سے کوئی کوتاہی ہوتی ہے تو اس کے خلاف ٹریفک پولیس کارروائی کرتی ہے۔پولیس criminal proceedings کرتی ہے اور محکمے کی جانب سے بھی کارروائی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر:جی،نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!جز(ج)میں یہ سوال کیا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ ان روٹس پر چلنے والی بسوں کی تعداد مقررہ تعداد کے مطابق نہ ہے،اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ کسی حد تک درست ہے۔اب جز(ج)کے جواب میں دو باتیں کی گئی ہیں کہ ٹرانسپورٹ کی کمی کو دور کرنے کے لئے مستقل بنیادوں پر حکومت منصوبہ بندی کر رہی ہے اور دوسرا حصہ ہے کہ اس سلسلے میں نئی C.N.G بسیں چلانے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سوال 18 ماہ پہلے کیا گیا تھا اور آج سے 15 ماہ پہلے اس کا جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر:15 ماہ پہلے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جی،جناب سپیکر!15 ماہ پہلے 25-نومبر 2008 کو جواب دیا گیا ہے۔Chair پہلے بھی اس پر رولنگ دے چکی ہے کہ جب بھی وزیر موصوف محکمے کے سوالات کے جوابات دیں گے تو وہ latest جوابات دیں گے۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے 15 ماہ پہلے کہا تھا کہ منصوبہ بندی کی جا رہی ہے،اقدامات کئے جا رہے ہیں لہذا یہ بتا دیں کہ 15 ماہ کے اندر اس پر کیا عمل ہوا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے درست کہا ہے کہ یہ سوال کافی پہلے کا ہمارے پاس آیا ہوا تھا اور ہم جواب بھی بھیج چکے تھے۔ اس وقت لاہور میں trial basis پر 30 کے قریب سی این جی بسیں چل رہی ہیں۔ یہ ساری ہم نے پچھلے چھ ماہ میں چلائی ہیں۔ ہم نے جو لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی (LTC) constitute کی ہے یہ بسیں اس کے تحت چل رہی ہیں۔ میں معزز رکن کو یہ بتانا چاہوں گا کہ ہم نے in future جو بسیں لینی ہیں ان میں LPG کو بھی شامل کیا ہے کیونکہ جیسے آپ نے دیکھا کہ اس وقت ملک میں سی این جی کا problem آ رہا ہے۔ ہمیں سی این جی بسوں کے لئے high pressure C.N.G pumps چاہئے ہوتے ہیں۔ حکومت کا in future further busses بھی منگوانے کا ارادہ ہے کیونکہ ابھی جو trial basis پر بسیں چل رہی ہیں ہم ان کو دیکھ رہے ہیں لیکن ہم نے اس میں L.P.G کو بھی include کیا ہے اور next phase میں L.P.G بسیں بھی پاکستان میں آئیں گی اور ڈیزل بسیں L.P.G پر convert بھی ہو جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! سوال کا غلط جواب آ رہا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرے سوال کا پورا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اب اگلا سوال۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! N.W.F.P سے آئے ہوئے ہمارے بزرگ رہنما، ہمارے مہمان سابقہ سینیٹر سرانجام خان صاحب یہاں اسمبلی کی گیلری میں موجود ہیں ہم سب انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ہم انہیں welcome کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ان کے پاس تو 260 گاڑیاں ہیں ہی نہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ 260 بسیں چل رہی ہیں۔ میرے پاس محکمے کی رپورٹ پڑی ہوئی ہے۔ میں ان کو بتاتی ہوں کہ 260

گاڑیاں نہیں ہیں میں اس کا ثبوت آپ کو بھیج دیتی ہوں اور آپ check کر لیں اور اگر آپ حکم دیں تو میں دو تین لائنوں میں آپ کو بتا دیتی ہوں کہ انہوں نے نیو خان بس سروس کو کل 9 روٹ دیئے ہوئے ہیں۔روٹ نمبر 1 جو کہ سب سے بڑا روٹ ہے، جو سانده اور ائرپورٹ تک ہے ادھر صرف 15 گاڑیں چل رہی ہیں۔روٹ نمبر 3 پر 8 گاڑیاں ہیں، روٹ نمبر 4 پر 25 گاڑیاں ہیں، روٹ نمبر 8 پر 16 گاڑیاں ہیں۔روٹ نمبر 18 پر 16 گاڑیاں ہیں، روٹ نمبر 22 پر 35 گاڑیاں ہیں اور یہ ٹوٹل 115 گاڑیاں ہیں۔ وزیر صاحب یہ بتادیں کہ کیا ابھی 260 گاڑیاں چل رہی ہیں یا جب یہ سوال پوچھا گیا تھا تب کا جواب دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترمہ نے بڑی محنت کی ہے اور figures لے کر آئی ہیں۔اگر یہ route wise detail چاہتی ہیں، تو یہ نیا سوال بنتا تھا۔نیو خان کے پاس 9 routes allocated ہیں اور ان پر 260 بسیں چل رہی ہیں۔

جناب سپیکر: دراصل محترمہ خود بھی ٹرانسپورٹر ہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، بالکل وہ خود ٹرانسپورٹر ہیں۔695 کی جو figure دی ہوئی ہے دراصل اس وقت لاہور میں 670 بسیں ہیں، 695 نہیں ہیں۔یہ ہماری آج کی figures ہیں جو لاہور میں چل رہی ہیں۔جو بسیں خراب ہو جاتی ہیں یا accident ہو جاتی ہیں وہ sides پر کھڑی ہوئی ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! نیو خان نے 100 کے قریب بسیں 8/8 لاکھ روپے میں بیچ دی ہیں اور ان کی 35 بسیں کھٹارہ ہو کر کھڑی ہیں لہٰذا انہوں نے صحیح figure بتائی ہے مگر ان کو یہ نہیں پتا کہ وہ 100 بسیں 8/8 لاکھ میں بیچ چکے ہیں لیکن روٹس پر ان کی 115 گاڑیاں چل رہی ہیں۔وہ روٹس ان کے سامنے ہیں اور گاڑیوں کی لسٹ ان کے پاس پڑی ہے۔یہ غلط جواب دیا گیا ہے، میں استحقاق رکھتی ہوں کہ سوال کا غلط جواب آنے پر تحریک استحقاق پیش کر سکوں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کی مرضی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یا وہ مان لیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! مجھے محکمے نے ساری تفصیل دی ہے کیونکہ یہ خود ٹرانسپورٹر ہیں۔ مجھے تو نہیں پتا کہ بس 8 لاکھ روپے کی بکتی ہے اور کون خرید تا ہے، ہو سکتا ہے کہ انہوں نے خود ہی خریدی ہوں؟

جناب سپیکر: انہوں نے تو گنی ہیں لیکن آپ کا محکمہ آپ کو کیا کہتا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے اس پر بہت ریسرچ کی ہوئی ہے اور یہ ان سے related subject ہے جو کہ بڑی اچھی بات ہے کہ اس پر ریسرچ کی جائے۔ میں دوبارہ محکمے سے exact figures لے کر کل ان کو بتا دوں گا لیکن میرے خیال میں یہ جواب ٹھیک ہے مگر یہ بار بار insist کر رہی ہیں کہ جواب غلط ہے تو میں نے تو feedback اپنے محکمے سے لینا ہے۔ میں دوبارہ feedback لے کر کل ان کو exact figures بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ کو جو غلط feedback دیتا ہے اس کا خود حساب لیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں on the floor of the House کہوں گا کہ اس اسمبلی میں، میں واحد منسٹر ہوں جس نے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی صرف ایک printing mistake پر اپنے دو افسران کو معطل کیا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں اور بھی بہت صاحبان ہیں، ایسی بات نہ کریں۔ آپ پوری طرح سے تیاری کر کے آتے ہیں اور جو غلط جواب ملتا ہے اس کی ذمہ داری محکمے کی ہے اور میری اطلاع کے مطابق متعلقہ منسٹر صاحبان پورا پورا action لے رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وزیر صاحب سے میری ہمدردی ہے اور favour پر آپ کا شکریہ لیکن وہ بے چارے بھی کیا کریں کہ ایک ننھے منے وزیر پر چھ چھ وزارتوں کا بوجھ ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی لیکن وہ آپ کو تو نہیں دیں گے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، دیکھ لیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں بالکل to the point اور مختصر بات کروں گا۔ اس تمام گفتگو کا جو رزلٹ ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے لائسنس دے کر جو monopoly create کی ہے وہ بسیں operate نہیں ہو رہیں۔ ان کی checking and control کا balance درست ہونے والا ہے۔ ان کی monitoring and maintenance ہونے والی ہے۔ ان کمپنیوں نے لوگوں کی بسیں ڈالی ہوئی ہیں۔ ان کے پاس ورکشاپس ہیں اور نہ دھونے کے لئے سٹینڈ ہیں لیکن ہم نے ان کو monopolized کیا ہوا ہے لہذا میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ پالیسی review مانگتی ہے۔ یہ روز صبح شام عوامی سہولت کا معاملہ ہے۔ اگر آدھی بسیں خراب ہو گئی ہیں تو پھر ہمیں نئے franchises لانے چاہئیں۔ آپ چھٹی کے ٹائم دیکھیں کہ ایک ایک بس سٹینڈ پر سینکڑوں کی تعداد میں لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اب اس سوال سے آگے چلا جائے یا ادھر ہی اٹکے رہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ بہت اہم issue ہے آپ اس پر کسی دن بحث رکھ سکتے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں مسافر سفر کرتے ہیں لیکن ہماری بسیں کم ہیں اور روٹ بھی کم allocate کئے گئے ہیں لہذا آپ سے درخواست ہے کہ اس issue پر بحث کے لئے ایک دن مختص کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: بحث کی ضرورت نہیں ہے، منسٹر صاحب محکمے کے انچارج ہیں وہ خود اس کا notice لیں گے۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے اپنے معزز ممبران کو پہلے بھی بتایا ہے کہ JICA ایک world renowned کمپنی ہے جو اس حوالے سے ایک پورا سروے کر رہی ہے۔ ہم نے اس بارے میں محکمہ P&D سے approval لے کر Transport Planning Unit بھی اپریل تک incorporate کر دینا ہے۔ حکومت ٹرانسپورٹ کے شعبے کو انتہائی اہمیت

دے رہی ہے۔ آبادی بڑھ چکی ہے اور لوگوں کو ٹرانسپورٹ کی بہتر سہولیات میسر نہیں ہیں۔ ابھی معزز رکن رانا محمد افضل صاحب اور محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ نے جو بات کی ہے اس بارے میں عرض کروں گا کہ ہماری بالکل اس پر نظر ہے اور ہمیں JICA نے پنجاب کے لئے within one year اگلے 30 سالوں کا ایک plan بنا کر دینا ہے۔ L.T.C. لاہور کے لئے ہم نے technical لوگ hire کئے ہیں وہ chalk out کر کے پورے لاہور کا plan بنا رہے ہیں اور ہم نے trial basis پر L.T.C کا ایک روٹ چلا بھی دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر 1735، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا معیار و دیگر تفصیلات

*1735: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں چلنے والی بسوں کو کس معیار کے مطابق فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں چلنے والی بیشتر بسیں بغیر کسی فٹنس سرٹیفکیٹ کے چل رہی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کو بھی فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کر دیا جاتا ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ناکارہ اور دھواں چھوڑنے والی بسوں کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور شہر میں چلنے والی بسوں اور دیگر تمام پبلک سروس وہیکلز کو موٹر وہیکل آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز 1969 میں بیان کئے گئے قوانین کے تحت فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ قطعاً درست نہ ہے چونکہ ضلع لاہور میں ٹریفک پولیس، محکمہ ماحولیات اور موٹر وہیکل ایگزامینر باقاعدگی سے ٹریفک چیکنگ کرتے ہیں اور بغیر فٹنس گاڑی کو بند کرکے اس کا چالان مجاز عدالت کو بھجوایا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ مروجہ قانون کے مطابق جاری و تجدید کئے جاتے ہیں۔

(د) جی ہاں! جیسا کہ جزہائے بالا میں بیان کیا گیا ہے کہ ٹریفک پولیس اور موٹر وہیکلز ایگزامینر ضلع لاہور میں چلنے والی بغیر فٹنس کے اور دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی کرتے رہتے ہیں اور تاکیداً ان کو مزید نگرانی کی ہدایت کر دی گئی ہے تاکہ ایسی گاڑیوں کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جاتی رہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گی کہ گاڑیوں کو Fitness Certificate کیسے جاری کیا جاتا ہے، اس کا طریق کار کیا ہے، بسوں، موٹر وہیکلز، پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کو Fitness Certificate کیسے جاری کرتے ہیں، ان کو examine کیسے کیا جاتا ہے اور کتنے عرصے بعد آپ ان گاڑیوں کو examine کرتے ہیں؟ دوسرا جز (ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "ٹریفک پولیس، محکمہ ماحولیات اور موٹر وہیکل ایگزامینر باقاعدگی سے ٹریفک کی چیکنگ کرتے ہیں۔ یہ آپ کو معلوم ہے اور اس House میں بیٹھے ہوئے باقی ممبران بھی جانتے ہیں کہ اس وقت لاہور میں بے تحاشا ایسی بسیں ہیں جو کہ دھواں چھوڑتی ہوئی سڑکوں پر چل رہی ہیں۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ سڑک پر محکمہ ماحولیات کے لوگ موجود نہ ہوں، موٹر وہیکلز ایگزامینر موجود نہ ہوں لیکن ٹریفک پولیس تو موجود ہوتی ہے۔ کیا ٹریفک پولیس دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کو بند کر رہی ہے، وزیر

موصوف صاحب کا گھر بھی ماشاءاللہ سڑک پر ہے۔ان کے گھر کے آگے سے دھواں چھوڑتی ہوئی بسیں گزر رہی ہوتی ہیں کیا یہ سب کچھ وزیر موصوف کو نظر نہیں آتا اوران دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں سے کیسے چھٹکارا پایا جاسکتا ہے؟

جناب سپیکر: آپ brief کر کے ضمنی سوال کریں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں اپنی بات explain کروں گی تو وہ جواب دے پائیں گے۔اگر میں پوری بات نہیں کروں گی تو پھر آدھا جواب آئے گا اور House میں شور مچ جائے گا۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جواب تو پورا ہی آتا ہے لیکن ان کو شاید سمجھ نہیں آتی۔میں یہ عرض کرتا ہوں کہ Fitness Certificate کا ایک پورا criteria ہے۔ہر چھ ماہ بعد inspection ہوتی ہے اور بوقت inspection گاڑی کا بریک سسٹم،لائٹ،ٹائر،انجن، دھوئیں کی مقدار،سٹیرنگ سسٹم،گاڑی کی لمبائی،چوڑائی،انڈیکیٹر اور باڈی کے معیار کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔یہ inspection قواعد موٹر وہیکلز 1969 کے تحت ہوتی ہے۔رولز کی کاپی ساتھ لگی ہوئی ہے،اگر معزز رکن اسے پڑھ لیں تو انہیں اس کی ساری details کا پتا چل جائے گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہم محکمہ ماحولیات اور ٹریفک پولیس کو بھی اپنے ساتھ involve کرتے ہیں۔اس میں smoke analyzers اور noise analyzers استعمال ہوتے ہیں۔Smoke analyzers محکمہ ماحولیات کے پاس ہیں جبکہ noise analyzers ہمارے محکمہ ٹرانسپورٹ کے پاس ہیں۔ہم مل کر joint efforts کرتے ہیں۔گاڑیوں کی ہر چھ مہینے بعد inspection کی جاتی ہے۔جن گاڑیوں نے inspection نہیں کروائی ہوتی ان کو ہم چودہ دنوں کے لئے off road کر دیتے ہیں۔اگر وہ 14 دن میں گاڑی کو mechanically ٹھیک کر کے دوبارہ سے لے آئیں تو پھر انہیں Fitness Certificate جاری کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس میں گاڑی کے ماڈل کے بارے میں بھی کوئی rules ہیں کہ ایک ماڈل کتنے سال تک چل سکتا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جو بس یا گاڑی کمرشل use ہوتی ہے اسے دس سال تک چلایا جا سکتا ہے یعنی ایک ماڈل کی گاڑی کو دس سال تک چلایا جا سکتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آج تک کتنے موٹر وہیکل ایگزامینر ہیں کہ جنہوں نے لاہور یا پنجاب میں غلط Fitness Certificate جاری کئے، ان کی تعداد کیا ہے اور ان کے خلاف اب تک کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ منسٹر صاحب کو پیچھے سے بیٹھے ہوئے feed کرتے ہیں کہ یہ fresh question بنتا ہے۔ اب آپ ایمانداری سے بتائیں کہ کیا آپ کا یہ ضمنی سوال بنتا ہے، کیا آپ کا ضمنی سوال اس سوال سے relevant ہے؟ Mr.Manda don't kharab Agenda. (قہقہے)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ابھی تک تو ہم ایجنڈے کے مطابق ہی چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔ آپ کا ضمنی سوال اسی سے متعلقہ ہونا چاہئے اگر غیر متعلقہ ہوا تو اس کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! ابھی وزیر صاحب نے بتایا ہے کہ محکمہ ماحولیات اور ٹریفک پولیس کے تعاون سے باقاعدہ چیکنگ ہوتی ہے، اگر واقعی چیکنگ ہوتی ہے تو پھر لاہور میں گاڑیوں کے دھوئیں کے جو مسلسل بادل نظر آتے ہیں وہ کیوں ہیں اور اس وقت polluted شہروں کی فہرست میں لاہور سرفہرست کیوں ہے، میں یہ بات ثابت کر سکتی ہوں کہ بغیر دیکھے، بغیر inspection کئے چند ہزار روپے رشوت دے کر آپ Fitness Certificate حاصل کر سکتے ہیں تو اس کے تدارک کے لئے وزیر صاحب کیا کارروائی کریں گے؟

جناب سپیکر: محترمہ نے آخر میں جو alarming بات کی ہے اس کا جواب بڑا مدلل ہونا چاہئے۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترمہ نے pollution کے حوالے سے بات کی ہے، یہ سوال محکمہ ماحولیات سے متعلقہ ہے، وہ زیادہ تفصیل میں اس کا جواب دے سکتے ہیں کہ

overall لاہور شہر میں pollution زیادہ کیوں ہو رہی ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟ جہاں تک Fitness Certificates کا تعلق ہے تو میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس حوالے سے ہم نے باقاعدہ ایک criteria fix کیا ہوا ہے۔ میں نے یہ بھی بتایا ہے کہ جو گاڑیاں pollution کا باعث بنتی ہیں ہم ان گاڑیوں کو 14 دن کے لئے off road کر دیتے ہیں۔ اس دوران اگر وہ اپنی گاڑی کے انجن کی repair کرا لیتے ہیں کہ جس کی وجہ سے گاڑی دھواں زیادہ دے رہی ہوتی ہے تو اسے Fitness Certificate جاری کر دیا جاتا ہے۔ اس کو ہم smoke analyzer سے check کرتے ہیں اور اگر گاڑی ٹھیک نہیں ہوتی تو ہم اس کو بالکل Fitness Certificate جاری نہیں کرتے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اپنے سوال کی تھوڑی مزید وضاحت چاہوں گی۔ جس طرح منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کو road سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ آپ ابھی باہر جا کر دیکھیں، مال روڈ پر ہی آپ کو بے شمار ایسی گاڑیاں مل جائیں گی جو کہ بہت زیادہ دھواں چھوڑ رہی ہوں گی۔ ہر سڑک پر ایسی گاڑیاں مل جائیں گی جو کہ دھواں چھوڑ رہی ہوتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب کا جواب درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی بات بھی سن لیں، پھر اکٹھا ہی جواب دے دینا۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، بہتر ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز (د) میں یہ بتایا گیا ہے کہ دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جاتی ہے تو میں honourable منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب سے یہ سوال ان کے پاس آیا تھا اور جب اس کا جواب دیا گیا، اس عرصے کے دوران کتنی گاڑیوں کو misfit ہونے کی وجہ سے Fitness Certificates جاری نہیں کئے گئے اور ان کو off road کر دیا گیا ہے، kindly ذرا اس کی وضاحت کر دیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز رکن نے Fitness Certificate کے حوالے سے پھر ایک detail مانگ لی ہے، overall ہزاروں کی تعداد میں گاڑیاں چل رہی ہیں

اس لئے یہ fresh question بنتا ہے۔ اگر یہ تفصیل چاہتی ہیں تو fresh question کر دیں میں ان کو details فراہم کر دوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہی سننا چاہتی تھی کہ ہزاروں کی تعداد میں ایسی گاڑیاں موجود ہیں جو Fitness Certificate جاری کرنے کے باوجود ہر جگہ، ہر محلے میں دھواں پھیلاتی ہوئی آج بھی پھر رہی ہیں۔ اگر منسٹر صاحب کہتے ہیں تو میں کچھ گاڑیوں کے نمبر ان کو point out کر دیتی ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ محکمہ بے بس ہے اور سب کچھ جانتے ہوئے بھی کچھ نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: اب محترمہ ڈار صاحبہ کو بھی موقع دیا جائے۔ جی، ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں آسان سا سوال کروں گی، زیادہ مشکل سوال نہیں ہو گا۔ دھواں دھار گاڑیاں اتنی زیادہ چل رہی ہیں، سرکاری گاڑیاں بھی بہت زیادہ دھواں دے رہی ہیں۔ مجھے یہ بتا دیا جائے کہ کیا یہ دھواں صحت کے لئے ٹھیک ہے اور بتا دیں کہ اس سے کون کون سی بیماریاں لگتی ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ظاہر ہے دھواں صحت کے لئے ٹھیک نہیں ہے اور یہ معاملہ محکمہ environment سے related ہے۔ میں اس میں تھوڑا سا بتانا چاہوں گا کہ ہم محکمے کی capacity building کر رہے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! وزیر صاحب کیا کہہ رہے ہیں کہ میں دوبارہ repeat کر رہا ہوں۔ میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ آپ نے وزیر صاحب سے کہا کہ آپ ٹھیک ٹھیک جواب دیا کریں۔ ان گاڑیوں کا دھواں سگریٹوں کے دھوئیں سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں میرے سوال کی سمجھ نہیں آئی، آیا کسی کو دھوئیں کی سمجھ نہیں آ سکتی یہ سب سے زیادہ خطرناک دھواں ہے، A, B,C Hepatitis اسی سے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! سوال آپ نے کیا ہے تو انہوں نے اس کا جواب تو دینا تھا ناں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! واقعی بڑے important سوالات آ رہے ہیں جن کا وزیر صاحب باری باری جواب دینے سے قاصر ہیں تو آپ سے request ہے کہ rule 161 کے تحت آپ ruling دیں تاکہ ان پر debate کے لئے بدھ کا دن مختص ہو جائے۔ اگر آپ کہیں گے تو تمام members کھل کر اپنی بات کا اظہار کر سکیں گے، pollution پر بات کر سکیں گے اور transport جو لاکھوں لوگوں کا مسئلہ ہے اس پر بھی بات ہو سکے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! ہمیں ایجنڈا کے مطابق چلنا ہے، اگر کوئی گنجائش ہوئی تو ضرور بات کریں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! وزیر ٹرانسپورٹ بتائیں کہ کتنی بیماریاں دھوئیں سے لگتی ہیں تاکہ ان کو احساس ہو کہ ہم نے ان کا سدباب بھی کرنا ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! وہ ٹرانسپورٹ والے بیٹھے ہیں اور میں خود ٹرانسپورٹ والا آپ کے سامنے کھڑا بھی ہوں۔ ڈاکٹر اسد اشرف صاحب ادھر بیٹھے تھے یا کوئی اور ڈاکٹر صاحب اگر موجود ہیں تو وہ زیادہ بہتر انہیں بتا سکیں گے کہ دھوئیں سے کیا کیا بیماریاں لگتی ہیں؟ دھوئیں سے سب سے major disease Lungs Cancer ہوتا ہے، heart problem اور Hepatitis بھی دھوئیں سے ہوتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: منڈا صاحب! میری تھوڑی سی بات سنیں۔ اپوزیشن والی side کے علاوہ تمام front seats ministers کے لئے ہیں اور جہاں پر آپ تشریف فرما ہیں آپ کو بھی پتا ہونا چاہئے کہ یہ سیٹیں پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کے لئے ہیں، آئندہ سے محتاط رہئے گا۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں بتا رہا تھا کہ ہم جو department کی capacity building کر رہے ہیں اس میں اسی سال ہم ایک نیا electronic testing system plan introduce کرائیں گے جس میں گاڑی کی پوری fitness یعنی دھواں، pollution and everything is included محترمہ نے جو بات کی ہے ہم صرف Commercial vehicles کو examine کرتے ہیں، private vehicles بھی دھواں دے رہی ہیں، ان کو پکڑنا ٹریفک پولیس یا محکمہ environment کا کام ہے۔ Commercial vehicles میں بسیں، فلائنگ کوچیں، منی بسیں، پک اپ

اور 2 stroke rickshaws ہیں۔ میں یہاں بتانا چاہوں گا کہ ہم نے pollution control کرنے کے لئے recently ایک بہت بڑا اقدام کیا ہے، rickshaws سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگ وابستہ تھے تو ہم نے 7۔فروری کو advertise کیا تھا، محکمے نے اس کے لئے پوری کمیٹی بنائی ہے اور 4 stroke Locally manufactured CNG or petrol engines جنہیں محکمہ environment approve کرے گا انشاءاللہ تعالیٰ اس سال میں ہماری کوشش ہے اور ہم اس میں کامیاب ہوں گے کہ پورے پنجاب میں کوئی بھی 2 stroke rickshaw نہ ہو کیونکہ سب سے زیادہ noise and air pollution 2 stroke rickshaw کرتا ہے۔ Locally manufactured engines cost wise بھی سستے ہیں کیونکہ ان کی cost 20 to 30 thousands ہو گی اور وہ ہم rickshaws میں install کروا رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ کی نشاندہی کے لئے ہے کہ آگے آپ کا سوال آ رہا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! انہوں نے رکشوں کی بات کی، انہوں نے پہلے ہی L.T.C companies کے لئے فلائنگ کوچوں کو لاہور شہر سے نکال کر بند روڈ اور راوی روڈ کی طرف سے بادامی باغ entry کروائی ہوئی ہے جس سے ٹرانسپورٹروں کو 25 کلومیٹر کا اضافی خرچہ برداشت کرنا پڑ رہا ہے اور اب یہ رکشوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں انہیں بھی شہر سے باہر نکال دیں گے تو یہ ٹرانسپورٹروں کے لئے کون سی پالیسی لے کر آئے ہیں؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ آپ اپنے سوال پر آئیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میری معزز بہن نے ٹرانسپورٹروں کے بارے میں بات کی، وہ ہر سٹاپ کا کرایہ بڑھا دیتے ہیں، پہلے -/9 روپے تھا، اب -/18 روپے، کوئی -/13 روپے وصول کر رہا ہے تو ٹرانسپورٹر بھی تو سوچیں کہ ہم عوام کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ 1991 میں پنجاب ٹرانسپورٹ کا اتنا بڑا محکمہ تھا اس میں A.T.M لگے ہوئے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں یہ Question Hour ہے آپ اس دوران point of order کے لئے مہربانی فرمائیں، ہو سکتا ہے میں آپ کو اس کے لئے بعد میں time دے دوں۔ محترمہ ثمینہ! آپ کا next question ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وفاقی حکومت پٹرول اور ڈیزل کی قیمتیں نہ بڑھائے تو ٹرانسپورٹر بھی کرائے نہیں بڑھائیں گے۔ میرا سوال نمبر 1809 ہے۔

ضلع قصور میں فٹنس سرٹیفکیٹ کے بغیر چلنے والی ٹرانسپورٹ و دیگر تفصیلات

*1809: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قصور میں چلنے والی بیشتر بسیں بغیر کسی فٹنس سرٹیفکیٹ کے چل رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کو بھی فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کر دیا جاتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ناکارہ اور دھواں چھوڑنے والی بسوں کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے چونکہ بمطابق رپورٹ سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی قصور، ضلع قصور میں ٹریفک پولیس، محکمہ ماحولیات اور موٹر وہیکل ایگزامینر بغیر فٹنس چلنے والی بسوں کے خلاف باقاعدگی سے قانونی کارروائی کرتے ہیں اور ایسی گاڑیوں کے چالان کر کے مجاز عدالت کو ارسال کر دیتے ہیں۔

تاہم متعلقہ فیلڈ سٹاف کو مزید تاکید کر دی گئی ہے کہ وہ ایسی گاڑیوں پر خصوصی نگاہ رکھیں۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے۔ پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ مروجہ قانون کے مطابق جاری / تجدید کئے جاتے ہیں۔

(ج) جیسا کہ جزہائے بالا میں بیان کیا گیا ہے کہ ٹریفک پولیس اور موٹر وہیکلز ایگزامینر ضلع قصور میں چلنے والی بغیر فٹنس کے اور دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو مزید نگرانی کی ہدایت کر دی گئی ہے تاکہ ایسی گاڑیوں کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جاتی رہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب کی روشنی میں میرا ضمنی سوال ہے کہ بغیر Fitness Certificate چلنے والی کتنی گاڑیوں کے خلاف کارروائی ہو چکی ہے اور اس مد میں کتنا جرمانہ اکٹھا ہوا ہے جو حکومت پنجاب کے خزانے میں جمع کروایا گیا ہے اور کتنے ایسے cases ہیں جو ابھی تک عدالتوں میں زیر التواء ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترمہ ابھی بات کر رہی تھیں تو انہوں نے ٹرانسپورٹر کہہ کر اپنی طرف اشارہ کیا، یہ جو قصور والے روٹ کی بات کر رہی تھیں تو وہاں پر ان کی اپنی ٹرانسپورٹ چلتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: وہ تو اس لئے کہہ رہے ہیں کہ وہ بھی ٹرانسپورٹر ہیں اور آپ بھی ٹرانسپورٹر ہیں، آپ دونوں ہی عوام کا خیال کیجئے۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سے عوام کو problem ہوتی تھی۔ ان کا اصل روٹ وہی ہے جو انہوں نے پہلا ضمنی سوال کیا ہے۔ ان کا اصل روٹ بند روڈ والا ہی تھا مگر چونکہ اس روٹ پر ہماری بسیں نہیں چل رہی تھیں تو ہم نے 2005 میں اس روٹ پر قصور کی بسوں کو divert کیا۔ انہوں نے جو LTC کے حوالے سے بات کی ہے اس روٹ پر 20 بسیں چلتی تھیں وہاں پر 45 بسیں کر دی گئی ہیں اور پچھلے ایک ہفتے سے trial basis پر LTC اس روٹ پر ریلوے سٹیشن سے کاہنہ تک چلا رہے ہیں اس لئے ہم نے ان کو ان کے allocated روٹس پر واپس کیا۔ ان کا دوسرا سوال جرمانوں کے حوالے سے تھا۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں ان کے پہلے جواب سے ہی مطمئن نہیں ہوں کیونکہ انہوں نے کہا کہ جو route allocate کیا گیا یہ روٹس تو 1962 سے چلتے آ رہے ہیں، ان کی تو

allocation ہی نہیں ہوئی، انہوں نے اب اپنی مرضی سے allocation کی ہے۔ یہ ٹرانسپورٹ کا پرانا ریکارڈ نکال کر دیکھیں، ہمارا جو ordinance جاری کیا گیا ہے اس میں road permits پہلے بسوں کو نہیں دیئے جاتے تھے۔ ٹرانسپورٹ مالکان اپنی مرضی سے اپنے روٹ بنا کر گاڑیاں چلاتے تھے۔ انہوں نے route permits تو خود اپنی مرضی سے دینے شروع کئے ہیں، یہ پہلے سے allocated نہیں ہیں۔ اگر انہوں نے ٹرانسپورٹ کی بات کی ہے تو میری ٹرانسپورٹ نیو سٹار بس سروس 1962 سے لاہور تا قصور چل رہی ہے تو موصوف نے جو جواب دیا ہے وہ غلط ہے۔

جناب سپیکر: انھوں نے جو جواب دیا ہے وہ تو انھوں نے اپنے حساب سے ٹھیک دیا ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں دوبارہ ان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ دوبارہ نہ کریں۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 2005 میں جو سروے ہوا تھا میں نے ان کو initially بتایا ہے کہ جب دیکھا گیا کہ اس روٹ پر لوگ زیادہ ہیں اور وہاں پر ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کی بسیں کم چلتی ہیں تو 2006 میں ہم نے اس کو اربن روٹ B-51 کے طور پر چلایا تھا۔ اب ہماری بسیں لوگوں کی ضرورت کے مطابق ہو گئی ہیں تو ہم ان کو ان کے original روٹ پر لے گئے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! انھوں نے اربن روٹ پر معاہدہ کیا ہے، آپ ٹرانسپورٹ کے سیکرٹری صاحب کو بٹھائیں۔ آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بغیر Fitness Certificate کے چلنے والی کتنی گاڑیوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے اس کا جو criteria بتایا تھا وہ میں دوبارہ عرض کر دیتا ہوں۔ اس میں 25 سے 30 گاڑیاں ماہانہ پکڑی جاتی ہیں جو روٹ کے بغیر چل رہی ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ ٹریفک پولیس بھی جرمانے کرتی ہے اور ہمارا DRTA بھی اڑھائی سو سے تین سو جرمانے ماہانہ کر رہا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ خلاف ورزی کرنے والوں کے روٹ پرمٹ بھی suspend کئے جاتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس پر میرا سوال یہ ہے کہ کتنا ریونیو اکٹھا کر کے یا کتنے جرمانے اکٹھے کر کے خزانے میں جمع کروائے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: جرمانے کی شرح علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مک مکا کر کے Fitness Certificate دیا جاتا ہے۔ گاڑیوں کی inspection نہیں کی جاتی اور مک مکا کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس بات کا ان کی نسبت آپ کو زیادہ پتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! محکمہ ہم لوگوں کو پکڑے۔ اگر ہم بغیر inspection کے گاڑیاں چلا رہے ہیں تو محکمہ کیوں نہیں پکڑتا؟

جناب سپیکر: بغیر inspection کے جو گاڑیاں چلتی ہیں محکمہ کیوں ان گاڑیوں پر کارروائی نہیں کرتا؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ ہر چھ مہینے کے بعد Fitness Certificate لینا پڑتا ہے۔ انھوں نے جو مک مکا اور Fitness Certificate کی بات کی ہے تو یہ خود ٹرانسپورٹر ہیں اس لئے ان کو بہتر پتا ہے کہ مک مکا ہوتا ہے۔ میرے علم میں یہ بات نہیں ہے۔ انھوں نے کہا ہے تو ضرور ایسا ہوتا ہو گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پولیس اور ڈیپارٹمنٹ ملا ہوا ہے۔ ہم ان کو پیسے دیتے ہیں، ہم ان لوگوں کو پیسے دیتے ہیں۔۔۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): مجھے انھوں نے کیا پیسے دیئے ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پولیس والوں کو پیسے دیئے جاتے ہیں، Fitness Certificate والوں کو ٹرانسپورٹر پیسے دیتا ہے پھر گاڑی سڑک پر چلتی ہے اور سڑک پر گاڑی چلانا آسان کام نہیں ہے۔ ان لوگوں میں تو اتنی طاقت ہی نہیں ہے کہ جو لوگ rules and regulation کے مطابق گاڑیوں کو سڑک پر چلا سکیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے۔ انھوں نے سن لی ہے اور note کر لی ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں جناب منسٹر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ Fitness Certificate دینے کا طریق کار کیا ہے، اتھارٹی کیا ہے، کتنے عرصے کے لئے دیا جاتا ہے، کیا اس پر کوئی خاص ادارہ بنایا گیا ہے، آپ کسی بھی ضلع اور کسی بھی جگہ گاڑیاں check کر لیں تو کسی کے پاس Fitness Certificate نہیں ہوتا اور کیا یہ paper کی حد تک ہے یا واقعی عملدرآمد ہو رہا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سوال کا جواب میں پیچھے دے چکا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں دوبارہ بتا دیتا ہوں؟

جناب سپیکر: مجھے افسوس ہے کہ معزز ممبر نے یہ سوال کیا ہے، آئندہ وہ وقت پر آئیں گے تو ان کو پتا ہو گا کہ پہلے کارروائی کیا ہو چکی ہے اور وہ دوبارہ اس کو نہیں چھیڑ سکتے؟ رانا عبدالرحمٰن صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! معزز رکن نے اعتراف کیا ہے کہ وہ محکمے کو رشوت دیتے ہیں تو رشوت لینا اور دینا دونوں جرم ہیں اس لئے وزیر موصوف سے میں پوچھنا چاہوں گا کہ وہ کیا کارروائی کرنا پسند کریں گے؟

جناب سپیکر: جو پکڑا جائے گا وہ اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔ جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ میں Fitness Certificate پر بحث سن کر یہ کہوں گا کہ عمر کھائی ہوئی بسیں جو دھواں چھوڑتی ہیں ان کو جو Fitness Certificate جاری کیا جاتا ہے اس کا نام مک مکا certificate رکھ دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ جی، میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جتنے بھی سوال کئے گئے ہیں تقریباً ہر سوال کے اندر معزز دوست نے گاڑیوں کی Fitness کے بارے میں اور دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے حوالے سے ضرور سوال کیا ہے۔ اس سے پہلے بھی سوالات ہوئے ہیں میں منسٹر صاحب سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ Fitness Certificate پاکستان میں چند سو روپے کی بنیاد پر دے دیا جاتا ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے جو سب کو پتا ہے کہ internationally گاڑیوں کی میعاد پر Fitness Certificate دیا جاتا ہے کہ کتنے سال کے بعد public transport capable نہیں رہتی کہ سڑکوں پر چل سکے۔ آج بھی 30 سال چلنے کے بعد بھی کوئی بس اس قابل رہتی ہے کہ اس کو Fitness Certificate دے دیا جائے؟ فیروز پور روڈ پر 30/35 سال پرانے ماڈل کی بسیں چل رہی ہیں اور لوگ پھر بھی Fitness Certificate لے لیتے ہیں۔ میرا منسٹر صاحب سے سوال یہ ہے کہ کیا ہم time frame دے سکتے ہیں کہ 15 یا 20 سال کے بعد ان گاڑیوں کی بطور Public Transport رجسٹریشن نہ ہو سکے اور ان کو Fitness Certificate جاری نہ کیا جا سکے۔ Public Transport کے لئے روڈ پر چلنے کی کتنی میعاد ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! آپ کو یہاں پر ایسی بھی بسیں ملیں گی جو 15 سال سے بھی پرانی ہوں اور لوگوں نے اسے maintain کیا ہو کہ وہ نئی لگتی ہیں۔ اسی طرح کئی ایسی بسیں بھی ہوں گی جن کو پانچ سال میں کھٹارا بنا دیا جاتا ہے۔ ہمارا Fitness Certificate کا ایک criteria ہے۔ پچھلے کئی سالوں سے وہی چل رہا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے کہا ہے کہ اس کی مد میں جو فیس وصول کی جاتی ہے وہ 1987 سے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسا کریں کہ اس کو تھوڑا سا amend کر لیں کہ Fitness Certificate کے بارے میں نصیر صاحب کو کہیں ساتھ بٹھا لیا کریں تا کہ پتا چل جائے پھر یہ check کر کے کم از کم House میں آ کر بات تو کر سکیں گے۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میاں نصیر صاحب کو میری طرف سے کھلی اجازت ہے۔ یہ کسی بھی جگہ ہمارے موٹر وہیکل ایگزامینر کے ساتھ چھاپہ مارنا چاہیں، جانا چاہیں تو ان کو میری طرف سے اجازت ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی طرف سے اجازت نہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ کمیٹی بنائیے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انھوں نے on the floor of the House مانا ہے کہ یہ مک مکا کرتے ہیں۔ اس پر آپ کوئی ruling دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں سچائی بتاؤں گی۔ آپ اپوزیشن کا ایک ممبر رکھیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! آپ نے اس حوالے سے منسٹر صاحب کو بڑی اچھی بات کہی ہے کہ اس کا transparent system بن جائے تو ماحولیاتی آلودگی پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر ایک دن بحث رکھیں گے۔ ابھی تو شاید گنجائش نہ ہو۔ میں کوشش کروں گا کہ اس پر ضرور بحث کے لئے دن رکھا جائے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں گے تو میں بحث کے لئے تحریک جمع کروا دوں گا تو آپ ایک دن مختص کر دیجئے گا۔

جناب سپیکر: یہ ٹھیک ہے لیکن یہ commitment نہیں ہے۔ اب اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔ جی، وسیم قادر صاحب!

جناب وسیم قادر: سوال نمبر 2309۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رجسٹرڈ دینی مدارس کے طلباء وطالبات کے کارڈ پر مہر ثبت کا مسئلہ

*2309: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں سرکاری و غیر سرکاری سکولوں اور کالجوں کے طلباء وطالبات کو بسوں میں سفر کرنے پر ٹکٹ میں رعایت دی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سہولت رجسٹرڈ دینی مدارس کے طلباء وطالبات کو بھی میسر ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ میں رجسٹرڈ دینی مدارس کے طلباء و طالبات کو ضلعی ٹرانسپورٹ آفیسر سٹوڈنٹ کارڈ پر اپنی مہر ثبت کرنے سے گریزاں ہیں؟

(د) کیا حکومت دینی مدارس کے طالب علموں کے سٹوڈنٹ کارڈ پر مہر ثبت کرنے کو تیار ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ موٹر وہیکلز رولز 1969 کی دفعہ 79 کی ذیلی دفعہ (د) کے مطابق تعلیمی اداروں کے طلباء وطالبات کے لئے بسوں میں سفر کرنے کے لئے کرایہ میں رعائیت مہیا کی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) جز (ب) میں دی گئی وضاحت کی روشنی میں مزید تفصیل کی ضرورت نہ ہے۔

(د) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال کے جز (ب) میں پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سہولت رجسٹرڈ دینی مدارس کے طلباء وطالبات کو بھی میسر ہے جس کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ صوبہ پنجاب میں جو بچے اور بچیاں مدارس میں جا رہی ہیں کیا ان کو students تسلیم نہیں کیا جاتا کہ انہیں یہ سہولتیں نہیں دی جا رہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اپنے معزز رکن کو بتانا یہ چاہوں گا کہ اس میں printing error ہے۔ ان کے جز (ب) کا جواب یہ ہے کہ یہ درست ہے۔ میں یہاں پر on the floor of the House clear کر رہا ہوں کہ اس میں لفظ "نہ" printing error ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، انہوں نے clear کر دیا ہے۔ جواب میں لفظ "نہ" delete کر دیا جائے۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اپنے معزز رکن کو اس کا جواب بھی دینا چاہوں گا کہ تمام رجسٹرڈ دینی مدارس کو یہ سہولت میسر ہے۔

جناب سپیکر: جی، وسیم قادر صاحب!

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! دراصل مجھے پتا تھا کہ یہ سہولت ہے لیکن جواب چونکہ "نہ" میں تھا اور جواب میں cutting بھی نہیں تھی اس لئے میں نے پوچھا ہے۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ اس پر ضمنی سوال کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے اس پر جو ضمنی سوال کرنا تھا اُس کی وضاحت منسٹر صاحب نے خود ہی کر دی ہے کہ اس میں جو لفظ "نہ" کا استعمال کیا گیا ہے وہ printing mistake ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔ جی، نمبر پکاریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر 2408۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ آگے نکل گئے ہیں اور وسیم قادر صاحب کا سوال miss کر گئے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! سوال نمبر 2311 ابھی لینا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وسیم قادر صاحب کے بعد انہی کا سوال ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! دوسرا سوال بھی وسیم صاحب کا ہے۔

جناب سپیکر: اچھا، ٹھیک ہے۔ دوسرا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔ نمبر پکاریں۔

جناب وسیم قادر: سوال نمبر 2311۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور / گوجرانوالہ، 2004 سے تاحال جاری روٹس اور آمدن کی تعداد و تفصیل

*2311: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جنوری 2004 سے آج تک لاہور اور گوجرانوالہ محکمہ ٹرانسپورٹ نے کتنے روٹ پرمٹ جاری کئے روٹ پرمٹ جاری کرنے والی کمیٹی کے ممبران اور میرٹ بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں محکمہ ہذا کو روٹ پرمٹ جاری کرنے پر جو آمدن ہوئی اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) روٹ پرمٹ جاری کرنے والی اتھارٹی کا عہدہ اور گریڈ بیان فرمائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جنوری 2004 سے آج تک DRTA لاہور نے 59,638 اور DRTA گوجرانوالہ نے 32,479 روٹ پرمٹ جاری کئے ہیں۔ متعلقہ سیکرٹری DRTA ہی روٹ پرمٹ جاری کرنے کی اتھارٹی رکھتا ہے۔

تمام پبلک سروس وہیکلز کو موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز 1969 میں بیان کئے گئے قوانین کے تحت روٹ پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں۔

(ب) جنوری 2004 سے آج تک محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب کو روٹ پرمٹس کی مد میں 65,52,79,150/ روپے کی آمدن ہوئی۔

(ج) موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز 1969 میں بیان کئے گئے قوانین کے تحت متعلقہ سیکرٹری DRTA (جو کہ گریڈ 17/18 کا گزیٹڈ آفیسر ہوتا ہے) کو روٹ پرمٹ جاری کرنے کے اختیارات سونپے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر2408۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

بند روڈ لاہور میں پرائیویٹ بس سٹینڈز سے ٹرانسپورٹ کا اجراء

*2408: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے بند روڈ لاہور پر واقع تمام پرائیویٹ سٹینڈز بند کر دیئے ہیں تا کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی طرف سے قائم کردہ سکندریہ ٹرمینل کامیاب بنایا جاسکے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان پرائیویٹ بس سٹینڈوں سے ملک اور صوبہ کے کونہ کونہ میں بسیں چلتی تھیں اور ان سے ہزاروں لوگ مستفید ہوتے تھے اب یہ لوگ دربدر ٹھوکریں کھا رہے ہیں؟

(ج) ہر بس سٹینڈ کو بند کرنے کی وجوہات علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کی جائیں نیز ان کو بند کرنے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(د) کیا حکومت ان بس سٹینڈز کو دوبارہ بسیں چلانے کی اجازت دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک نیز ان بس سٹینڈز کو بلاجواز بند کرنے والے افسران کے خلاف قانونی محکمانہ کارروائی کرنے کو بھی تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ حکومت نے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے سکندریہ ٹرمینل کی تعمیر سے پہلے یا بعد میں بند روڈ پر واقع کسی منظور شدہ سٹینڈ کو بند نہیں کیا ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے چونکہ سٹی بس ٹرمینل کے علاوہ اسی ایریا میں کم از کم چار ڈی کلاس سٹینڈ پنجاب کے تمام شہروں کے لئے مسافروں کو سفری سہولیات بہم پہنچا رہے ہیں۔

(ج) چونکہ کوئی بس سٹینڈ بھی بند نہ کیا گیا ہے اس لئے اس بارے میں تفصیل کی ضرورت نہ ہے۔

(د) مندرجہ بالا وضاحت کی روشنی میں جز(د) کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنے بس سٹینڈ غیر منظور شدہ ہیں اور کس اتھارٹی کے تحت ان کو cancel کیا گیا تھا اور جن سٹینڈز کو رکھا گیا تھا وہ کتنے تھے؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پہلے تو میں یہاں بتانا چاہوں گا کہ اس سوال کے جز(ب) کا ہم نے جواب یہ دیا ہے کہ یہ بھی درست نہ ہے چونکہ سٹی بس ٹرمینل کے علاوہ اسی ایریا میں کم از کم 4 ڈی کلاس سٹینڈ پنجاب کے تمام شہروں کے لئے مسافروں کو سفری سہولیات بہم پہنچا رہے ہیں۔ میں بتانا چاہوں گا کہ یہ 4 نہیں 6 سٹینڈ ہیں، یہاں پر بھی یہ printing error تھا۔ میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ 6 سٹینڈ اِس وقت وہاں کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کو درست کر لیا جائے کہ 6 سٹینڈ ہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں سے ایک سٹینڈ نیشنل ایکسپریس جس کا 2005 میں لائسنس cancel کیا گیا تھا اور وہ ہائی کورٹ میں چلے گئے تھے اس وقت انہوں نے stay لیا ہوا ہے مگر وہ operate خود ہی کر رہے ہیں۔ یہ پرائیویٹ سٹینڈ category-D میں آتے ہیں اس میں ہوتا یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنی گاڑیاں چلانی ہوتی ہیں، اڈے والے اُن سے پیسے لے کر گاڑیاں چلانے دیتے ہیں جس بناء پر یہ نیشنل ایکسپریس سٹینڈ cancel ہو گیا مگر ابھی بھی نیشنل ایکسپریس والے ہی operate کر رہے ہیں کیونکہ انہوں نے ہائی کورٹ سے stay لیا ہوا ہے اور ابھی تک وہ stay چلا آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ اب وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتاہوں۔

جناب سپیکر:جی،بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

زائد کرایہ وصول کرنے والے بس مالکان اور حکومتی اقدامات

*2409: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بڑے شہروں میں چلنے والی بسوں کا کرایہ باقاعدہ محکمہ ٹرانسپورٹ سے منظور شدہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ انٹر سٹی روٹ پر چلنے والی بسوں اے سی،نان اے سی کا کرایہ نامہ حکومت کی طرف سے جاری کردہ نہ ہے بلکہ بس مالکان اپنی مرضی سے کرایہ وصول کر رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور تا بھیرہ میانی براستہ موٹروے جس کا کل فاصلہ تقریباً 215کلومیٹر ہے اس روٹ پر چلنے والی ہینو بس (ائرکنڈیشنڈ) کے مالکان زبردستی مسافروں سے زیادہ کرایہ وصول کر رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت ان مالکان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو حکومت کے مقرر کردہ کرایہ سے زیادہ وصول کر رہے ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں!یہ درست ہے-

(ب) یہ درست نہ ہے۔انٹر سٹی روٹوں پر چلنے والی Non A.Cبسوں،منی بسوں اور ویگنوں کا کرایہ حکومت پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ سے منظور شدہ ہے البتہ صوبائی کابینہ کے فیصلہ

مورخہ 28-11-2000 کے مطابق حکومت پنجاب نے انٹر سٹی روٹوں پر چلنے والی A.C گاڑیوں کا کرایہ de-regulated ہے۔

(ج) یہ بھی درست نہ ہے جیسا کہ جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے انٹر سٹی روٹوں بشمول لاہور تا بھیرہ A.C گاڑیوں کے کرائے de-regulate کر دیئے ہیں۔

(د) جی ہاں! Non A.C ٹرانسپورٹ کی صورت میں زائد کرایہ کی وصولی کی شکایات پر قانون کے مطابق سخت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

لاہور میں گرین ٹاؤن سے لاری اڈا تک ٹرانسپورٹ چلانے کا مسئلہ

*2617: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گرین ٹاؤن لاہور سے لاری اڈا تک 47 نمبر ویگن چلتی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ سال قبل ویگن کو ختم کر کے اس روٹ پر بسیں چلا دی گئیں جن کا روٹ نمبر 24 تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پچھلے سات ماہ سے اس روٹ نمبر 24 کی تمام بسیں بند ہو گئی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پچھلے سات ماہ سے اس روٹ پر نہ تو کوئی بس اور نہ ہی کوئی ویگن چل رہی ہے اور عملاً روٹ نمبر 24 ختم ہو گیا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس روٹ پر ٹرانسپورٹ چلانے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی ہاں۔

(د) جی ہاں۔

(ہ) یہ روٹ ابتدائی طور پر میسرز مونولائٹ انٹرنیشنل کمپنی کو فرنچائزڈ بنیادوں پر بسیں چلانے کے لئے الاٹ کیا گیا تھا مگر کچھ ہی عرصہ بعد اس کمپنی کی تقریباً تمام بسیں ناکارہ ہونے کی وجہ سے off road ہو گئیں چنانچہ محکمہ نے ان کی اجازت منسوخ کر دی۔
حال ہی میں لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے یہ روٹ نیازی ٹرانسپورٹ کمپنی کو الاٹ کر دیا ہے چونکہ اسی الاٹمنٹ کے ساتھ ساتھ چلنے والا روٹ نمبر 40 پہلے ہی نیازی کمپنی کے پاس ہے لہذا چند دنوں تک روٹ نمبر 24 پر نیازی ٹرانسپورٹ کی بسیں چلنا شروع ہو جائیں گی۔

آر ٹی اے سرگودھا میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2632: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آر ٹی اے سرگودھا میں کتنی اسامیاں منظور شدہ گریڈ وار ہیں؟
(ب) کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟
(ج) اس ضلع میں آر ٹی اے کے گریڈ 11 اور اوپر کی اسامیوں پر کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور پتاجات بتائیں؟
(د) آر ٹی اے کی سال 08۔2007 اور 09۔2008 کی آمدن کتنی تھی اور یہ آمدن کس کس ذرائع سے ہوئی؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

گریڈ 18	=	ایک
گریڈ 16	=	ایک
گریڈ 14	=	ایک
گریڈ 12	=	ایک
گریڈ 11	=	ایک
گریڈ 07	=	تین
گریڈ 05	=	تین

گریڈ02 = تین

(ب) کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(ج)

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	پتا
-1	ڈاکٹر فاروق منظور	سیکرٹری	17	MBBS & MBA	P-60 کشمیر روڈ، خیابان کالونی فیصل آباد
-2	جان محمد	MMPI	16	میٹرک	ماچھی وال، ضلع شیخوپورہ
-3	رانا عبدالروف	اسسٹنٹ	14	میٹرک	19 اولڈ سول لائنز، سرگودھا
-4	عبدالرحمٰن	سٹینوگرافر	12	BA	موضع ڈولہ پختہ، تحصیل دیپالپور، ضلع اوکاڑہ
-5	امتیاز احمد باجوہ	MVE	11	DAE آٹو7ڈیزل/ بی ٹیک آنرز	مکان نمبر110، کالج روڈ لیاقت پور ضلع رحیم یار خان

(د)

سال	روٹ پرمٹ	پاسنگ	جرمانہ	ٹوٹل
2007-08	Rs. 56,34,450	Rs. 42,22,400	Rs. 8,87,100	Rs.1,07,43,950
2008-09 (اپریل 2009 تک)	Rs.39,93,000	Rs.41,52,650	Rs.10,01,400	Rs.91,47,050

ضلع فیصل آباد۔بسوں / ویگنوں کے اڈوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2704: جناب شفیق احمد گجر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد شہر میں بسوں / ویگنوں کے اڈوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ اڈوں پر محکمہ کی طرف سے کیا کیا سہولیات فراہم کی جارہی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع کے تمام بس / ویگن اڈوں پر صفائی کا کوئی انتظام نہ ہے؟

(د) محکمہ کے پاس کوئی ایسی تجویز زیر غور ہے کہ جن اڈوں پر صفائی کے ناقص انتظامات ہیں ان کو سیل کر دیا جائے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع فیصل آباد میں اڈوں کی کل تعداد 24 ہے۔ان میں سے 16 اڈے پرائیویٹ مالکان کے زیر انتظام ہیں اور 7 اڈے ضلعی حکومت کے زیر انتظام ہیں جبکہ ایک (بی) کلاس سٹینڈ فیصل آباد اربن ٹرانسپورٹ سوسائٹی کے زیر انتظام ہے۔

(ب) (ڈی) کلاس سٹینڈز پر تمام سہولیات مالکان اڈا خود فراہم کرتے ہیں جبکہ ضلعی حکومت کے زیر انتظام اڈوں پر ویٹنگ رومز، بیت الخلاء اور واٹر سپلائی کی provision رکھی گئی ہے جس کے لئے ضلعی حکومت خاطر خواہ انتظام کر رہی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔پرائیویٹ اڈوں یعنی (ڈی) کلاس سٹینڈز پر مالکان نے از خود صفائی کا انتظام کر رکھا ہے جبکہ ضلعی حکومت و اربن ٹرانسپورٹ سوسائٹی کے زیر انتظام فیصل آباد شہر میں (سی) و (بی) کلاس سٹینڈز پر صفائی کا خاطر خواہ انتظام موجود ہے اور عملہ صفائی بھی تعینات ہے۔

(د) محکمہ کے پاس ایسے اختیارات موجود ہیں اور صفائی کا خاطر خواہ انتظام نہ ہونے کی صورت میں قانونی کارروائی بھی عمل میں لائی جاتی ہے۔

دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کو بند کرنے کی تفصیلات

*2748: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کی رجسٹریشن کے وقت ان کا مکمل معائنہ کیا جاتا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا حکومت کسی ایسی پالیسی پر غور کر رہی ہے کہ دھواں چھوڑنے والی اور ماحول کو خراب کرنے والی گاڑیوں کو بند کیا جا سکے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! تمام پبلک سروس وہیکلز کو محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے رجسٹریشن کے حصول کے بعد، محکمہ ٹرانسپورٹ کا ٹیکنیکل عملہ جو کہ موٹر وہیکل ایگزامینر کہلاتا ہے موٹر وہیکلز

آرڈیننس1965 اور موٹر وہیکلز رولز1969 میں بیان کئے گئے قوانین کے تحت تمام گاڑیوں کے مکمل معائنہ کے بعد ان کو فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے۔

(ب) جی ہاں! ماحول کو شور، دھوئیں اور آلودگی سے پاک کرنے کی غرض سے دھواں چھوڑنے اور آلودگی کا باعث بننے والی تمام پبلک سروس وہیکلز کیخلاف موٹر وہیکلز رولز1969 کے تحت محکمہ ماحولیات اور محکمہ ٹرانسپورٹ مشترکہ campaign کرتے رہتے ہیں اگر کوئی گاڑی دھواں چھوڑتی یا آلودگی کا باعث بنتی ہوئی پکڑی جائے تو متعلقہ قوانین کے تحت اس کا چالان کر کے اسے بند کر دیا جاتا ہے تاکہ عوام کو صاف ستھرا اور صحت مند ماحول مل سکے۔

پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا09-2008 کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*2756: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا سال09۔2008 کا بجٹ مدوار کتنا ہے؟

(ب) اس اتھارٹی میں گریڈ17 اور اوپر کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں؟

(ج) کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں نیز خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے سال09-2008 کے بجٹ کی مدوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گریڈ17 اور اس سے اوپر کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	گریڈ	اسامیاں
-1	گریڈ17	4عدد

2- گریڈ18 1عدد

(ج) گریڈ17 کی اکاؤنٹ آفیسر، ٹرانسپورٹ پلاننگ آفیسر اور ڈیٹابیس انٹری آپریٹر کی اسامیاں سال2005 سے خالی ہیں اور ان اسامیوں کے لئے حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق بھرتی کی جائے گی۔

لاہور شہر میں چلنے والی بسوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2757: جناب محمد نوید انجم: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں ہر روٹ پر کتنی بسیں چل رہی ہیں اور کس کس کمپنی کی چل رہی ہیں؟

(ب) ان بسوں اور ویگنوں کا کرایہ یکم جنوری2008 سے 31۔دسمبر2008 تک کتنی دفعہ بڑھایا گیاہر دفعہ کتنے فیصد کرایہ میں اضافہ ہوا، اضافہ کرنے کی وجوہات کیا تھیں؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی دفعہ کرایہ میں کمی کس حساب سے کی گئی؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور شہر میں نیو خان، میٹرو، پریمیئر بس سروس، ڈائیوو، نیازی، میکس، بلوچ، اے بی سی لاہور اور بشیر سیال ٹرانسپورٹ کمپنیوں کی 781 بسیں 32 مختلف روٹوں پر چل رہی ہیں۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جنوری2008 سے ستمبر2008 تک ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے 3 مرتبہ کرایوں کی شرح میں اضافہ کیا گیا تھا جبکہ ڈیزل کی قیمتوں میں کمی کے بعد کرایوں کی شرح میں کمی نومبر2008 میں کی جا چکی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے اربن اور انٹر سٹی روٹوں پر چلنے والی Non A.C پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں کی شرح کا آخری نوٹیفکیشن مورخہ 24۔نومبر2008 کو جاری کیا تھا، جس میں پٹرولیم کی قیمتوں میں کمی کے مطابق کرایوں کی شرح کم کی گئی ہے۔ جس کے مندرجات درج ذیل ہیں:-

a) INTER CITY ROUTES (STAGE CARRIAGES)

Sr. No.	Category of Road.	Fare Per Passenger per. Kilometer	
1.	Metalled Plain Roads.	Existing	Revised

		74 Paisas	70 Paisas
2.	Plain Kacha Roads	75 Paisas	72 Paisas
3.	Hilly Roads.	76 Paisas	75 Paisas
4.	Air Conditioned Vehicles.	Fare de-regulated.	

b) Urban Routes.

(Buses, Mini Buses, Station Wagons & Suzuki Vans)

Sr. No. Stages		Existing Fare Structure Fare Per Passenger (Rs)	Revised Fare Structure Fare Per Passenger (Rs)
1.	o to 4 K.M	12.00	10.00
2.	4.1 to 8 K.M	14.00	13.00
3.	8.1 to 14 K.M	16.00	15.00
4.	14.1 to 22 K.M	18.00	18.00
5.	22.1 & above	22.00	20.00

چنیوٹ شہر کے لئے ٹرانسپورٹ کا اجرا ٔ

*2878: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ غروب آفتاب کے بعد چنیوٹ شہر کو جانے والی ٹریفک بھی غائب ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے دوسرے شہروں میں جیسا کہ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں داخل مریضوں کے لواحقین مغرب کے بعد گھنٹوں بس یا ویگن کے انتظار میں کھڑے رہتے ہیں ٹرکوں پر بیٹھ کر یا کرائے کی گاڑی لے کر واپس چنیوٹ جانے پر مجبور ہوتے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چنیوٹ شہر کے لئے رات کو بھی ٹرانسپورٹ چلانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نہیں تو وجوہات کیا ہیں نیز چنیوٹ شہر کو جانے والی ٹرانسپورٹ کے نظام میں بہتری لانے کے لئے بھی کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کی گئی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے چونکہ دیہاتی علاقہ کے لوگوں کو رات کے وقت ٹرانسپورٹ کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی اس لئے دیہاتوں کو آنے جانے والی لوکل ٹرانسپورٹ رات کے وقت بند ہو جاتی ہے البتہ دوسرے شہروں سے آنے جانے والی ٹرانسپورٹ ساری رات چنیوٹ شہر سے گزرتی رہتی ہے۔

(ب) رات کے وقت تمام بڑے شہروں سے آنے والی ٹرانسپورٹ چنیوٹ شہر سے ہو کر گزرتی ہے اس لئے مسافروں کو تمام رات یہ سہولت میسر ہے نیز یکم جولائی 2009 سے چنیوٹ

کے ضلع بننے پر موجودہ ٹرانسپورٹ نظام میں اضافہ ہونے اور مزید بہتری آنے کی توقع ہے۔

آر ٹی اے سیالکوٹ کی آمدن، اخراجات و دیگر تفصیلات

*2937: رانا آصف محمود: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آر ٹی اے سیالکوٹ کی سال 08-2007 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) اس کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے ملازمین کی تنخواہوں، ٹی اے/ڈی اے اور گاڑیوں کی مرمت و پٹرول کے اخراجات بیان کریں؟

(د) کتنی رقم یوٹیلٹی بلز پر ان سالوں کے دوران خرچ ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران آر ٹی اے نے کتنے روٹ پرمٹ جاری کئے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

آمدن 08-2007 = روٹ پرمٹ stamps	26,34,600/- روپے
فیس لائسنس C&D کلاس سٹینڈز	2,66,500/- روپے
کل آمدن سال 08-2007	29,01,100/- روپے
اخراجات 08-2007 = تنخواہ ملازمین	6,11,111/- روپے

(ب)

1۔ روٹ پرمٹ سٹیمپس

2۔ لائسنس و تجدید سی و ڈی کلاس سٹینڈز

(ج)

1۔	تنخواہ ملازمین	= 6,11,111/- روپے
2۔	ٹی اے/ڈی اے	= NIL

3۔ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (کوآرڈینیشن) کے پاس ڈسٹرکٹ آرٹی اے کا اضافی چارج ہوتا ہے۔ گاڑیوں کی مرمت وپٹرول کے اخراجات ڈسٹرکٹ گورنمنٹ (ڈی سی او آفس) کے بجٹ سے کئے جاتے ہیں۔

(د) ڈسٹرکٹ آرٹی اے کا دفتر ڈی سی او آفس بلڈنگ میں واقع ہے اس لئے یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی آرٹی اے فنڈز سے نہ ہوتی ہے۔

(ہ) تعداد اجراء روٹ پرمٹ 08۔2007=1272عدد

آرٹی اے سیالکوٹ میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*2939: رانا آصف محمود: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آرٹی اے سیالکوٹ میں کتنی اسامیاں منظور شدہ گریڈ وار ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ج) آرٹی اے کی سال 08-2007 کی آمدن کتنی تھی اور یہ آمدن کس کس ذرائع سے ہوئی؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سیالکوٹ میں منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) ٹرانسپورٹ سب انسپکٹر(BS-14)=1
(2) موٹروہیکل ایگزامینر(BS-11)=1
(3) سینئر کلرک(BS-9)=1
(4) جونیئر کلرک(BS-7)=2
(5) کانسٹیبل(BS-5)=1
(6) چوکیدار(BS-2)=1
(7) نائب قاصد(BS-3)=1

(ب) صرف ٹرانسپورٹ سب انسپکٹر کی اسامی سال 2004 سے تاحال خالی ہے۔

(ج) ڈی۔آر۔ٹی۔اے سیالکوٹ کی کل آمدنی کی تفصیل برائے سال 08۔2007 درج ذیل ہے:-

روٹ پرمٹ Stamps	=	-/26,34,600 روپے
فیس لائسنس C&D کلاس سٹینڈز		-/2,66,500 روپے
کل آمدن سال 08۔2007		-/29,01,100 روپے

فیصل آباد اربن روٹس پر ویگنوں کے روٹ پرمٹ کا اجرا

*2968: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں اربن روٹس نمبر 7، 3 اور 9 پر چلنے والی فرنچائزڈ بسیں کب چلائی گئیں ہر روٹ پر کتنی تعداد تھی، یہ کب اور کیوں بند ہوئیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ روٹس پر بسوں کے بند ہونے سے عوام کو آمد و رفت میں مشکلات اور دشواریاں پیش آ رہی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روٹس پر بند ہونے والی بسوں کے متبادل ویگنوں وغیرہ کو روٹ پرمٹ جاری نہیں کئے جا رہے؟

(د) اگر مذکورہ سوالوں کے جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت مذکورہ روٹس پر ویگنوں کو روٹ پرمٹ جاری کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) فیصل آباد میں فرنچائزڈ بسیں سال 2002 میں چلائی گئی تھیں۔ روٹ نمبر 3 پر مقررہ تعداد 25، روٹ نمبر 7 پر 28 جبکہ روٹ نمبر 9 پر 25 تھی۔ مزید برآں روٹ نمبر 9 پر فروری 2006، روٹ نمبر 3 پر مارچ 2008 اور روٹ نمبر 7 پر مارچ 2009 سے، فرنچائزڈ بسوں کا آپریشن تکنیکی وجوہات کی بناء پر بند ہوا۔

(ب) جی ہاں! ایسا کچھ عرصہ ہوا لیکن بعد ازاں ان روٹوں پر اربن ویگنوں کو چلنے کی اجازت دے دی گئی۔

(ج) چونکہ نئی ٹرانسپورٹ پالیسی کے تحت تمام HOV اور LOV اربن روٹس باقاعدہ ایک سروے کے تحت منظور کئے گئے ہیں اس لئے بس روٹس ویگنوں کو نہیں دیئے جا سکتے البتہ ان کو عارضی اجازت دے دی گئی ہے۔

(د) محکمہ ٹرانسپورٹ سے اجازت کے بعد فی الحال روٹس نمبر 9 پر اربن ویگنوں کو روٹ پرمٹ جاری کئے جارہے ہیں جبکہ روٹ نمبر 3 اور 7 پر ویگنوں کی اجازت کے لئے محکمہ کو سفارش کی گئی ہے جس کا فیصلہ ہونے پر روٹ پرمٹ جاری کر دیئے جائیں گے۔

گجرات شہر میں ویگنوں / بسوں کے اڈوں پر گندگی کی صورتحال

*3018: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گجرات شہر میں ویگنوں / بسوں کے اڈوں پر بے حد گندگی ہوتی ہے، صفائی کا کوئی انتظام نہ ہے؟

(ب) کیا حکومت جن بس / ویگن اڈوں پر صفائی کے ناقص انتظامات ہوں ان کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ ضلع گجرات میں کل 15 "D" کلاس ویگن سٹینڈ کام کر رہے ہیں۔ (جن کی تفصیل بطور ("Annex "A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ کہ "D" کلاس سٹینڈز جو پرائیویٹ مالکان کے زیر انتظام چل رہے ہیں۔ ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی گجرات ان کو وقتاً فوقتاً چیک کرتی رہتی ہے اور ان کو اڈے کی صفائی ستھرائی اور maintenance کے لئے ضروری ہدایات جاری کرتی رہتی ہے۔ اس سلسلے میں کئی دفعہ ان (D) کلاس سٹینڈز کو بطور تنبیہہ کچھ دنوں کے لئے بند بھی کیا جاتا رہا ہے۔ جس کی مثال مورخہ 18/07/2008 کو تحصیل گجرات کے تمام (D) کلاس سٹینڈز کو بند کرنے کے احکامات سے ظاہر ہوتا ہے (آرڈرز کی کاپی بطور "Annex "B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جن کو بعد ازاں گورنمنٹ کی تمام شرائط کی پاسداری کرنے پر دو ہفتے بعد بحال کر دیا گیا تھا۔

اس سلسلے کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے اتھارٹی نے بذریعہ چٹھی نمبری140/DRTA بتاریخ 21-04-2009 کو تمام سٹینڈز کو ہدایات بطور نوٹس جاری کیں جس میں کہا گیا کہ اگر مذکورہ شرائط پر عملدرآمد نہ کیا گیا تو سٹینڈز کے لائسنس منسوخ کر دیئے جائیں گے جس کی تفصیل (Annex "C") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اس کے علاوہ ضلع گجرات میں 5 "C" کلاس سٹینڈز بھی ہیں جن میں سے ایک "C" کلاس سٹینڈ T.M.A گجرات کے زیر انتظام چل رہا ہے اور تین T.M.A کھاریاں کے زیر انتظام ہیں جبکہ ایک "C" کلاس سٹینڈ جو کہ سرائے عالمگیر میں واقع ہے وہ N.H.A اسلام آباد کے کنٹرول میں ہے۔اتھارٹی ان T.M.As کو بھی اپنے اڈے کی صفائی ستھرائی اور انتظام و انصرام کے لئے وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کرتی رہتی ہے تاکہ عوام کو بہترین سفری سہولتیں میسر آسکیں اور ان اڈاجات پر صفائی ستھرائی کا کوئی مسئلہ نہ ہو۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ حکومت ان بس / ویگن اڈوں پر جہاں صفائی کے انتظامات ناقص ہوں متعلقہ قوانین کے تحت کارروائی کرتی رہتی ہے اس کی ایک مثال جز (الف) میں بیان کی گئی ہے۔

گجرات میں بسوں اور ویگنوں کے اڈوں پر سہولیات کی تفصیل

*3019: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گجرات شہر میں بسوں اور ویگنوں کے کتنے اڈے ہیں؟

(ب) مذکورہ شہر میں کتنے ایسے اڈے ہیں جہاں مسافروں کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ اڈوں پر مسافروں کو بیٹھنے کی سہولت فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) گجرات شہر میں بسوں اور ویگنوں کے اڈوں کی تعداد چھ عدد ہے جن میں سے پانچ ڈی کلاس سٹینڈ ہیں اور ایک سی کلاس سٹینڈ ہے۔

(ب) مذکورہ شہر میں کوئی ایسا اڈا نہ ہے جہاں مسافروں کے بیٹھنے کی جگہ نہ ہو۔مزید یہ کہ اڈوں کی منظوری و تجدید کے وقت موٹر وہیکلز رولز کے تحت مسافروں کے بیٹھنے کی جگہ کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے۔

(ج) موٹر وہیکلز رولز 253اور 256 کے تحت اڈا کی منظوری و تجدید کے لئے اڈا پر مسافروں کے بیٹھنے کی سہولت کا ہونا ضروری ہے اس کے بغیر اڈا کی منظوری و تجدید نہیں ہوتی۔مزید برآں یہ کہ مسافروں کے بیٹھنے کی سہولیات کو بہتر بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً ان کی انسپکشن بھی کی جاتی ہے۔

ضلع بہاولنگر،بسوں / ویگنوں کے اڈوں پر مسافروں کو بنیادی سہولیات کی فراہمی

*3138: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر کے اکثر بسوں / ویگنوں کے اڈوں پر صفائی کا بالکل انتظام نہ ہے اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا حکومت ان اڈوں پر عوام کو ضروری سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) اس بارے میں متعلقہ سیکرٹری ڈی آر ٹی اے بہاولنگر سے رپورٹ طلب کی گئی ہے جو مندرجہ ذیل ہے:۔

"کسی حد تک درست ہے لیکن مزید بہتری اور صفائی، ستھرائی کے لئے اڈا مالکان اور متعلقہ TMO کو سختی سے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں اور اس ضمن میں گاہے بگاہے چیکنگ بھی کی جا رہی ہے۔"

(ب) موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز 1969 میں دیئے گئے متعلقہ قوانین کے تحت اڈوں پر مطلوبہ سہولیات مہیا کرنے پر ہی لائسنس جاری کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولنگر میں ٹرانسپورٹ فراہم کرنے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*3187: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ضلع بہاولنگر میں محکمہ اربن ٹرانسپورٹ چلانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں 09۔2008 میں کتنے روٹ پرمٹ جاری کئے اور ان سے کتنی آمدنی ہوئی، آگاہ کریں؟

(ج) 09۔2008 محکمہ نے ضلع بہاولنگر میں عوام کو ٹرانسپورٹ کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے کتنا فنڈ رکھا اور کیا کیا سہولیات مہیا کی گئیں، آگاہ کریں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) نہیں، کیونکہ بہاولنگر بڑا ضلع نہ ہے۔

(ب) سال 2008-09 میں ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی بہاولنگر نے کل 788 روٹ پرمٹس جاری کئے جس کی مد میں حکومت کو -/16,54,650 روپے کی آمدنی ہوئی۔

(ج) چونکہ ضلع کے تمام جنرل بس سٹینڈز TMOs کے کنٹرول میں ہیں اور TMOs ہی اڈا جات کی سہولیات کے لئے فنڈز مہیا کرتے ہیں اور یہ فنڈز ان ہی کی زیر نگرانی خرچ ہوتے ہیں اس لئے محکمہ ہذا کو اس کا علم نہ ہے۔

ڈائیوو بس سروس اور چائنیز کمپنی کے اشتراک سے چلائی جانے والی بسوں کی تفصیلات

*4112: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائیوو بس سروس کی بسوں کے رنگ و شبہات کے بارے میں ایک وارننگ ایڈورٹائزمنٹ جو مورخہ 30-07-09 کے روزنامہ "نوائے وقت" میں ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب کی طرف سے دیا گیا، کی ادائیگی کس محکمہ نے کس مد سے کی؟

(ب) کیا ڈائیوو بس سروس میں پنجاب حکومت کا کوئی حصہ ہے؟

(ج) لاہور میں حال ہی میں Chinese Companies کے اشتراک سے جو بسیں چلائی گئیں ان کی Chassis، سی اینڈ ڈبلیو اور FOB قیمتوں کی تصدیق کس انٹرنیشنل ادارے یا

مارکیٹ سے کرائی گئی اگر ہاں تو K Bidder Comparison Sheet کی تفصیلات بتائیں اگر نہیں تو پھر ان بسوں کی operating companies کو کس بنیاد پر support equity، 25 فیصد دی گئی؟

(د) ان تمام بسوں کا وارنٹی پیریڈ کیا ہے اور اس وارنٹی کی ضمانت کس نے دی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈائیوو بس سروس کی بسوں کے رنگ و شبہات کے بارے میں ایک وارننگ ایڈورٹائزمنٹ جو مورخہ 30-07-2009 کے روزنامہ "نوائے وقت" میں ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب کی طرف سے دیا گیا اس کی تمام ادائیگی خود ڈائیوو بس سروس نے کی ہے۔

(ب) ڈائیوو بس سروس میں حکومت کا کوئی حصہ نہ ہے۔

(ج) لاہور میں چائنیز کمپنی کے اشتراک سے جو بسیں چلائی گئیں ان کو چیک اور منظور کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جو کہ چیف ٹرانسپورٹ پلانر ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ، سیکرٹری پنجاب پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی اور موٹر وہیکل ایگزامینر پر مشتمل تھی جنہوں نے ان بسوں کا معائنہ کیا ہے اور اپنی رپورٹ میں ان کو حکومت پنجاب کی جاری کردہ Bus specification کے مطابق قرار دیا اس کے بعد اس کمپنی کو پیسے ادا کئے گئے تھے۔

(د) ان بسوں کی وارنٹی یا چلنے کی کل مدت حکومت پنجاب نے آٹھ سال سے دس سال مختص کی ہے کیونکہ حکومت پنجاب ہر سال ان بسوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرنے سے پہلے ان کا معائنہ کرواتی ہے اور اس کے بغیر روٹ پرمٹ حاصل نہیں کیا جاتا اور نہ ہی حکومت جاری کرتی ہے۔

بھیرہ تا ملکوال، سرگودھا میں بغیر روٹ پرمٹ بسیں چلانے والوں کے خلاف کارروائی

*4265: جناب شیر علی خان: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بھیرہ تا ملکوال براستہ میانی (سرگودھا) روٹ پر کتنی بسیں اور ویگنیں چل رہی ہیں؟

(ب) اگر ان بسوں اور ویگن مالکان نے اس روٹ پر ٹرانسپورٹ چلانے کی اجازت R.T.A سرگودھا یا دیگر کسی ادارے سے حاصل کی ہے تو اس کی نقل فراہم کی جائے؟

(ج) اس روٹ پر بسیں اور ویگن چلانے کا کس کس فرد کو روٹ پرمٹ جاری کیا گیا ہے؟

(د) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس روٹ پر بس اور ویگن مالکان موٹر سائیکل رکشا نہیں چلنے دیتے اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت بغیر لائسنس کے بسیں اور ویگنیں چلانے والوں کے خلاف محکمانہ کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) دفتر D.R.T.A سرگودھا کے ریکارڈ کے مطابق اس روٹ پر 25 بسوں / منی بسوں اور 58 ویگنوں کو روٹ پرمٹ جاری کئے گئے ہیں۔

(ب) جن پبلک سروس وہیکلز کو D.R.T.A سرگودھا نے روٹ پرمٹ جاری کئے ہیں ان کی تفصیل برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) صوبہ بھر میں تمام روٹ سٹیج کیرج بسوں اور ویگنوں کے لئے منظور ہیں اور متذکرہ بالا روٹ بھی سٹیج کیرج بسوں اور ویگنوں کے لئے منظور شدہ ہے حکومت پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ کے پالیسی لیٹر نمبر SO(TR-I)2-8/2000 مورخہ 31-03-2001 (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) میں واضح طور پر ہدایت کی گئی ہے کہ موٹر سائیکل رکشوں کے ہائی ویز اور صوبہ پنجاب میں تمام شہروں کی مین سڑکوں پر چلنے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ اس لیٹر کی روشنی میں ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سرگودھا نے بھی موٹر سائیکل رکشوں کے لئے زون بنا دیئے ہیں اور اس فیصلہ کے مطابق ان کو روٹ پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں۔

(ہ) اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ ٹرانسپورٹ کے فیلڈ سٹاف اور ٹریفک پولیس پر مشتمل ٹریفک چیکنگ سکواڈ باقاعدگی سے پبلک ٹرانسپورٹ کو چیک کرتے رہتے ہیں اور بے قاعدگی کی مرتکب گاڑیوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

بھیرہ تاملکوال، سرگودھا مسافروں سے زائد کرایہ وصول کرنے کی شکایات

*4266: جناب شیر علی خان: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بھیرہ تاملکوال براستہ میانی سڑک کی کل لمبائی کتنی ہے اور اس روڈ پر چلنے والی بسوں کا سٹاپ ٹو سٹاپ کرایہ کتنا ہے؟

(ب) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس روٹ پر چلنے والی بسوں کے مالکان حکومت کے منظور شدہ کرایوں سے زیادہ مسافروں سے وصول کر رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ R.T.A کو شکایات موصول ہونے کے باوجود ان بس مالکان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جارہی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلہ میں اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) بھیرہ تاملکوال روڈ کا فاصلہ 30 کلو میٹر ہے اور اس کے روٹ کے سٹاپ ٹو سٹاپ کرایہ کی تفصیل کرایہ نامہ پر درج ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سیکرٹری DRTA سرگودھا کا فیلڈ سٹاف موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز 1969 کی روشنی میں قانون کی خلاف ورزی اور زائد کرایہ کی وصولی کرنے والوں کے خلاف تادیبی کارروائی کرتا رہتا ہے۔

(ج) دوسری شکایات کی طرح کرایہ زائد موصول ہونے کے بارے میں شکایات پر بھی سخت قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔اسی طرح اس روٹ پر چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ وہیکلز کے خلاف بھی شکایات موصول ہونے پر قانونی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے

DRTA سرگودھا کے MMPI نے مورخہ 17-10-2009 کو 19 بسوں اور ویگنوں اور مورخہ 24-10-2009 کو 9 بسوں کے چالان کئے جس پر کارروائی کرتے ہوئے سیکرٹری DRTA سرگودھا نے ان گاڑیوں کے مالکان سے مبلغ -/20900 روپے جرمانہ وصول کیا۔

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ ٹرانسپورٹ کے فیلڈ سٹاف اور ٹریفک پولیس پر مشتمل ٹریفک چیکنگ سکواڈ صوبہ بھر میں باقاعدگی سے پبلک ٹرانسپورٹ کو چیک کرتے رہتے ہیں اور بے قاعدگی کی مرتکب گاڑیوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

لاہور شہر و پنجاب کے دیگر شہروں میں فضائی آلودگی بڑھنے کی تفصیلات

*4346: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر و پنجاب کے دیگر شہروں میں سڑکوں پر دھواں چھوڑتی گاڑیوں سے فضائی آلودگی بڑھ رہی ہے، مختلف بیماریاں جنم لے رہی ہیں جس میں سانس کی بیماریاں سرفہرست ہیں؟

(ب) کیا حکومت پنجاب عوام کو فضائی آلودگی سے بچانے کے لئے دھواں چھوڑتی گاڑیوں کے خلاف گرینڈ آپریشن کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ بات کسی حد تک درست ہے لیکن جہاں تک محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب کا تعلق ہے تو محکمہ ٹرانسپورٹ کا چیکنگ سکواڈ اپنی روزانہ کی چیکنگ میں دھواں چھوڑنے اور آلودگی کا باعث بننے والی تمام پبلک سروس وہیکلز کے چالان کر کے انھیں بند کرتا رہتا ہے۔اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے شہری حدود میں چلنے والی بسوں کے لئے دس سال تک کی ماڈل کنڈیشن کی پابندی بھی لگائی ہوئی ہے اور دس سال تک کی پرانی بسوں کا روٹ پرمٹ تجدید

ہی نہیں کیا جاتا اس سلسلے میں حال ہی میں 2روٹوں پر نئی ماحول دوست CNG بسیں بھی چلائی گئی ہیں جو فضائی آلودگی کا باعث بھی نہیں بنیں گی۔

(ب) جی ہاں! ماحول کو شور، دھوئیں اور آلودگی سے پاک کرنے کی غرض سے دھواں چھوڑنے اور آلودگی کا باعث بننے والی تمام پبلک سروس وہیکلز کیخلاف موٹر وہیکلز رولز 1969 کے تحت محکمہ ماحولیات اور محکمہ ٹرانسپورٹ مشترکہ campaign کرتے رہتے ہیں اور اگر کوئی گاڑی دھواں چھوڑتی یا آلودگی کا باعث بنتی ہوئی پکڑی جائے تو متعلقہ قوانین کے تحت اس کا چالان کرکے اسے بند کر دیا جاتا ہے تاکہ عوام کو صاف ستھرا اور صحت مند ماحول مل سکے۔

لاہور میں پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*4651: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے لاہور میں کتنے دفاتر کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں کام کرنے والے ملازمین کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان دفاتر کے سال 2007 سے آج تک کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان دفاتر کے انچارج صاحبان کے نام، عہدہ، گریڈ اور ماہانہ تنخواہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) ان دفاتر کے سال 2006 تا 2008 کے ٹیلیفون اور بجلی کے اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اس وقت پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کا صرف ایک ہی دفتر ہے جو کہ 11/A ایجرٹن روڈ لاہور پر واقع ہے۔

(ب) اس دفتر میں کام کرنے والے ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	کل تنخواہ مع دیگر الاؤنسز
1	چودھری محمد اقبال	ڈائریکٹر فنانس	-/14062 روپے
2	محمود الحسنین کاظمی	اسسٹنٹ	-/8311 روپے

3	عابد اقبال غوری	جونیئر کلرک اکاؤنٹس	-/5558روپے
4	محمد اسلم	اسسٹنٹ ایڈمن	-/8057روپے
5	مرزا سلیم بیگ	سینئر کلرک لیگل	-/7712روپے
6	محمد حنیف بھٹی	سینئر کلرک	-/6174روپے
7	محمد رفیق ملک	پی اے برائے ایم ڈی	-/12417روپے
		کل تنخواہ کی رقم	-/62291روپے

(ج)

سال	تنخواہ ودیگر اخراجات	ماہانہ پنشن	کل اخراجات
2007	-/5725394	-/232497900	-/238223294
2008	-/16432135	-/274280961	-/290713096
2009	-/5191603	-/337339108	-/342530711
2010	-/1662827	-/194419906	-/196082733
کل رقم	-/29011959	-/1038537875	-/1067549834

آمدن

سال2007	رقم-/477204روپے
سال2008	-/81438روپے
سال2009	-/128361روپے
سال2010	-/53364روپے
کل رقم	-/740367روپے

(د) محمد اقبال گریڈ17 ڈائریکٹر فنانس تنخواہ-/14062روپے

(ہ)

سال	بجلی کے اخراجات	ٹیلیفون کے اخراجات
2006	-/384440	-/90265روپے
2007	-/266670	-/105953روپے
2008	-/118188	-/97568روپے
کل رقم	-/769298	-/293786روپے

سال 2009-10، عوام کو ٹرانسپورٹ کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے منصوبہ جات کی تفصیلات

*5055: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2009۔10 میں محکمہ کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا؟

(ب) اس بجٹ سے عوام کو ٹرانسپورٹ کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے کن کن اضلاع میں کون کون سے منصوبہ جات شروع کئے گئے، ان سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) ہر ایک منصوبہ پر تخمینہ لاگت کی تفصیل سے علیٰحدہ علیٰحدہ آگاہ فرمائیں؟

(د) یہ منصوبہ جات کب کتنے عرصہ میں مکمل ہوں گے، تاریخ وسال سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سال 2009-10 میں محکمہ ٹرانسپورٹ کے لئے کیپیٹل ہیڈ میں 15 ملین اور ریونیو ہیڈ میں 110 ملین روپے رکھے گئے ہیں جو کل ملا کر 125 ملین روپے بنتے ہیں۔

(ب) اس بجٹ سے عوام کو سہولیات فراہم کرنے کے لئے 40 ملین روپے 4 سٹروک CNG رکشوں پر سبسڈی کے لئے مختص کئے گئے تا کہ پبلک ماحول دوست 4 سٹروک CNG رکشوں کی سہولت سے مستفید ہو سکے۔5 ملین روپے محکمہ کو بہتر اور اس قابل بنانے کے لئے دیئے گئے ہیں کہ وہ بہتر طریقے سے ٹرانسپورٹ کے مسائل کو سمجھ کر ان کا اتنا ہی جلد اور بہتر حل کیا جا سکے۔اس کے علاوہ حکومت پنجاب نئی بسوں کی خرید پر بھی 25 فیصد سبسڈی فراہم کر رہی ہے۔لاہور ماس ٹرانزٹ منصوبہ پر بھی دوبارہ کام شروع ہو چکا ہے اور جلد ہی عوام کو ٹرانسپورٹ کے مسائل سے نکالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

(ج) CNG رکشا سکیم کے لئے 40 ملین لاہور ماس ٹرانزٹ کے لئے 384.157 ملین محکمہ ٹرانسپورٹ کی کیپسٹی بلڈنگ کے لئے 5 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔مزید برآں 2009-10 کے تمام منصوبہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 4سٹروک CNGرکشا سکیم جاری شدہ سکیم ہے اور حکومت آہستہ آہستہ 2سٹروک رکشے جو کہ ماحول کو آلودہ کرتے ہیں بالکل ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔لاہور ماس ٹرانزٹ کی پہلی لائن 2020تک مکمل ہو جائے گی۔محکمہ کی کیپسٹی بلڈنگ بھی اس سال کے آخر تک مکمل ہو جائے گی۔

سال 2008-09، ضلع میانوالی میں حکومت کی طرف سے ٹرانسپورٹ سروس فراہم کرنے کی تفصیلات

*5059: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2008-09 میں ضلع میانوالی میں کتنے روٹ پرمٹ جاری کئے گئے، اس سے کتنی آمدنی ہوئی آگاہ کریں؟

(ب) ضلع میانوالی میں عوام کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی ٹرانسپورٹ سروس فراہم کی گئی ہے، اگر نہیں تو حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) ضلع میانوالی میں محکمہ کے کتنے ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(د) ضلع میانوالی میں مذکورہ بالا سال میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا اور اس میں کتنا بجٹ عوام کو ٹرانسپورٹ کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے خرچ ہوا؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع میانوالی میں سال 2008-09 کے دوران دفتر ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی، میانوالی سے کل 378روٹ پرمٹ جاری کئے گئے جن کے عوض مبلغ۔/10,54,450 روپے حکومت کا ریونیو جمع کیا گیا۔

(ب) اس وقت صوبہ پنجاب میں کہیں بھی سرکاری ٹرانسپورٹ نہ ہے۔ تاہم پبلک ٹرانسپورٹ پارٹنرشپ کے تحت پنجاب کے بڑے شہروں میں بس سروس کی سہولت مہیا کی جارہی ہے ۔ اس سلسلہ میں ضلعی حکومت اپنی سفارشات مرتب کرکے حکومت پنجاب محکمہ

ٹرانسپورٹ کو بھجوائے گی تو ان سفارشات کی روح کے مطابق پبلک ٹرانسپورٹ کی فراہمی کے لئے لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔

(ج) ضلع میانوالی میں چار منظور شدہ اسامیاں ہیں جن میں ایک موٹر وہیکلز ایگزامینر، دو جونیئر کلرک اور ایک چوکیدار ہے۔ موٹر وہیکل ایگزامینر کی اسامی خالی ہے تاہم چکوال سے موٹر وہیکل ایگزامینر دو یوم کے لئے ضلع میانوالی ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے۔

(د) ضلع میانوالی میں دفتر DRTA کا بجٹ برائے سال 09-2008 مبلغ۔/3,71,948 روپے ہے۔ جیسا کہ جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت صوبہ پنجاب میں سرکاری ٹرانسپورٹ ہے اور نہ ہی اس کا بجٹ ہے۔

لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا قیام و دیگر تفصیلات

*5232: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں ٹرانسپورٹ سسٹم میں بہتری لانے کے لئے لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی قائم کی گئی ہے اس کمپنی کے قیام کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

(ب) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کے لئے موجودہ سال میں کتنا بجٹ مختص کیا گیا ہے اور کیا اس کو افرادی قوت فراہم کی گئی ہے یا بھرتی کی اجازت دی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ انٹر سٹی بس اڈے، ڈی کلاس سٹینڈ اور لاری اڈا کے اختیارات بدستور ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے پاس رہیں گے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ لاہور میں لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کے اغراض و مقاصد درج ذیل ہیں۔

(الف) اربن روٹوں کی منصوبہ بندی ان کو نئے سرے سے ترتیب دینا یا تبدیلی کرنا۔

(ب) کسی روٹ کو مخصوص کرنا اس پر کوئی اربن ٹرانسپورٹ چلانا۔

(ج) اربن ٹرانسپورٹ سروس کے لئے کسی روٹ پر انفراسٹرکچر از قسم بس سٹاپ، پناہ گاہ، بس لین لگانا، اشارے، انٹر چینج وغیرہ کی منصوبہ بندی کرنا، تعمیر کرنا اور ان کی دیکھ بھال کرنا۔

(ب) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا موجودہ سال کا بجٹ 15 کروڑ روپے ہے جبکہ اس کو افرادی قوت بھرتی کرنے کی اجازت دی گئی ہوئی ہے تاحال کمپنی 70 افراد کو بھرتی کر چکی ہے جبکہ اس کی منظور شدہ افرادی قوت 290 افراد ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! لکھ کر لے آیا کریں کہ کتنے ٹائم آپ نے پوائنٹ آف آرڈر لینے ہیں، میں جب بول رہا ہوتا ہوں تو اُس کے درمیان بھی آپ بولنے سے پرہیز نہیں کرتے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ نے تحاریک شروع کروادینی تھیں اس لئے میں نے کہا کہ پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کی آج کوئی تحریک نہیں ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جی، ہے۔

جناب سپیکر: پھر اُس پر بات کیجئے گا۔ کسی اور کو بھی وقت لینے دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر کسی اور چیز سے متعلق ہے۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: پلیز ذرا مجھے بات کرنے دیں۔ حافظ میاں محمد نعمان صاحب مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) پراپرٹی ٹیکس برائے غیر منقولہ شہری جائیداد پنجاب مصدرہ 2010 اور تحریک التوائے کار نمبر 308/09 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

حافظ میاں محمد نعمان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010, (Bill No. 5 of 2010) and Adjournment Motion No. 308 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din, MPA, PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010, (Bill No. 5 of 2010) and Adjournment Motion No. 308 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din, MPA, PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010, (Bill No. 5 of 2010) and

Adjournment Motion No. 308 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din, MPA, PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق بابت سال 10-2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر: اب ملک محمد وارث کلو صاحب تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

”تحاریک استحقاق نمبر 4, 6, 24, 25, 34, 35, 40, 49, 51,52 اور 58 بابت سال 2008، تحاریک استحقاق نمبر 4, 13, 19, 23, 25, 26, 28, 31, 32, 37, 42, 44, 45, 48, 49, 50, 51, 54, 55, 57 اور 60 بابت سال 2009 اور تحاریک استحقاق نمبر 1, 2, 3, 5, 7 اور 9 بابت سال 2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مئی 2010 تک توسیع کر دی جائے۔“

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

”تحاریک استحقاق نمبر 4, 6, 24, 25, 34, 35, 40, 49, 51,52 اور 58 بابت سال 2008، تحاریک استحقاق نمبر 4, 13, 19, 23, 25,26, 28, 31, 32, 37, 42, 44, 45, 48, 49, 50, 51, 54, 55, 57 اور 60

بابت سال 2009 اور تحاریک استحقاق نمبر 7 ,5 ,3 ,2 ,1 اور 9 بابت سال 2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مئی 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 51,52 ,49 ,40 ,35 ,34 ,25 ,24 ,6 ,4 اور 58 بابت سال 2008، تحاریک استحقاق نمبر 26, 25, 23, 19, 13, 4, 28, 31, 32, 37, 42, 44, 45, 48, 49, 50, 51, 54, 55, 57 اور 60 بابت سال 2009 اور تحاریک استحقاق نمبر 7 ,5 ,3 ,2 ,1 اور 9 بابت سال 2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مئی 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

تحریک التوائے کار نمبر 117 بابت سال 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر: اب سردار قیصر عباس خان مگسی صاحب مجلس قائمہ برائے امورِ داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

سردار قیصر عباس خان مگسی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Adjournment Motion No. 117 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din, MPA, PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امورِ داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Adjournment Motion No. 117 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din, MPA, PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امورِ داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Adjournment Motion No. 117 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din, MPA, PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امورِ داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پاور ڈویلپمنٹ بورڈ مصدرہ 2010 اور مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی مصدرہ 2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر: اب ملک محمد عباس راں صاحب مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Power Development Board (Amendment) Bill 2010, (Bill No. 8 of 2010) and The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill 2008 (Bill No. 16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA, PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹیں ایوان میں
پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Power Development Board (Amendment) Bill 2010, (Bill No. 8 of 2010) and The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill 2008 (Bill No. 16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA, PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹیں ایوان میں
پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Power Development Board (Amendment) Bill 2010, (Bill No. 8 of 2010) and The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill 2008 (Bill No. 16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA, PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹیں ایوان میں
پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ایک ٹی وی نیوز چینل کے مطابق لاہور کینال میں سے desilting کے دوران کافی تعداد میں قرآن شریف کے نسخے اور ان کے اوراق ریت میں دبے ہوئے ملے ہیں۔ غالباً امکان یہ ہے کہ جب نہر بہہ رہی تھی تو اس وقت یہ ڈالے گئے اور بعد میں پانی ختم

ہونے کی وجہ سے یہ وہیں دبے رہے۔ یہ عام طریقہ رہا ہے کہ جب ایسے نسخوں کو تلف کئے جانے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ بہتے پانی یا کنویں میں پھینک دیئے جاتے تھے لیکن اب کنویں ہیں نہ اتنا بہتا پانی میسر ہے اس کے لئے درخواست ہے کہ حکومت کوئی نہ کوئی طریقہ وضع کرے اور عوام کو آگاہی دے کہ کس طرح یہ تلف کئے جاسکتے ہیں تاکہ ایسا واقعہ دوبارہ پیش نہ آئے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک انکوائری بھی کی جائے کہ یہ واقعہ کیوں کر پیش آیا اور آئندہ کے لئے اس کا کیسے تدارک کیا جاسکتا ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اسی طرح کی ایک تحریک التوائے کار میں نے اسمبلی میں جمع کروادی ہے اور آپ سے درخواست ہے کہ اگر آپ اس کو ابھی out of turn لینا چاہتے ہیں تو یہ آپ کی ٹیبل پر آچکی ہے۔

جناب سپیکر: ابھی تو تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! چلیں اس کے بعد کر لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میجر صاحب نے جس بات کی طرف توجہ دلائی ہے اسی حوالے سے ایک چھوٹی سے عرض کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں لیکن معترضہ نہ ہو۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بات صرف اتنی سی ہے کہ میں اپنے بھائی کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتی ہوں کہ ٹیلیوژن میں دکھایا گیا ہے کہ ان اوراق کا وزن ایک ہزار ٹن کے برابر تھا۔ ظاہر ہے کہ ایک ہزار ٹن بہہ کر تو نہیں آسکتا یہ substandard اشاعت اور صفحے جو استعمال کئے گئے یہ کسی کمپنی کے ہیں یا اس کے ذمہ دار کو پکڑنا ضروری ہے۔ ایک ہزار ٹن کاغذ کی بات ہو رہی ہے۔ یہ انتہائی سنگین بات ہے۔ اس پر کمیٹی قائم کی جائے، اس پر investigation کی جائے اور باقاعدہ ایک rule بنایا جائے کہ ایسے لوگوں کو سزا دینے کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ ضرور وضع کیا جائے۔ شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اس حوالے سے جب تحریک آئے گی تو بات کریں گے۔ اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 8 بابت 2010 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ کی طرف سے ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا اس کو pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Privilege Motion ایک sensitive اور important معاملہ ہوتا ہے اس لئے ممبر کو موجود ہونا چاہئے یا پھر dispose of ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک move تو ہو چکی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): لیکن ان کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ اس کو کل کے لئے pending کر لیا جائے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 10 میجر (ر) عبدالرحمٰن صاحب کی ہے، یہ move ہو چکی تھی اور اس کا جواب آنا تھا۔ جی، وزیر قانون صاحب!

لاہور فیصل آباد روڈ پر ٹول پلازہ کے عملہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا لیکن چونکہ ڈیپارٹمنٹ آج اس کا جواب دینے میں bound تھا اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو اس کو مجلس استحقاق کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ اس میں سندھو صاحب کی طرف سے out of turn کی خصوصی درخواست کی گئی ہے۔ ان کی بات غور سے سن بھی لی جائے۔

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! میری تحریک بھی تھی اور وہ آج کے لئے pending تھی۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک کل ہو نہیں گئی تھی؟

محترمہ فرح دیبا: نہیں، جناب سپیکر! آج کے لئے request کی تھی۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار 13/2010 جو کہ آج general discussion میں آ رہی ہے پچھلی دفعہ بھی اس کو وقت نہیں ملا تھا۔

جناب سپیکر: دیکھیں! ان کے مسائل بھی کچھ ایسے ہوں گے کہ جس کو لینا ضروری ہے۔ جی، سندھو صاحب!

غیر منقولہ جائیداد کی حقیقی و سرکاری مقرر کردہ ٹرانسفر فیس میں تضاد

MR. TAHIR AHMED SINDHU: Sir, I move:

> That the business of the House be adjourned to discuss a matter of urgent and important nature. The matter is that the Senior Member, Board of Revenue Punjab, Lahore, has purportedly issued a notification directing the concerned officers to charge taxes on the transfer of immovable property according to the market value to be assessed by the Revenue field staff whereas under section 27 of the Stamps Act, 1899, only the immovable properties situated within urban areas may be notified as rating areas for the purpose of collection of taxes imposed on the transfer of immovable properties. Even in urban areas, the value of the super-structure may not be assessed by the Revenue authorities and that has solely to be accepted as such by the concerned Registration authorities, without any reluctance as per provisions of the said Act. The Senior Member, Board of Revenue Punjab, Lahore, has no power to burden the general public with huge taxes in

such a manner through executive notification and to expose it to the mercy of the revenue staff and that too, without fixing any parameters, which is not otherwise backed by any valid law. The issuance of the notification/instructions, in any manner, whatsoever on the part of Senior Member, Board of Revenue Punjab, Lahore, is in flagrant violation of the law and is a manifestation of arbitrary exercise of power which is not warranted by the law especially Article 4, 9 & 23 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973 read with Section 27 of the Stamps Act, 1899. It is an established principle of law that the public may not be taxed in a casual manner without the sanction of positive law to this extent. Accordingly, the Board of Revenue Punjab may be restrained to act upon the purported notification, in any manner, whatsoever, being squarely against the law, transparency, justice and fairness and hence, a nullity. It is, therefore, requested that discussion on my adjournment motion be allowed.

جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ایک لاکھ روپے مالیت کی میرے ساتھ کوئی transaction ہوئی ہے۔ میں نے کوئی پراپرٹی خریدی ہے جو کہ ایک لاکھ میں سودا ہوا ہے۔ جب اس کی ٹرانسفر کے لئے جائیں گے تو وہ کہیں گے کہ نہیں جی یہ بیس لاکھ روپے کی ہے کوئی قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اس طرح یہ ہے کہ نہ صرف کرپشن کا دروازہ کھل گیا ہے بلکہ عوام بھی لٹتی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: اس کی ایک کاپی رانا صاحب کو بھی دیں، ہمیں بھی دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! انگریزی کی سمجھ نہیں آئی اگر اس کا اردو میں ترجمہ کروادیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ گریجویٹ اسمبلی ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: میرے پاس tuition رکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی کاپی مجھے موصول ہوگئی ہے آپ اس کو آئندہ Monday تک pending کرلیں۔ اس کا جواب لے کر میں عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرح دیبا صاحبہ!

کیبل پر انڈین فلموں کی نمائش اور 65 فیصد انٹرٹیمنٹ ڈیوٹی عائد ہونے سے پاکستانی فلم انڈسٹری کو مشکلات کا سامنا

محترمہ فرح دیبا: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ بھر میں الیکٹرانک میڈیا اور کیبل پر انڈین فلموں کی نمائش ہونے کی وجہ سے پچھلے پندرہ سالوں سے پاکستانی فلم انڈسٹری شکست و ریخت کا شکار ہے اور صوبہ بھر کے 110 سینما گھر جو پاکستانی فلمیں چلا کر اپنے بیوی بچوں کے لئے روٹی کماتے تھے اب وہ بھی یکم جولائی 2009 سے سینما گھروں پر 65 فیصد انٹرٹیمنٹ ڈیوٹی عائد ہونے کے باعث مزید مالی مشکلات کا شکار ہیں جس سے پاکستانی فلم انڈسٹری مکمل طور پر بند ہو چکی ہے۔ فلم انڈسٹری کی بحالی کے لئے، فلم انڈسٹری کے ایک وفد نے جناب وزیر اعلیٰ سے ملاقات کی، اس پر جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے جناب پرویز رشید، سینیٹر کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنادی۔ اس کمیٹی کی سال بھر میں پانچ میٹنگز ہونے کے باوجود، ماسوائے وعدہ کے کوئی مثبت کارروائی نہ ہوئی۔ کمیٹی میں یہ بھی طے پایا تھا کہ یونائیٹڈ فلم ایسوسی ایشن کو 25 کروڑ روپے کی مالی گرانٹ دی جائے گی تاکہ پاکستانی فلم انڈسٹری بحال ہو سکے اور آئندہ سے سینما گھروں پر چلنے والی پاکستانی فلموں کو انٹرٹیمنٹ ڈیوٹی سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا اس لئے ضروری ہے کہ حکومت فوری

طور پر یکم جولائی 2009 تا 30۔جون 2015 تک انٹر ٹینمنٹ ڈیوٹی ختم کرنے کے لئے مثبت کارروائی عمل میں لائے۔ اس معاملہ کے حل کے لئے اسمبلی کی دخل اندازی ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس کی کاپی مجھے فراہم کر دی جائے اور اسے کل کے لئے pending کر دیں تاکہ میں اس کا جواب ڈیپارٹمنٹ سے لے لوں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار کل کے لئے pending کی جاتی ہے اور یہ تحریک التوائے کار نمبر 62 احمد خان بلوچ صاحب کی طرف سے پیش ہو چکی ہے اور آج اس کا جواب آنا ہے۔ جی، رانا صاحب!

ڈی اے پی کھاد اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ سے کاشتکار طبقہ کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار میں کھادوں کا ذکر ہے کیونکہ کسان بہت پریشان ہیں اور جب میں نے یہ تحریک جمع کروائی تو اس وقت اس کی قیمت -/2600 روپے تھی اور آج -/2800/-/2700 روپے ہو گئی ہے۔ پانی نہیں اور ڈیزل بھی مہنگا ہو گیا ہے جس کی وجہ سے گندم، سورج مکھی اور مکئی کے کاشتکار پریشان ہیں تو اس پر بحث کے لئے کوئی ضرور ٹائم رکھ دیں۔ اگر ڈی اے پی کھاد کو کنٹرول نہ کیا گیا جو کہ -/1500 روپے سے -/2800 روپے بوری ہو گئی ہے اور اس سے پورے ملک کی معیشت کو نقصان پہنچ رہا ہے تو چینی اور کھانے کے تیل کا بحران آجائے گا کیونکہ زرعی ادارے کھاد کو کنٹرول نہیں کر رہے اور کاشتکاروں پر بہت بڑا ظلم ہو رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں اس کے بعد بلوچ صاحب کے فرمانے کے مطابق آپ فیصلہ کر دیں۔ فرٹیلائزر پالیسی کے مطابق کھادوں کی قیمتوں کو مربوط بنانا وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے تاہم حکومت پنجاب وفاقی حکومت کو تجویز دے سکتی ہے کہ کسی بھی کھاد کی قیمت میں مجوزہ اضافے سے قبل کھاد کی صنعت،

وفاقی حکومت وصوبائی حکومتوں کو باقاعدہ آگاہ کرے تاکہ وفاقی سطح پر قائم کمیٹی صوبائی حکومتوں سے مشاورت کر کے اور فریقین کے مؤقف کی وضاحت کے بعد ہی قیمتوں میں اضافے کی اجازت دی جائے۔ مزید یہ کہ صوبائی حکومتوں کو اس اضافے کی پیشگی اطلاع کی جائے تاکہ مارکیٹ میں کھادوں کی قیمتوں کی موثر نگرانی عمل میں لائی جائے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے وفاقی حکومت، وزارت صنعت وپیداوار کو استدعا کی جاتی رہی ہے کہ وہ کھاد کی درآمد، تیار اور تقسیم کنند گان کو آمادہ کرے کہ وہ کھاد کی بوریوں پر قیمت کے اندراج کو یقینی بنائے تاکہ اچانک اضافے کے باعث سابقہ تیار اور درآمد شدہ کھادوں کی زائد قیمت پر فروخت کی روک تھام کی جا سکے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! اس پر بحث کے لئے کوئی دن مقرر کریں، یہ بہتر رہے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بڑا واضح ہے کہ کھادوں کا معاملہ وفاقی حکومت کی دسترس میں ہے اور ان کا یہ اختیار ہے تو اس پر یہاں بحث کرنے سے تو کوئی فائدہ نہیں ہو گا یا پھر ایسے ہے کہ جن علاقوں میں یہ مسئلہ پایا جاتا ہے وہاں سے ایم پی اے صاحبان کے ساتھ ساتھ ایم این اے صاحبان بھی تو منتخب ہوئے ہیں ناں۔ یہ معاملہ چونکہ فوری نوعیت کا ہے اس لئے اسے قومی اسمبلی میں اٹھائیں یا پھر پنجاب اسمبلی میں قرارداد آج ہی لے آئیں تو ہم اسے پاس کر کے قومی اسمبلی میں بھیج دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! قرارداد لے آئیں اور اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ میں قرارداد کی آپ کو اجازت دے رہا ہوں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: شکریہ۔ جناب سپیکر! وفاقی وزیر منظور وٹو صاحب نے پنجاب کے وزیر زراعت اولکھ صاحب کے ساتھ میٹنگ کی تھی اور آپ کو پتا ہے کہ محکمہ زراعت آج کل پنجاب

اور صوبوں کے پاس ہے تو میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ ہم یہ آواز تو بلند کر سکتے ہیں کہ پنجاب اور پاکستان کی 75 فیصد معیشت زراعت پر مبنی ہے اور ہمارے inputs دینے سے ہی پورے پاکستان کا نظام چل رہا ہے۔ اگر کسان sugarcane پیدا کرتا ہے تو اس سے شوگر ملیں چل رہی ہیں۔ اگر ہم کاٹن پیدا کرتے ہیں تو ٹیکسٹائل انڈسٹری چل رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! اگر آپ کو میری زبان سمجھ نہیں آئی تو مجھے افسوس ہی ہو سکے گا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! آپ کی بات سمجھ لی ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ قرارداد تیار کر کے جلدی لائیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! قرارداد تو ہم لے آئیں گے لیکن پہلے اس پر دو گھنٹے بحث کے لئے وقت مقرر کیا جائے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! ہم چاہتے ہیں کہ کسی دن اس پر دو گھنٹے کی بحث رکھی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس پر دو گھنٹے کی بحث کے بعد آپ ایک قرارداد ہی پاس کر کے وفاقی حکومت کو بھجوائیں گے ناں!

جناب سپیکر: جی، جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں تو کہہ رہا ہوں کہ آج ہی out of turn قرارداد لے آئیں جسے ہم پاس کر کے آج ہی وفاقی حکومت سے سفارش کرتے ہیں۔ باقی اس مسئلے کو قومی اسمبلی میں اٹھایا جائے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، پنجاب کے کاشتکاروں کو پریشانی لاحق ہے اور ان کے اندر بھی کتنا غصہ بھرا ہوا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ہوتا پھر یہی ہے کہ جس دن بحث ہوتی ہے اس دن کوئی دوست آتا نہیں ہے اور وہ دلچسپی نہیں لیتے چونکہ پانی کے مسئلے پر آپ کو پتا ہی ہے کہ کتنے زور اور مطالبے سے وقت رکھا گیا لیکن اس دن بحث نہیں ہو سکی۔ ٹھیک ہے سوموار کو ہمارے پاس ٹائم ہے۔

جناب سپیکر: جی، سوموار کو دو گھنٹے اس کے لئے انشاءاللہ وقف کریں گے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، ہم اسی دن قرارداد بھی لے آئیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، ساتھ ہی لے آنا اور اب آپ تشریف رکھیں۔ ملک محمد عامر ڈوگر صاحب، علی حیدر نور صاحب کی تحریک التوائے کار ہیں آج کے لئے pending تھی۔ جی، رانا صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! ڈوگر صاحب ملک سے باہر ہیں اس لئے اسے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، چونکہ وہ ملک سے باہر ہیں اس لئے اسے till next session pending رکھا جاتا ہے۔ یہ تحریک التوائے کار شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے اس کا نمبر 934 ہے، کیا یہ پڑھی گئی ہے؟

شیخ علاؤالدین: نہیں، یہ آج پڑھی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، پڑھیں۔

سرکاری میڈیکل کالجوں میں سیلف فنانس سکیم کے خاتمے سے پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کی فیسوں میں من مانی

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تمام پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کی لوٹ کھسوٹ اور غیر قطعی معیاری تعلیم کی وجہ سے آنے والے وقتوں میں قوم کی قسمت پر کیا گزرے گی، یہ سوچنے سے ہی جھرجھری سی آجاتی ہے۔ جس کا مختصر خاکہ پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ آج حقیقت یہ ہے کہ پرائیویٹ میڈیکل کالجوں میں جو طالبعلم زیادہ سے زیادہ فیس دے سکتا ہے اس کے لئے academic merit کوئی معنی نہیں رکھتا

Pakistan Medical & Dental Council جو100 سے زائد ممبران پر مشتمل ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کے تانے بانے رشتے ناتے پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کے مالکان سے انتہائی گہرے ہونے کی وجہ سے یہ پرائیویٹ میڈیکل کالج کبھی بھی معیاری ڈاکٹر پیدا نہ کرسکیں گے جبکہ ان کالجوں میں میڈیکل کی تعلیم کے لئے ضروری faculty یا laboratories تک بھی نہ ہیں اور ان تمام معاملات کو دیکھنے والا ادارہ (PMDC) خاموش تماشائی بنا ہوا ہے۔ یہ امر بھی حیران کن ہے کہ بہت سے ایسے میڈیکل کالج جن کے مالکان اپنے میڈیکل کالج رجسٹرڈ کرانے میں کامیاب ہوگئے جو کسی صورت بھی ایک میڈیکل کالج کے معیار پر پورا نہ اترتے ہیں۔ ایسے تمام پرائیویٹ میڈیکل کالجوں سے فارغ التحصیل طلبہ اور طالبات عوام کی صحت سے کیا کریں گے جس کا اندازہ لگانا مشکل نہ ہے۔ سرکاری میڈیکل کالجوں میں self finance scheme اب ختم کروانے کے لئے نادیدہ قوتیں اپنا کھیل کامیابی سے کھیل گئی ہیں اور اب کئی گناہ زیادہ فیس یہ پرائیویٹ میڈیکل کالج وصول کررہے ہیں جن میں لاہور کا گھوڑا ہسپتال جس میں academic faculty بھی نہ ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تاثر درست نہ ہے کہ پنجاب میں پرائیویٹ میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے وقت میرٹ یا کم از کم تعلیمی معیار کو مدنظر نہیں رکھا جاتا بلکہ صوبہ پنجاب کی حدود میں واقع تمام پرائیویٹ میڈیکل کالج یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور سے یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز آرڈیننس 2002 ترمیمی ایکٹ 2009 کی شق 37 کے تحت الحاق کے پابند ہیں اور یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور اس معاملہ میں PMDC کے طے شدہ معیار کے مطابق سہولیات کی فراہمی اور داخلے کی شرائط کی پابندی قانونی اختیار کے تحت یقینی بنائی جائے۔ مزید برآں حکومت پنجاب سرکاری انتظام کے تحت یکساں انٹری ٹیسٹ میں پاس ہونا پرائیویٹ و سرکاری میڈیکل کالجوں میں داخلے کے لئے سال 09-2008 سے لازمی قرار دیا جاچکا ہے۔ تاہم پرائیویٹ میڈیکل کالجوں میں یکسوئی کا تعین PMDC حکومت پنجاب یا یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے اختیار میں نہیں ہے۔ اس سلسلے میں وفاقی حکومت PMDC اور PMDC آرڈیننس کے تحت مناسب اقدام کرسکتی

ہے۔ مزید برآں معزز ایوان کی اطلاع کے لئے یہ واضح کیا جاتا ہے کہ محکمہ صحت کے زیر کنٹرول میڈیکل کالجوں میں self finance scheme کے خاتمہ کے بعد 2008-09 سے تمام داخلے open merit پر اور بروقت ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے طالبعلموں کی مشکلات بہت کم ہو گئی ہیں لہذا یہ تاثر درست نہ ہے کہ ایسا پالیسی فیصلہ کسی پرائیویٹ ادارے کو فائدہ پہنچانے کے لئے کیا گیا ہے۔ پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کی فیس کو معقول سطح پر رکھنے کے لئے PMDC نے مشاورت کا سلسلہ شروع کیا ہے اور توقع ہے کہ جلد ہی پیشرفت شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف ایک مثال عرض کروں گا اور آپ کے بھی علم میں ہے کہ پچھلے کئی مہینوں سے FJ میڈیکل کالج کی students صرف اس point پر ہر روز جلوس نکال رہی ہیں جس پر ہائیکورٹ نے suo motu action بھی لیا ہے کہ ان کو یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے ساتھ نہ ملایا جائے۔ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز خود ایک نابالغ ادارہ ہے اس کو کوئی نہیں جانتا۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے میرا فرض تھا میں اس کو floor پر لے آیا ہوں۔ 35 یا 40 لاکھ روپے ایک بچے یا بچی سے لیا جاتا ہے۔ میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ وہاں پر کوئی معیار نہیں ہے اور یہ جو پرائیویٹ میڈیکل کالج بنائے گئے ہیں یہ صرف ارب ہا روپے کی انڈسٹری ہے۔ یہ ایک ایسی انڈسٹری ہے جس کی product کو کوئی چیلنج بھی نہیں کر سکے گا کہ تم نے یہ کیا product نکالا ہے؟ میں اسے صرف floor پر لانا چاہتا تھا باقی آپ خود دیکھ لیں۔ آپ خود سمجھتے ہیں کہ چالیس چالیس لاکھ روپے لینے کے بعد یہ پرائیویٹ میڈیکل کالج قوم کو کیا دیں گے؟ یہ پانچ سال بعد اور ابھی دو سال بعد نظر آنا شروع ہو جائے گا۔ ان کا حال بھی چینی میڈیکل کالج جیسا ہو گا، ازبکستان جیسا ہو گا وہ میں علیحدہ سے floor پر لاؤں گا جو ان بچوں کا بیڑہ غرق ہو رہا ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس اربوں روپے کی انڈسٹری کو بند کیا جائے اور ان کو پنجاب یونیورسٹی کے تحت لایا جائے۔ پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کو باقاعدہ monitor کیا جائے۔ میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ ان کے پاس کسی قسم کی کوئی لیبارٹری نہیں ہے، کوئی faculty نہیں ہے۔ شکریہ

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے بارے میں کہاہے۔ میں چاہوں گا کہ یہ بھی اور اسمبلی کے باقی ممبران بھی وقت نکال کر یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کو visit کریں۔ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کو Liverpool University نے چند ہفتے پہلے visit کیا یہاں تک کہ Memorandum of Understanding بھی sign ہو گیا ہے کہ اب وہ joint degree دینے کے لئے تیار ہیں۔ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز ایک بہترین ادارہ ہے جس میں تمام میڈیکل کالجوں کو standardize کرکے ایک paper setting system کے تحت foolproof طریقے کے ساتھ وہاں پر ایک ہی پرچہ تمام میڈیکل کالج کے students دیتے ہیں جس کی وجہ سے پاکستان میں اور بالخصوص پنجاب میں ہیلتھ میڈیکل کالج standardize ہوا ہے۔ پہلے کوئی کہتا تھا کہ میں FJ کا Graduate ہوں، میں فلاں کالج کا Graduate ہوں۔ کالجوں کے درمیان فرق تھا اور اس معاملے میں اتنی بدعنوانی تھی کہ سوائے پروفیسروں کے بچوں کے عام غریب آدمی کا بچہ top نہیں کرتا تھا۔ Standardization کے بعد راولپنڈی میڈیکل کالج سے ایک رکشاڈرائیور کی بیٹی نے میڈیکل کالج میں top کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میرا یہ فرض ہے کہ میں یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز جیسا کہ میرے فاضل دوست نے کہا کہ یہ ایک نیا ادارہ ہے، بالکل یہ نیا ادارہ ہے لیکن وہ ایک matured ادارے میں تبدیل ہو کر پنجاب میں ہیلتھ ایجوکیشن کے لئے بہترین کام کر رہا ہے۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس کا جواب دینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کسی قاعدے قانون کے تحت مجھے بھی چلنے دیں، مہربانی کیا کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے اپوزیشن والوں کو اجازت دی ہوئی ہے کہ جب بھی میں بات کرتا ہوں ان کی طرف سے یہ resentment آتی ہے، کیا یہ بھی کوئی قاعدہ قانون ہے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب!میں نے انہیں کب اجازت دی ہے؟ دیکھیں!میری بات سنیں میں نے آپ کو ٹوکا نہیں ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں یہ add کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز اتنی اچھی ہوتی تو ہائیکورٹ میں ان کے خلاف day to day basis پر proceedings نہ ہو رہی ہوتیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: ابھی ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی قرارداد رہتی ہے۔ہمیں رولز معطل کرکے اس کو لینا پڑے گا اور یہ لمبا procedure ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، جناب سپیکر!وہ میں کر رہی ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھوں؟

جناب سپیکر: آپ نے جو تحریک دی ہے ابھی تو پہلے میں نے پڑھنی ہے۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کرکے قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات کو recycling کرنے کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔"
>
> محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

> ”قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کرکے قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات کو recycling کرنے کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔“

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات کو recycling کرنے کے بارے میں قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات کو recycling کرنے کے بارے میں قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

قرارداد

قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات کے لئے حکومتی سطح پر Recycling plant لگانے کا مطالبہ

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات مقدس آیات اور دیگر متبرک اوراق کو زمین میں دفن کرنے یا نہروں اور دریا میں بہانے کی بجائے حکومتی سطح پر recycling کرنے کا سسٹم رائج کیا جائے اور حکومت Recycling Plant لگانے کے لئے فوری اقدامات کرائے تاکہ قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات کو بے حرمتی سے بچایا جاسکے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

”اس ایوان کی رائے ہے کہ قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات مقدس آیات اور دیگر متبرک اوراق کو زمین میں دفن کرنے یا نہروں اور دریا میں بہانے کی بجائے حکومتی سطح پر recycling کرنے کا سسٹم رائج کیا جائے اور حکومت Recycling Plant لگانے کے لئے فوری اقدامات کرائے تا کہ قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات کو بے حرمتی سے بچایا جاسکے۔“

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر اگر ایک منٹ کی اجازت ہو؟

جناب سپیکر: جی۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! اس قرارداد میں اگر مزید دو لائنوں کا اضافہ کر لیا جائے؟

جناب سپیکر: نہیں، اب اس میں اضافہ کیسے ہو گا؟

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! جو بی بی محرک ہیں ان کی مرضی سے کر لیں، ان سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: اور پھر مجھے دوبارہ ادھر جانا پڑے گا۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! نہیں، اس میں دو ایڈیشن کر لیں ابھی بیان کر دیتے ہیں، ریکارڈ پر آجائے گا اس کے لئے یہ کہ قرآن پاک کی اشاعت کے لئے جو پیپر ہو وہ فکس ہو یہ عام اور غیر معیاری پیپر پر printing کر دیتے ہیں اور بعد میں یہ اتنا مسئلہ بنتا ہے وہ نہیں ہونا چاہئے جیسے بائبل کے لئے پیپر مختص ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس میں پیپر کا بھی لکھ دیں اور مجھے بھی لکھ کر دیں جو انہوں کہا ہے وہ ہم اس میں incorporate کر دیتے ہیں۔ سیکرٹری صاحب اس میں incorporate کر دیا جائے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میرے بھائی! میں کیا کر رہا ہوں ذرا دیکھیں تو سہی؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس سے متعلقہ quarter یعنی جو اسی سے متعلقہ محکمہ ہے جن کا تعلق دین سے ہو ان سے رائے لے لی جائے تو بہتر ہو گا۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! اس میں مداخلت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور بے حرمتی پر کوئی compromise نہیں ہو سکتا، اس قرارداد کی نوعیت کو میرے بھائی پہلے سمجھنے کی کوشش کریں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ اس میں مداخلت کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:-

"اس ایوان کی رائے ہے کہ قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات مقدس آیات اور دیگر متبرک اوراق کو زمین میں دفن کرنے یا نہروں اور دریا میں بہانے کی بجائے حکومتی سطح پر recycling کرنے کا سسٹم رائج کیا جائے اور حکومت Recycling Plant لگانے کے لئے فوری اقدامات کرائے تاکہ قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات کو بے حرمتی سے بچایا جا سکے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم معاملہ کے طرف دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: حضرت! یہ ابھی ختم نہیں ہوئی، اس کو میں نے اور پڑھنا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ اور آپ تمام کا بہت شکریہ۔ اب ہم legislation لیتے ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔اب مہربانی کریں۔راناصاحب!ان کو سنبھال لیں پھر یہ الٹی الٹی باتیں کرتے ہیں کہ ہمیں پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں ملتی ۔میرے بھائی!یہ کوئی اچھا طریقہ نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!یہ جو دو تین ممبران ہیں ان کو اجازت دے دیں لیکن یہ پھر during legislation مہربانی کریں اور پھر اس دوران پوائنٹ آف آرڈرز نہ آئیں۔

جناب سپیکر: نہیں، legislation کے دوران اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر کرے گا تو پھر اچھا نہیں ہو گا۔جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے پنجاب اسمبلی کے تمام Hon' able members کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آمد مہینہ رسول پاک ﷺ شروع ہو چکا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو ربیع الاول کی مبارکباد دے گا روز محشر میں اس کا بازو پکڑ کر جنت میں لے جاؤں گا۔

جناب سپیکر!آپ اور آپ کی اسمبلی اتنی خوش نصیب ہے کہ آپ کی اور اس House کی وجہ سے نعت رسول مقبول ﷺ شروع کی گئی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس کائنات کی تخلیق آقائے دو جہاں ﷺ کی وجہ سے ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہما دارند تو تنہا داری

جناب سپیکر!مجھے افسوس بھی ہوا کہ جو چند روز پہلے کمیٹی قائم کی گئی تھی اس کمیٹی کے لئے میں آپ کے توسط سے اپنے بھائیوں سے استدعا کرتا ہوں اس مہینہ کی وساطت سے آپ یہ کمیٹی واپس لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، میں نے آپ کو اس لئے floor نہیں دیا۔آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میری بات تو مکمل ہونے دیں۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کرتا جو کسی کے جذبات کو مجروح کرے، آپ بڑے خوش نصیب ہیں اور خوش نصیب مہینہ ہے، اس کائنات کی تخلیق کی آقائے دوجہاں ﷺ کی خاطر کی گئی ہے اور جب آپ نے ایک چیز شروع کروادی ہے تو اس میں روڑے اٹکانے کی کیا وجہ ہے، میں اس کی وجہ پوچھنا چاہتا ہوں؟

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! رسول ﷺ کے نام پر اسمبلی میں کمیٹی بٹھا دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں اور کس طرف لے جانا چاہتے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! یہ کوئی فلم ہے کہ Censor Board بٹھا دیا گیا ہے۔ یہ بہت بڑی ناانصافی ہے ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں اگر اس کو ٹھیک نہ کیا گیا تو ہم اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ کریں گے۔

جناب سپیکر: کس نے غلط کیا ہے؟

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: اللہ اور اس کے رسول کے نام پر کمیٹی بٹھا دی گئی ہے، یہ جو Censor Committee بٹھادی گئی ہے ہم اس کی dictations پر عمل نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: ہم اس کو نہیں مانتے۔ رانا ثناءاللہ ہمیں یہ نہیں کہہ سکتا۔ ہم اسمبلی کی سیٹیں چھوڑ دیں گے، ہم resign کر دیں گے، ہم ایسی سیٹوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اس میں کسی قسم کی کوئی ایسی بات نہ ابھی ہوئی ہے۔ یہاں بات ہوئی تھی۔ میں آپ سے بیٹھ کر بات کروں گا پھر اس پر عمل ہو گا۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم اس دن House میں موجود نہیں تھے ۔ ہم صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس دن کون سا ایسا واقعہ پیش آ گیا؟ kindly آپ ہمیں بتادیں کہ نعت شریف پڑھنے پر ایک کمیٹی کیوں بٹھائی گئی؟

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ کسی سے نہیں پوچھا جائے گا۔ آپ اس بات کو چھوڑیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: نہیں، ہم جاننے کا حق تو رکھتے ہیں ۔ ہم اس معزز House کے ممبران ہیں، ہمیں بتایا کیوں نہیں جارہا، اس House کو کیوں نہیں بتایا جارہا؟

جناب سپیکر: نیازی صاحب! اس طرح نہ کریں۔ آپ کی مہربانی ہے۔ میں House کی مرضی کے خلاف نہیں چلوں گا۔ جس طرح آپ کہیں گے اسی طرح ہو گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: نہیں، اگر آپ کمیٹی بنائیں گے تو ہم واک آؤٹ کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان کہاں گئے ہیں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار و حزب اختلاف کی اکثریت
ایوان سے واک آؤٹ کر گئی)

جناب عبد الوحید چودھری: جناب سپیکر! جو لوگ واک آؤٹ کر گئے ہیں ان کو منانے کے لئے ایک کمیٹی بھیج دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں ابھی بناتا ہوں۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! پہلے سارے House کو بتایا جائے کہ معاملہ کیا ہے، حقیقتاً ہمیں معلوم نہیں ہے کہ یہ کس بات پر واک آؤٹ کر گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، میں ابھی آپ کو بتاتا ہوں، آپ تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب کدھر گئے ہیں؟ ان کو بلائیں۔ ملک ندیم کامران، کائرہ صاحب اور ادھر سے شیر علی خان صاحب جائیں اور ان کو منا کر لائیں اور ان سے کہیں کہ آپ کی بات پر عمل ہو گا، آپ ایسے مت کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ(ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میری یہ request ہے کہ Advisory Committee میں بیٹھ کر یہ معاملہ discuss ہو جائے اور مستقل لائحہ عمل بنایا جائے۔ اسے مستقل بنیادوں پر solve کیا جائے، یہ روز کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: اس کو controversial نہ بنایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ(ڈاکٹر محمد اختر ملک): تمام پارلیمانی لیڈران کو بٹھا کر ان کے سامنے بات کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری(ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال): اسے discuss کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ پہلے قانون سازی ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس وقت جو صاحبان بیٹھے تھے ان کے مطابق تو اس طرح ہوا، جو یہاں نہیں تھے وہ نہیں سن پائے ہیں۔ اب انہوں نے اس بات پر اعتراض کیا، مجھے اس بات پر اعتراض نہیں ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس معاملے کو amicably solve کیا جائے۔ میں ابھی ان کو بلا کر کہتا ہوں جس سے ان کی کوئی دلآزاری ہوئی ہے۔ ابھی تک کمیٹی پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو یہاں آپ کے سامنے پیش کر کے withdraw کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ(ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر !اس کو مستقل بنیادوں پر solve کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس بارے میں، میں کوئی comment نہیں دینا چاہتا۔

پارلیمانی سیکرٹری(ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال): جناب سپیکر !اس کو discuss کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہم سیدھے سادھے سے مسلمان ہیں۔ نہ ہی ہم متعصب یا جنونی قسم کے لوگ ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر !میں آپ کی وساطت سے معزز ممبران جن کو اس بارے میں اس وجہ سے confusion ہوئی ہے۔ عرض کروں گا کہ رسول پاک ﷺ کی شان اور ان کی تعریف تو ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور درود پاک بھی ان کی شان اور تعریف کا ہی ایک

طریق کار ہے اور یہ وہ عبادت ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نے بھی تمام انسانوں سے یہ فرمایا کہ آپ بھی ان کی ذات پر درود بھیجیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی آپ ﷺ کی ذات پر درود بھیجتا ہے۔ میرا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ یہ ایک معزز House ہے اور اس صوبے کا سب سے اعلیٰ اور معزز ایوان ہے۔ یہاں پر جو نعت پاک ﷺ پیش ہو اس نعت کے الفاظ بہت جچے تُلے اور بڑے specific ہونے چاہئیں جو صرف اور صرف رسول پاک ﷺ کی شان اور ان کی تعریف سے جُڑے ہوں اس سلسلے میں کسی کمیٹی کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس دن کوئی ایسا مطالبہ تھا۔ بہرحال آپ نے اس دن ایک کمیٹی بنادی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ بے شک اس کمیٹی کی بجائے یہ معاملہ سیکرٹریٹ پر چھوڑ دیں۔ سیکرٹریٹ اس چھوٹے سے معاملے پر نظر رکھے اس سے زیادہ اس کو زیر بحث نہ لایا جائے کیونکہ یہ انتہائی حساس معاملہ ہے، اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کمیٹی پہلے بنائی گئی تھی اس کمیٹی کو withdraw کیا جاتا ہے اور اب میں اس issue پر کوئی بات نہیں سنوں گا۔ یہ میں نے پہلے فیصلہ کیا تھا اور یہ بات اس طرف آنی ہی نہیں تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایوان کی توجہ دلانے کے لئے ہی میں صرف یہ بات کر رہی ہوں۔ جب ہم نے لوکل گورنمنٹ ایکٹ پاس کیا تھا تو اپوزیشن کی یہ plea تھی کہ یہ انتہائی عجلت میں پاس کیا جا رہا ہے۔ آپ دیکھیں کہ سندھ میں ترمیمی بل آیا ہے اور گورنر کی طرف سے sign ہو چکا ہے۔ اس میں بھی انہوں نے الیکشن اتھارٹی کا قیام نہیں کیا اور ہم foresee کرتے ہیں کہ شاید آج گورنر پنجاب بھی اس پر یہ objection لگا کر بھیج دیں گے۔ اس دن ہم یہ اپیل کرتے رہے کہ الیکشن کمیشن جب موجود ہے تو آپ یہ کیوں کر رہے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ سندھ میں یہی چیز ہو گئی ہے۔ میں یہ توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ جب ہم اپوزیشن والے request کرتے ہیں کہ اس معاملے کو دوبارہ دیکھ لیا جائے تو۔۔۔

جناب سپیکر: جب وہ ٹائم آئے گا تو آپ اس پر ضرور بولیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

جناب سپیکر: میں آپ کو اس وقت اس کی اجازت دوں گا لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔
Not valid at this stage. Now, we start legislation. The Punjab Privatization Board Bill, 2010 (Bill No. 10 of 2010). First reading starts. Now, we take up the Punjab Privatization Board Bill, 2010. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ 2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Privatization Board Bill, 2010, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be taken into consideration at once."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Privatization Board Bill, 2010, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be taken into consideration at once."

Opposed by Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal

Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MR. MHUAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

> "That the Punjab Privatization Board Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 March 2010."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Privatization Board Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 March 2010."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

MR. SPEAKER: Now, who is to take first?

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم اس کو public opinion illicit کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ ہمارا اس میں مقصد یہ ہے کہ ہم پنجاب کے قیمتی اثاثوں کو بیچنے کے لئے جا رہے ہیں اور یہ جو اثاثے ہیں وہ ہماری آنے والی نسلوں کی امانت ہیں جس طرح ہم نے اپنے بزرگوں سے یہ inherit کئے ہیں اسی طرح ہم نے اپنی آنے والی نسلوں کو دینے ہیں۔ اگر ہم آج اپنی financial mismanagement کو cover کرنے کے لئے، ان کو بیچ کر جیسا کہ اس بل کے اندر کہا گیا ہے اور یہ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ ہماری جو مالی بے ضابطگیاں ہیں ان کو cover کیا جا سکے۔ ہمیں پیسے چاہیئں جس سے ہم اپنے ادھار اتاریں اور Poverty Evaluation Programme کے اوپر اس کو خرچ کریں۔ جیسا کہ Food Support Programme تھا جس میں مالی بے ضابطگیوں کی وجہ سے اس کو بند کر دیا گیا

ہے۔ جیسا کہ سستا آٹا کی سکیم تھی کروڑوں اور اربوں روپے کے اس کے اندر گھپلے ہوئے۔ اخباری خبروں کے مطابق۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں اپنی بات پھر سے شروع کرتا ہوں ۔ پنجاب کا پرائیویٹائزیشن بورڈ جو ہم بنا رہے ہیں ہم پنجاب کے قیمتی اثاثوں کو بیچنے کے لئے ایک permanent body بنا رہے ہیں۔ ہم اس کی مخالفت اس لئے کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا! اگر House کو in order کر لیں تو زیادہ بہتر ہوگا کیونکہ legislation جیسا serious business اس وقت ہو رہا ہے۔

جناب والا! اس بل کا جو statement of objectives and reasons ہے اس میں سے ایک جملہ میں پڑھ کر آپ کو سناتا ہوں ۔ وہ کہتا ہے کہ privatization for the proceeds of the retirement of government debt and poverty alleviation. ہم نے جو financial mismanagement کے ساتھ اپنے پر مالی بوجھ پیدا کر دیا ہے اس کو retire کرنے کے لئے، اپنی غلط پالیسیوں کی وجہ سے جو ایک financial crunch ہمارے صوبہ پر آیا ہوا ہے اس کو cover کرنے کے لئے، ہم اپنے قیمتی اثاثوں کو بیچنے کے لئے جا رہے ہیں۔ میں اس کو comparison کرنا نہیں چاہتا لیکن پچھلے دور حکومت میں پنجاب کا جو debt تھا وہ retire کیا گیا تھا، مہنگا جو debt تھا اس کو retire کر دیا گیا تھا اور اب ہم دیکھ رہے ہیں، اخباری خبروں کے مطابق 123۔ ارب روپے کا اس وقت ہمارا debt ہے گندم کی فصل کو خریدنے کے لئے ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں ۔ ہماری جو financial mismanagement ہے اس کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ ہم اپنے قیمتی اثاثے بیچ دیں اور ہم اپنی mismanagement کو اس سے cover کریں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے revenue collection کو بہتر کریں۔ ہم اپنی income کو بڑھائیں اور اپنے اخراجات کو کم کریں نہ کہ قیمتی اثاثے بیچ کر پیسا کما کر اور اپنے ان خرچوں کے لئے آٹھ آٹھ، دس دس چیف منسٹر ہاؤسز اور کیمپ آفسز یا پھر مہنگی مہنگی گاڑیاں بہت سارے ایسے خرچے، مجھے تو کئی دفعہ یہ دیکھ کر بھی حیرانگی ہوتی ہے کہ ہمارے ملک کے ایک

political leader ہیں وہ اگر صوبے کا دورہ کرتے ہیں تو ان کے اخراجات جن کے پاس کوئی سرکاری عہدہ نہیں ہے وہ بہاولپور جاتے ہیں تو ان کو وہاں پر بھی پورا Head of the State والا protocol مل رہا ہوتا ہے۔ ہم اپنے مالی وسائل کا استعمال بہتر کریں نہ کہ اپنے قیمتی اثاثے بیچ کر اپنی ان بے ضابطگیوں کو cover کرنے کی کوشش کریں اور ہم اپنی مالی مشکلات کو اپنے قیمتی اثاثے بیچ کر حل کریں۔ Public opinion لینے کا ہمارا مقصد یہ ہے کہ عوام کو اس چیز کی سمجھ آئے کہ ان کے قیمتی اثاثے بیچے جارہے ہیں اور جس وقت عوام کو یہ چیز سمجھ آئے گی کہ حکومت وقت کے پاس ان کی جو امانت ہے اس میں تھوڑی سی خیانت ہو رہی ہے تو شاید اس کے خلاف ایک public opinion آجائے۔لوگوں کو اس چیز کے بارے میں باور تو کرایا جائے، انہیں آگاہ تو کیا جائے کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ چونکہ جو بھی سرکاری اثاثے ہیں وہ کسی ایک شخص کے نہیں بلکہ وہ اس صوبے میں رہنے والے ہر شخص کی اجتماعی پراپرٹی ہے۔ہم اپنی ذاتی زمینوں کے لئے تو ایک ایک مرلے کے لئے بندوق نکال لیتے ہیں اور مرنے مارنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں لیکن ہم اربوں روپے کے سرکاری اثاثے بیچ رہے ہیں۔ہم نے پہلے کچی آبادی ایکٹ کے تحت لوگوں کو دے دیئے چونکہ ہم نے اسے اپنا سمجھا ہی نہیں۔میں نے آج اخبار میں پڑھا ہے کہ پھر وزیر اعلیٰ صاحب نے اعلان کیا ہے کہ وہ بے گھر لوگوں کو پانچ مرلے کے پلاٹ دیں گے۔یہ ساری چیزیں popular تو ضرور ہیں لیکن کیا یہ financial wise بھی ہیں؟ ہم جو فیصلے کر رہے ہیں کیا یہ wise decisions ہیں یا صرف popularity حاصل کرنے کے لئے کئے جا رہے ہیں؟ لہذا میری گزارش ہے کہ اس کو circulate کیا جائے، لوگوں میں اس کی awareness پیدا کی جائے اگر اس کے بعد لوگوں کی بھی یہی opinion آتی ہے کہ ہم اپنے قیمتی اثاثوں کو بیچ دیں تو پھر ہم بے شک ایسا کر لیں کیونکہ at the end of the day, sovereignty عوام کی رائے کی ہے۔عوام کو اس بارے میں مطلع تو کیا جائے کہ ہم تمہارے ساتھ کر کیا رہے ہیں، تمہارے ساتھ ہو کیا رہا ہے؟ ان میں اس چیز کی awareness تو پیدا ہو اس لئے ہم نے یہ تجویز دی ہے کہ اس کو circulate کیا جائے۔شکریہ

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: کیا انہوں نے oppose کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے تمام House کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ آج جس پالیسی کے تحت Privatization Bill کو، ایک notification کو، ایک law کی صورت میں لانے کی اپیل کی جارہی ہے اگر اس پالیسی پر عام فہم زبان میں بھی بولا جائے تو وہ بیچو اور کھاؤ پالیسی ہے کہ پنجاب کو بیچ دو اور بیٹھ کر کھاؤ۔ یہ پالیسی کسی بھی طرح ہماری ثقافت، ہمارے rules and regulations اور ہمارے customs سے نہیں ملتی۔ہمیشہ یہ رہا ہے کہ اپنے گھر کو کوئی نہ بیچے چاہے اس میں کوئی بھوکا بھی رہ لے لیکن آج جب یہ ایک بڑی popular demand تھی کہ اس حکومت نے دو سالوں میں کوئی legislation نہیں کی اور اگر legislation لے بھی آئے تو دیکھیں کہ کیا لے کر آئے ہیں؟ آج تک یہ Board Privatization ایک notification کے under چل رہا تھا تو ٹھیک تھا۔60 سال تک جب ان اداروں کو بنانے کے لئے، ان کی maintenance کے لئے، ان پر فخر کرنے کے لئے، ان کی زندگی کے لئے جو کچھ ہو رہا تھا اس کی ضرورت تو ایک notification تھا لیکن جیسے ہی اس حکومت نے کمر توڑ قرضوں تلے پنجاب کو دبا دیا تو پھر انہوں نے سوچا کہ اب کیا کریں، کدھر دیکھیں؟ چلو گھر کے برتن ہی بیچ دو۔

جناب سپیکر! تمام لوگ جانتے ہیں کہ اس حکومت نے پنجاب بنک سے دو سال میں 80۔ ارب روپے کے overdraft لئے تھے، جب اس overdraft کی demand ہوئی تو انہوں نے سٹیٹ بنک کو کہا کہ اس overdraft کو loans میں تبدیل کر دیں اور وہ loans میں تبدیل ہو گئے تو اب پھر دوبارہ پنجاب بنک سے as overdraft 20۔ارب روپے لئے گئے۔یہ حکومت بالکل bankrupt ہو چکی ہے، صرف اور صرف overdraft, loans چاہے وہ پنجاب بنک سے ہوں یا ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک سے ہوں صرف اور صرف اس طرف focused ہے اور وہ ایسی قانون سازی لا رہے ہیں جو یہ نشان چھوڑے گی اور یہ تاریخ میں لکھا جا رہا ہے کہ اگر اس حکومت نے قانون سازی کی تو بیچنے اور کھانے کی، چاہے وہ کیری لوگر بل تھا اس پر انہوں نے تمام پاکستان کو terrorist کہہ دیا، چاہے وہ ہیلتھ کیئر کمیشن بل ہے جس میں تمام ڈاکٹروں کو زیر دفعہ 302 ہتھکڑیاں لگائی گئیں اور چاہے آج یہ Privatization Bill ہے جس کے تحت یہ چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ کی properties بیچ دیں۔ انہوں نے

کہیں پر بھی یہ نہیں کہا کہ ہم کیا کیا بیچیں گے، مینار پاکستان بیچ دیں گے، بادشاہی مسجد بیچ دیں گے، فلیٹیز ہوٹل بیچ دیں گے، تمام سکولز بیچ دیں گے، BHUs بیچ دیں گے، بڑے بڑے ہسپتال، ٹرسٹی ہسپتال بیچ دیں گے، جن کے لئے انہوں نے اپنے بجٹ میں اربوں روپے کی رقوم رکھی ہیں ان کو بیچ دیں گے اور ان کو privatize کر دیں گے اور کس کو بیچیں گے؟ یہ بھی یہی بورڈ assess کرے گا۔ اب باہر کے ملکوں سے لوگ آ کر ہماری properties خریدیں گے چونکہ اس بل میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ اس میں نہ صرف national خریدار ہوں گے بلکہ international خریدار بھی ہوں گے۔ اسے انٹرنیٹ پر مشتہر کیا جائے گا کہ دنیا میں کوئی ہے جو آ کر ہمارا پنجاب اور ہماری حکومت کے assets خرید لے؟ یہ ہے وہ بل، انشاء اللہ ہم اگلے دو دنوں میں اس بل کے ایک ایک aspect کو کھول کھول کر بیان کریں گے ۔ میں اور ہمارے بنچز اس چیز کی شدید مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قبل اس کے کہ اس بل کے بارے میں ایک لفظ بھی discuss کیا جائے، اگر اس حکومت کو اپنی نیک نامی کا کچھ بھی خیال ہے تو یہ اس کو اسی وقت withdraw کر لے۔ یہ بل اس قابل بھی نہیں ہے کہ اس کو پاس کیا جائے جس میں یہ لکھ دیا گیا ہے کہ ہم نے قرضے لئے ہیں اور وہ ہم ادا نہیں کر سکتے اور اپنی failure کا اعتراف ہے۔ ان لوگوں نے اس بل کے ایک ایک لفظ میں اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ ہم اس قابل نہیں ہیں کہ ہم خود کما کر ان loans کو off کریں۔ اب یہ بہانے نہیں چلیں گے کہ یہ loans پچھلی حکومتوں نے لئے تھے۔ دو سال میں پنجاب بنک سے 80۔ ارب اور پھر 20۔ ارب روپے اسی حکومت کے ہر کھاتے میں لکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے جہاں loans اتارنے کی بات کی ہے تو ساتھ ہی اگلے سانس میں یہ کہا ہے کہ نہ صرف ہمیں یہ loans اتارنے ہیں بلکہ ہم نے poverty alleviation بھی کرنی ہے یعنی انہیں تنوروں میں لگانے کے لئے مزید پیسا چاہئے۔ ان کے پاس جو زکوٰۃ اور بیت المال کا پیسا تھا وہ انہوں نے ویسے mobilize کر کے فوڈ سٹیمپ اور تنوروں میں جھونک دیا۔ اب یہ اپنی پراپرٹی بیچ کر ان تنوروں کا دوبارہ پیٹ بھرنا چاہتے ہیں۔ Poverty alleviation کے یہی دو projects ہیں جو اس حکومت نے شروع کئے فوڈ سٹیمپ اور تنور۔ اب اس کے لئے poverty alleviation کرنے کے لئے غریبوں کو روپیہ روپیہ دینے اور انہیں مزید بھکاری بنانے کے لئے اس حکومت کی قطعاً

نیک نامی نہیں ہو گی۔ کبھی کسی نے گھر کو بیچ کر ہی اپنے آپ کو، اپنے اعمال کو اس طرح سے تاریخ میں لکھا ہے؟ نہیں، نہیں۔اگر آپ آج اس مٹھی بھر اپوزیشن کی بات سن لیتے تو ابھی تھوڑی دیر پہلے سندھ اسمبلی کی example دے رہی تھی کہ ہمارے چیخنے چلانے کے باوجود آپ نے ادھر بھی ایک ایسی قانون سازی پاس کی جس کو take back کیا گیا اور یہ نظر آرہا ہے کہ یہاں پر بھی گورنر صاحب کہیں گے کہ لوکل گورنمنٹ اتھارٹی نہ بنے، ایک کمیشن قائم ہے اور اس ادارے کو مضبوط کرو۔اپنے گھر کو مضبوط کرنے کی باتیں ہونی چاہئیں تھیں۔یہ تو میری رائے ہے اور میں بڑے فخر سے کہتی ہوں اور اپوزیشن کے باقی ممبر بھی کہتے ہیں کہ ہم یہاں لوگوں کو represent کرنے کے لئے آئے ہیں، ہم لوگوں کی آواز ہیں جو یہاں آئے ہیں۔اگر آپ اس کو public opinion کے لئے بھجیں گے تو میرا چیلنج ہے کہ آپ اس بل کو میڈیا پر لے جائیں، آپ اسے مشتہر کر دیں تو شاید ہی پنجاب میں کوئی شخص ہو جو کہے کہ یہ میرے assets ہیں ان کو بیچ دو اور وہ بھی foreigners کو، باہر کے ملک کے لوگوں کو، وہ کون لوگ ہیں جو یہاں آکر ڈیرے جمانا چاہ رہے ہیں، وہ لوگ کون ہیں جو ہماری گورنمنٹ کی بلڈنگز خرید کر اپنے مورچے بنانا چاہ رہے ہیں، کیا لوگوں کو نظر نہیں آتا؟ اس Bill Privatization کے اندر This is a wolf in sheep's clothing's یہ بل ایک بھیڑیا ہے۔یہ بالکل condemnable Bill ہے۔ یہ غلط بل ہے اور اسے جتنا بھی condemn کیا جائے وہ کم ہے کیونکہ اس کے پیچھے مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم اپنے قرضہ جات اتارنے کے قابل نہیں ہیں۔ہم local as well as international level پر اپنا گھر بیچنے لگے ہیں۔ لوگوں سے پوچھ لیجئے، یہ بل پبلک opinion کے لئے بھیج دیجئے تو آپ دیکھیں گے کہ یہاں پر اس سے بھی زیادہ لوگ کھڑے ہو کر بات کریں گے۔آپ کے سامنے چیئرنگ کراس پر روزانہ غربت اور آپ کی غلط پالیسیوں کے خلاف public opinion نظر آتی ہے اور پوری دنیا میڈیا کے ذریعے دیکھ رہی ہے۔وہ کون سا دن ہے جب یہاں پر وکیل، مزدور، تنخواہ دار آکر یہ نہیں کہہ رہے کہ یہ حکومت fail ہے اور governance ختم ہے۔آج جب آپ یہ بل لائیں گے تو پھر اپنے گلے میں وہ تختی لٹکا لیں گے کہ ہاں ہم failed ہیں۔ہم نے اپنے آپ کو پوری دنیا کے سامنے رکھ دیا ہے کہ آؤ اور خرید لو۔میں آپ سے

appeal کروں گی،اس پورے ایوان سے appeal کروں گی کہ آپ اس بارے میں public opinion elicit کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ!میری بات سنیں۔آپ اس amendment کے بارے میں بات کر سکتی ہیں۔آپ ادھر اُدھر کی باتوں پر تقریر نہ کریں۔میں نے آپ کو interrupt نہیں کیا لیکن آئندہ میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!اگر آپ کو میری کسی بات پر objection ہے تو ٹھیک ہے آپ کی authority ہے،اگر میں غلط بات کروں تو آپ بے شک مجھے ٹوک دیں۔میں تو اس Bill کی فلاسفی بیان کر رہی ہوں کہ جو یہ Bill کہتا ہے public opinion وہ نہیں ہے۔یہ اسمبلی یہاں اس لئے بیٹھی ہے کہ وہ public کے idea،روح یا اس کی spirit کو یہاں بیان کرے۔جب تک انہوں نے اس privatize کو maintenance کے لئے استعمال کرنا تھا تو اس وقت کوئی بھی یہاں سے نہیں اٹھا کہ اس Bill کی ضرورت ہے لیکن جب اس کو بیچنے کی بات آئی تو یہ Bill لے آئے ہیں۔انہوں نے خود commit کیا ہے کہ ہم poverty alleviation کریں گے۔یہ انہوں نے خود اقرار کیا ہے کہ ہم ایک failed governance ہیں۔ہم اپنے قرضے اتار سکتے ہیں اور نہ ہم غریبوں کو کچھ دے سکتے جب تک کہ ہم اپنے assets نہ بیچ لیں،یہی fact ہے۔اگر یہ تقریر ہے تو مجھے اس لئے کرنی ہے کہ یہ پنجاب کے ہر شخص کے دل کی آواز ہے۔میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری بات سنی لیکن میں اس بات پر sure ہوں کہ اس Bill کو public opinion کے لئے بھیجا جائے۔اگر میرے ایک ایک لفظ پر پنجاب کے ہر شخص نے لبیک نہ کہا تو پھر جو مرضی کہہ لیجئے گا۔شکریہ

جناب سپیکر: جی،شکریہ۔محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اس clause میں اس Bill کو مشتہر کرنے کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔میں اس سے متعلق یہ کہوں گی کہ "سیسے بے خبرے تیر الٹیا شہر بھنبور" آپ اسمبلی سے باہر جا کر عوام سے معلوم کرنے کی کوشش کریں تو میرے خیال میں عوام بالکل بے خبر ہے،اس کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہے کہ راتوں رات اس کا شہر فروخت ہونے جا رہا ہے۔ہمارا یہ صوبہ غربت کی

اس انتہا تک پہنچا دیا گیا ہے کہ income تو رہی نہیں، کمانے والے ہاتھ تو رہے نہیں، source of income بھی نہیں رہا اور اب حالت زار یہ ہے کہ گھر کے برتن اور کپڑے بیچ کر اخراجات پورے کئے جائیں گے۔

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!ان کو منع کریں کہ اس طرح کی باتیں نہ کریں۔ہم اس طرح کی باتیں نہیں سن سکتے۔

جناب سپیکر: محترمہ!تشریف رکھیں۔یہ مناسب بات نہیں ہے۔ان کی طرف سے amendment ہے لہذا انہیں اپنی بات کرنے دیں۔آپ تشریف رکھیں۔یہ نامناسب بات ہے۔آپ کا یہ رویہ ٹھیک نہیں ہے۔تشریف رکھیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر!ہم ان کی اس طرح کی بات قطعاً برداشت نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: I will not permit it آپ تشریف رکھیں۔This is not your duty

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ board ہی نہیں ہونا چاہئے تھا کیونکہ اس بورڈ کو بنانے پر اور اس کے اندر جو بھرتیاں کی جائیں گی،جو عملہ تعینات کیا جائے گا اس کے اوپر کروڑوں روپے اخراجات آئیں گے۔جمہوریت کا مطلب عوام کی حکومت ہے اور عوام کی حکومت کا مطلب ہے کہ یہ سب کچھ عوام کا ہے اور اس کی مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوگا۔یہاں اتنا بڑا فیصلہ ہونے جا رہا ہے اور عوام کو اس کی خبر تک نہیں ہے کہ اس کی جائیداد فروخت ہونے جا رہی ہے،اس کا گھر بار لٹایا جا رہا ہے۔دوسرا ظلم یہ ہے کہ اس کو باخبر کرنے کے لئے کوئی چھوٹا سا اشتہار بھی نہیں دیا گیا۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر!میں تو ایسی باتیں برداشت نہیں کر سکتی۔ان کو ایسی باتیں کرنے سے منع کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!پہلے ان سے تقریر کروالیں،جب یہ میری بہن بول بول کر تھک جائیں گی تو میں بات کر لوں گی۔

جناب سپیکر: نہیں،آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! یہ محترمہ سب غلط کہہ رہی ہیں۔ میں محترمہ کی باتوں کی وجہ سے احتجاجاً House سے واک آؤٹ کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر خاتون ممبر محترمہ طیبہ ضمیر ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سچ ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے اور لوگوں کو اسی طرح بُرا لگتا ہے۔ سچی باتیں یونہی کڑوی لگیں گی۔ کڑوے سچ کو سننے کا حوصلہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ان ممبران نے کل کو عوام کے سامنے جانا ہے۔ عوام کے سامنے کیا منہ لے کر جائیں گے؟ یہ کہ ہم پورے پنجاب کا سودا کر آئے ہیں اور ایسٹ انڈیا طرز پر ایک بورڈ بھی بنا آئے ہیں۔ اس صوبے کی جائیداد اور assets کو government rates پر بے دریغ بیچا جائے گا۔ اس بات کی کیا guarantee ہے کہ اربوں روپے کی جائیداد کروڑوں روپے میں نہیں بیچی جائے گی۔ کروڑوں روپے کی چیز لاکھوں میں نہیں بیچی جائے گی اور لاکھوں کی ہزاروں میں فروخت نہیں کی جائے گی۔

جناب سپیکر! اگر نہر کے کنارے کوئی زمین فروخت ہوتی ہے، irrigation کی زمین فروخت ہوتی ہے اور ایک سرمایہ دار اسے خرید لیتا ہے تو وہ اربوں روپے لگا کر اس سے کھربوں روپے کمائے گا تو کیا یہ اربوں روپے کی investment حکومت خود نہیں کر سکتی، کیا یہ حکومت خود اربوں روپے لگا کر کھربوں روپے نہیں بنا سکتی، کیا حکومت میں اتنی skill بھی نہیں رہی ہے، کیا یہ حکومت اتنی بے بس ہو گئی ہے کہ اب وہ اس حد تک مجبور ہو گئی کہ کوئی project بھی نہیں لگا سکتی، income generate کرنے کا اس کے پاس کوئی طریقہ نہیں رہ گیا۔ ہم نے تو تھوڑی سی، چھوٹی سی ایک گزارش کی ہے کہ رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لئے، عوام کی رائے معلوم کرنے کے لئے اس Bill کو مشتہر کیا جائے تاکہ عوام کو بھی اس میں شامل حال کر لیا جائے کہ ہم ان کے شہروں کو اس طرح سے لٹانے جا رہے ہیں۔ ان کا اثاثہ لٹانے جا رہے ہیں۔ ایک چھوٹی سی اخبار کی خبر ان کے گوش گزار کر دی جاتی، ان سے پوچھ لیا جاتا، سول سوسائٹی کو اس میں شامل کیا جاتا، اس میں این جی اوز کو شامل کیا جاتا، اس کے اوپر سیمینار کئے جاتے اور لوگوں سے پوچھا جاتا کہ ہم یہ کام کرنے جا رہے ہیں بتاؤ تمھاری کیا رائے ہے؟ اگر اس کو مشتہر کر لیا جاتا تو اس میں کیا مضائقہ تھا، کوئی اتنی جلدی بھی کیا ہے کہ اگر ایک مہینہ اس کو مشتہر کرنے میں، رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مزید لگ جائے گا تو

اس میں کیا حرج ہے؟ ہماری اتنی چھوٹی سی بات بھی نہیں مانی جارہی۔ میری درخواست ہے کہ اب بھی ہماری amendment کو منظور کر کے لوگوں کی رائے حاصل کرنے کے لئے اس Bill کو مشتہر کیا جائے۔ شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہم نے یہ جو amendment propose کی ہے کہ اس Bill کو public opinion کے لئے لے کر جایا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری جو state land ہوتی ہے وہ state کا اثاثہ ہوتی ہے جو کہ present میں استعمال ہو رہی ہوتی ہے اور future میں بھی استعمال ہونا ہوتی ہے۔ اگر ہم اپنے اثاثے ہی بیچنا شروع کر دیں گے تو پھر future میں کیا کریں گے؟ آج تو ہم ان چیزوں کو بیچ کر عملے کی تنخواہیں بھی دے دیں گے، واسا کے پائپ بھی خرید لیں گے لیکن کل آنے والے لوگ کیا کریں گے؟ یہ بہت اہم issue ہے اور میری درخواست ہے کہ اس کو patience کے ساتھ سنا جائے۔

جناب سپیکر! ایک طرف یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ good governance ہے۔ جس وقت کوئی بھی حکومت، کوئی بھی ادارہ، کوئی بھی شخص اپنا گھر بیچنے پر آ جاتا ہے تو وہ ایک failed state, failed person and failed department کہلاتا ہے، اس میں good governance کہیں نہیں ہوتی۔ جہاں پر good governance ہوتی ہے تو وہاں پر اپنے assets کو بڑھایا جاتا ہے، اگر بڑھایا نہیں جاتا تو کم از کم ان کو maintain کیا جاتا ہے اور قانون سازی کر کے ان اداروں کو بہتر کرنے کی طرف لے کے جایا جاتا ہے، یہ نہیں ہوتا کہ آپ good governance کے دعوے بھی کریں اور اپنے گھر کو ہی بیچنا شروع کر دیں کہ فاقوں کی نوبت اب اتنے برے حالات پر آ گئی ہے کہ پہلے آپ اپنے گھر کے برتن بیچتے ہیں اس کے بعد اس کی accessories بیچتے ہیں اور ultimately آپ اپنا گھر ہی بیچ دیتے ہیں، آج یہاں پر یہ کس قسم کی قانون سازی ہونے جا رہی ہے۔ ابھی میری محترمہ بہن نے یہ فرمایا تھا اور گھر کی بات ہوئی تھی کہ یہ ہمارا صوبہ ہمارا گھر ہے جس کے لوگوں کی نمائندگی ہم یہاں پر کر رہے ہیں۔ ایک شخص اپنا گھر اسی وقت بیچتا ہے کہ جب وہ معاشی طور پر اتنا بدحال ہو جائے کہ اس کو survival کے لئے کوئی دوسرا راستہ نہ ملے یا تو اس کو مانا

جائے کہ ہاں ہمارے حالات اتنے ہی برے ہیں، ہاں ہم ناکام حکمران ہیں، ہاں ہم ایک fail state ہیں اس لئے ہم اپنے اثاثے بیچنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے Foreign Minister Shah Mahmood Qureshi and Privatization Minister Senator Waqar نے جب سرکاری اراضی بیچنے کی بات کی تھی تو ہم تو ان Treasury Benches کی طرف دیکھتے تھے کہ یہ اس اراضی کو بچانے کے لئے ہماری مدد کریں گے لیکن یہاں تو آج پنجاب کو بیچنے کی بات ہو رہی ہے۔ ہمارے حالات اتنے بُرے ہو گئے ہیں کہ اب ہمیں revenue generate کرنے کے لئے اخباروں میں اشتہاروں کا سہارا لینا پڑ رہا ہے اور ہمیں یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ housing colonies میں شامل سرکاری اراضی نہایت ارزاں rate پر developers اور قانونی مالکان حاصل کر سکتے ہیں یہ ایک ناکام حکومت ہونے کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ ہم اپنی زمینوں کو قبضہ مافیا سے چھوڑوانے کی بجائے، ہم اپنے assets کو بڑھانے کی بجائے ارزاں rate پر developers اور مالکان کو بیچ رہے ہیں یہ کس قسم کی good governance ہے۔ ابھی محترمہ سامیہ امجد صاحبہ نے تو یہ کہا جس سے مجھے تھوڑا سا اختلاف ہے کہ ایک وہ وقت بھی آجائے گا جب بادشاہی مسجد بیچنے کی بات آئے گی، جب DHQ بیچنے کی بات آئے گی، وہ وقت بھی دور نہیں ہے جب ایوان وزیراعلیٰ بھی بیچنے کی بات ہو گی، جب Civil Secretariat بھی بیچنے کی بات ہو گی، جب یہ پنجاب اسمبلی بھی بیچنے کی بات ہو گی کیونکہ یہ کہیں گے کہ 365 دن میں سے صرف 70 دن اجلاس ہونا ہے، ہم 70 دن کے لئے اسمبلی کرائے پر لے لیں گے یہ کس قسم کا قانون ہے جس کو یہاں پر پاس کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے؟ یہ اس اسمبلی نے دیکھا ہے، یہ صوبہ پنجاب کے 9 کروڑ عوام نے دیکھا ہے، یہ جناب نے دیکھا ہے، یہ میں نے دیکھا ہے کہ اس اسمبلی میں صرف point scoring کرنے کے لئے جو legislation کی جا رہی ہے وہ اس نوعیت کی ہے کہ اس میں bureaucracy کو strengthen کیا جا رہا ہے، ہر legislation میں چیئرمین bureaucrat، وائس چیئرمین bureaucrat، ممبر bureaucrat، کمیٹی کہتی ہے کہ نہیں، عوامی نمائندوں کو لگاؤ اور یہ کہتے ہیں کہ bureaucrat کو لگاؤ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ bureaucrats کو اور strengthen کر کے گورنمنٹ اپنے ذاتی مفادات کے لئے استعمال کرنا چاہتی ہے اور وہ صوبہ جو OD پر چل رہا ہے، جس کے پاس چینی لینے کے لئے پیسے نہیں ہیں، جس کے پاس آٹا خریدنے کے لئے پیسے

نہیں ہیں، جس کے پاس اپنا پانی نہیں ہے تو یہ مزید ایک نئی انڈسٹری قائم کرکے اس کی تنخواہیں کہاں سے دیں گے، یہ ان کے اللے تللے کہاں سے afford کریں گے؟ یہ ایک ایسا issue ہے جس پر سب کو seriously سوچنا چاہئے پھر لوگ اس اسمبلی کے بارے میں بھی کہیں گے کہ یہاں پر قانون سازی بالکل ایسے ہی ہوئی کہ قوانین کو لایا گیا، rubber stamp کی طرح اس پر مہریں لگائی گئیں اور "ہاں"، "ہاں"، "ہاں" کرکے اس قانون کو پاس کر دیا گیا جس طرح یہاں پر کچی آبادی کا ordinance آیا، لوکل گورنمنٹ کا ordinance آیا، کل بھی میں نے ایک بات کی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ وہ reference نہ دیں، آپ اپنی اس ترمیم پر بولیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اپنی بات کی وضاحت کرنا چاہتی ہوں کہ اس کو public opinion کے لئے کیوں نہ لے کر آئیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا Local Government Ordinance پاس ہو گیا، "ہاں"، "ہاں"، "ہاں" کی نذر ہو گیا مگر کل جب میں نے جناب کے توسط سے یہ پوچھا کہ ہم کہتے ہیں کہ بسنت نہ مناؤ، جانیں جاتی ہیں اس کو implementation کون کروائے گا تو یہاں سے جواب آیا کہ وہی ناظم جس کا ہم نے دو سال سے گلا گھونٹا ہے، وہ 15 دن کی اجازت دے سکتا ہے اور یہ بل کس نے پاس کیا؟ یہ "ہاں"، "ہاں"، "ہاں" اسی اسمبلی میں سے ہوئی تو جب یہ "ہاں"، "ہاں"، "ہاں" کرتے ہیں تو اس وقت یہ کیوں نہیں سوچتے کہ کس جگہ پر کیا lacunas ہیں اور پھر اپوزیشن کو یہ کہا جاتا ہے کہ اس کو ہم public opinion کے لئے اس لئے نہیں لے کر آئیں گے کہ یہ اچھے کلرک نہیں ہیں، ان کو "قومہ" نہیں لگانا آتا، ان کو "full stop" نہیں ڈالنا آتا تو اگر یہ پنجاب اسمبلی پنجاب کو بیچنے کی legislation کرے گی تو ہماری نسلیں ہمیں کن الفاظ سے یاد کریں گی؟ میری یہ درخواست ہے کہ اس پر implementation تو نہیں ہو سکتی اس کو opinion public کے لئے لے کر جایا جائے۔ میں یہاں پر کہنا چاہتی ہوں کہ:

وہ وقت بھی دیکھا ہے زمانے کی نگاہوں نے
لمحوں نے خطا کی صدیوں نے سزا پائی

جناب والا! اور آج وہی ہونے جا رہا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر فائزہ اصغر!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! میں اس میں تین چار باتیں add کرنا چاہوں گی کہ اتنے بڑے بورڈ کی تنخواہیں اوراس کے ساتھ ان کے جو بھی لوازمات ہوتے ہیں تو ہر مہینے پھر ہم گورنمنٹ کی نئی property بیچ کر ان کے اخراجات پورا کریں گے۔ اتنا بڑا بورڈ اور ان کے ساتھ جو offices ہوں گے اور دوسری بات یہ ہے کہ جہاں پر یہ poverty levitation کی کہتے ہیں تو ایک چھوٹی سی example ہے کہ food street پر لوگ اپنی poverty کو خود levitate کر رہے تھے اس کو ہم نے بند کر دیا کہ لوگ اپنی poverty levitate نہ کر سکیں۔ اب اسی food street کو بیچ کر ہم ان لوگوں کو hand outs دیں گے کہ اب تم اپنی poverty levitate کرو، یہ تو ایک چھوٹی سی example ہے اس طرح کی بہت ساری deferent examples ہیں کہ government کی properties کو بیچ بیچ کر loans پورے کئے جائیں گے، اس سارے سٹاف کا نیا loan اوپر چڑھے گا اس کے لئے پھر اور property بیچی جائے گی تو اس طرح کرتے کرتے end پر بیچنے کے لئے جب کچھ بھی نہیں رہ جائے گا تو اس وقت کہاں سے loans پورے کریں گے اور اس وقت کیا چیز دے کر اپنے اخراجات کو پورا کیا جائے گا؟ یہ ساری علامات totally failed state کی ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں چند باتیں کروں گی کیونکہ اصل مقصد تو میرے تمام معزز ممبروں نے بیان کر دیا ہے میں یہاں پر صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ ایک گھر کے بیچنے کی نوبت تبھی آتی ہے جب اس گھر کا کوئی والی وارث نہیں رہتا اور اس گھر میں ایسے قابل لوگ نہیں رہتے جو اس گھر کو maintain کر سکیں تو کیا یہ نوبت آچکی ہے کہ اس صوبے کا اب کوئی والی وارث نہیں ہے، اس کو جس طرح سے مرضی بیچ دیا جائے؟ میں یہاں یہ کہوں گی کہ اپنے اثاثوں کو بیچنے کی بجائے اس صوبے کے اوپر جو بے جا خرچے لادے ہوئے ہیں مہربانی کر کے انہیں ختم کیا جائے، سادگی اپنائی جائے نہ کہ task forces کے نام پر اس صوبے کے اوپر جو بوجھ ہے جنہوں نے اپنی سکیورٹی اور اپنی "شو، شا" کے لئے یہاں پر ایک سسٹم شروع کیا ہوا ہے اس کو ختم کیا جائے۔ یہاں پر already ایک

سسٹم ہے جس طرح الیکشن کمیشن ہے ایک ادارہ ایک کام کر رہا ہوتا ہے اس کے اوپر ایک اور ادارہ بنا کر یہ کیا کرنا چاہ رہے ہیں اور صوبے پر بوجھ پر بوجھ ڈالے جا رہے ہیں، مہربانی کر کے ان چیزوں کو کم کیا جائے نہ کہ بڑھایا جائے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب ہم اخباروں میں اشتہار دیکھتے ہیں کہ صوبہ پنجاب کو بیچا جا رہا ہے، کسی بھی صوبے یا کسی بھی ملک میں جب ایسی صورتحال آتی ہے تو وہ تو ایک آخری سلسلہ ہوتا ہے جب آپ کے پاس کچھ نہیں رہ جاتا اور آپ پر یہ نوبت آتی ہے کہ آپ اپنا آپ اور اپنا گھر بیچنا شروع کر دیتے ہیں تو خدا کے لئے آپ ایسا نہ کریں اور ہماری 16 کروڑ عوام کے اوپر رحم کرتے ہوئے اپنے اس گھر کو نہ بیچیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے دوستوں نے اس amendment پر بات کرتے ہوئے جتنی irrelevant اور جتنی مبہم بحث کی ہے میں اس پر انتہائی دکھ اور افسوس کا اظہار کرتا ہوں۔ کیا Sindh Privatization Bill سندھ بیچنے کے لئے بنایا گیا ہے، کیا Federal Government نے Federal Privatization Bill, Federal Government کو بیچنے کے لئے بنایا ہے، کیا سرحد اور بلوچستان نے Privatization Bill صوبے بیچنے کے لئے بنائے ہیں، یہ کس طرح سے کہہ رہے ہیں۔ یہ کس طرح سے اپوزیشن کے ممبران کہہ رہے ہیں کہ یہ صوبے کو بیچنے کے لئے بنایا گیا ہے، یہ گھر کو بیچنے کے لئے بنایا گیا ہے اور کوئی والی وارث نہیں رہا؟ پچھلے دور میں 72 اثاثوں کی فہرست میرے پاس ہے، وہ کیوں بیچے گے تھے، یہ بتائیں کہ کیوں بیچے گئے تھے، کیا اس وقت کوئی والی وارث نہیں تھا اور کیا یہ اس وقت گھر کو بیچ رہے تھے؟ 72 اثاثے جن کی مالیت 2۔ ارب روپے بنتی ہے وہ پچھلے دور میں فروخت کئے گئے تھے۔

جناب سپیکر! باقی تمام صوبوں اور مرکز میں Privatization Act ہے جبکہ پنجاب میں صرف Privatization Board تھا جو ایک Executive Order کے ذریعے معرض وجود میں لایا گیا تھا جبکہ آئین کے آرٹیکل 175 کی سب کلاز 5 یہ کہتی ہے کہ:

175(5) Transfer of land by the Federal or Provincial Government shall be regulated by law.

یہ آئینی requirement ہے کہ اس بورڈ کو law کا درجہ دیا جائے کیونکہ یہ آئین کے آرٹیکل 175 میں درج ہے اور یہ وہی بورڈ ہے جو پچھلے سالوں میں اربوں روپے کے اثاثے فروخت کرتا رہا ہے۔ اس پر اب legislation کر کے یہ معزز ایوان اسے Act کا درجہ دے رہا ہے۔ جہاں پر زیادہ professional اور transparent طریقے سے وہ اثاثے جن کی آمدن نہیں ہے اور maintenance پر حکومت کو کروڑوں، اربوں روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے ان کو اس بورڈ کے ذریعے dispose of کیا جائے گا اور یہ ایک permanent phenomena ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اب یہ معاملہ ہو رہا ہے۔ میں معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان اثاثوں سے جو پیسا حاصل ہو گا اس میں سے ایک دمڑی بھی non development کے اخراجات میں خرچ نہیں کی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR. SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Privatization Board Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 March 2010.''

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

"That the Punjab Privatization Board Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with the instructions to report by 25 March 2010."

1. Mr Shahid Mehmood Khan
2. Malik Muhammad Aamir Dogar
3. Dr Farukh Javed
4. Malik Muhammad Nawaz
5. Malik Khuram Ali Khan
6. Mr Shahan Malik
7. Qazi Ahmed Saeed
8. Ms Fouzia Behram
9. Mrs Amna Ulfat
10. Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Privatization Board Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with the instructions to report by 25 March 2010."

1. Mr Shahid Mehmood Khan
2. Malik Muhammad Aamir Dogar
3. Dr Farukh Javed
4. Malik Muhammad Nawaz
5. Malik Khuram Ali Khan
6. Mr Shahan Malik
7. Qazi Ahmed Saeed

8. Ms Fouzia Behram
9. Mrs Amna Ulfat
10. Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: وزیر قانون نے oppose کیا ہے، کون بات کرے گا؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پہلے بات کر چکی ہیں، اب آپ اس پر بات نہیں کر سکتیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم اپنی یہ amendment withdraw کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، یہ amendment withdraw ہوتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ابھی وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ اس سے جو آمدنی ہو گی اس میں سے ایک دمڑی بھی non development پر خرچ نہیں ہو گی۔ میری عقل اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہے کہ retirement of government that or power to alleviation development کس طرح ہو گی؟

جناب سپیکر: کیا یہ amendment میں ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نہیں بلکہ یہ پہلے والی ترمیم پر انھوں نے بات کی تھی کہ ایک دمڑی بھی خرچ نہیں کریں گے۔

MR. SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Privatization Board Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be taken into consideration at once.''

(The motion was carried)

CLAUSE-3

MR. SPEAKER: Now clause 3 of the Bill is under consideration. There is two amendments in it. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MR. SHER ALI KHAN: Sir, I move:

> "That in clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (2), for the word "agreement'' appearing in line 3, the word ''contract'' be substituted."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (2), for the word ''agreement'' appearing in line 3, the word ''contract'' be substituted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, not opposed.

جناب سپیکر: Clause-3 کو فی الحال pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ amendment oppose نہیں ہوئی تو carry ہونے کے بعد یہ clause-3 پھر do stand part of the Bill ہو جائے گی کیونکہ اس میں صرف دو amendments ہیں۔ وہ دوسری withdraw کر لیں گے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! یہ دونوں ہی withdraw ہوں گی؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نہیں۔ ہماری ایک amendment انہوں نے oppose نہیں کی اور دوسری ابھی ہم نے پیش کرنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): چلیں، ٹھیک ہے۔ دوسری پر discussion کروا لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: discussion کر لیتے ہیں۔ ہم نے کوئی withdraw تو نہیں کی۔

جناب سپیکر: کیا مجھے پھر clause 3 پر question کرنا پڑے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس amendment کو carry کروانے کے بعد دوسری پیش کروا لیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! اگر آپ clause 3 پر اپنی amendments مکمل طور پر واپس لیتے تو پھر بات اور تھی۔

جناب شیر علی خان: پہلی amendment پر کیا کریں گے؟

جناب سپیکر: وہ تو ہو جائے گی جس طرح آپ نے کہا ہے لیکن آپ نے second amendment بھی تو دی ہوئی ہے۔

The amendment moved and the question is:

"That in clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (2), for the word "agreement" appearing in line 3, the word "contract" be substituted."

(The motion was unanimously carried)

(نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR FAIZA ASGHAR: I move:

> "That in clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (2), the following sub-clause (2-A) be added:
>
> "(2-A) The Government notification No.FD.SO (AB-1)8-4/97 dated 4-08-97 and other related notifications, issued from time to time, establishing and reconstituting the Privatization Board, are hereby rescinded and the existing Board shall stand dissolved on the commencement of this Act."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (2), the following sub-clause (2-A) be added:-

"(2-A) The Government notification No.FD.SO (AB-1)8-4/97 dated 4-08-97 and other related notifications, issued from time to time, establishing and reconstituting the Privatization Board, are hereby rescinded and the existing Board shall stand dissolved on the commencement of this Act."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، oppose کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! اس amendment سے recommendation یہ تھی کہ اس بورڈ کے بننے سے پہلے جو پہلا بورڈ کام کر رہا ہے وہ ایک عارضی ہے، جو by rules بنا ہوا ہے لیکن by law نہیں بنا ہوا۔ جب یہ نیا بورڈ بن جائے گا تو اس clause میں کوئی clarification نہیں ہے کہ پچھلے بورڈ کا کیا ہو گا اور کیا یہ دونوں بورڈ parallel کام کریں گے اس لئے بہت ضروری ہے کہ یہ clarify کیا جائے کہ نئے بورڈ کے law میں آنے کے فوراً بعد at the same time پچھلا پرانا بورڈ dissolve ہو جائے گا تاکہ دو parallel bodies ایک ہی کام کو ایک وقت میں نہ کریں۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ amendment بھی چھوٹی سی ہے اگر اسے بھی وزیر قانون صاحب accept کر لیتے تو کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ جب ایک بورڈ تشکیل دیا جا رہا ہے تو in future بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ اگر پچھلے بورڈ کی مدت پوری ہو جاتی ہے یا نیا بنانے کی ضرورت پڑ جاتی ہے تو اُس صورت میں اس amendment کے دینے کا مقصد یہی ہے کہ پچھلا بورڈ نہ رہے۔ اگر Bill میں اس

چیز کو شامل کر لیا جائے کہ پچھلا بورڈ ختم ہو جائے گا اور اُس کی کوئی standing position نہیں رہے گی تو اُس سے معاملات clear ہو جائیں گے۔ اس clause میں نیا بورڈ exist کر رہا ہے اور پچھلا بورڈ بھی اسی کی موجودگی میں exist کرتا رہے گا اس لئے واضح کرنے کے لئے ہماری طرف سے یہ ترمیم دی گئی ہے تاکہ سمجھ میں آجائے اور Bill clear ہو جائے لہذا یہ بھی کوئی بڑی بات نہیں تھی کہ اگر اس ترمیم کو بھی وزیر قانون صاحب شامل کر لیں تو میں سمجھتی ہوں کہ اس سے بہت بہتری آ جائے گی۔ وزیر قانون صاحب ان معاملات کو بڑی اچھی طرح سمجھتے ہیں اور وہ بس oppose کر دیتے ہیں، اگر ہم اس کی detail میں چلے جائیں تو ہم نے کوئی غلط بات نہیں کی ہے۔

جناب سپیکر: جس کو انہوں نے سمجھا ہے انہوں نے شامل کر لیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر میں اُن کی تھوڑی الجھن دُور کر دوں تو شاید انہیں اس کے اوپر بار بار بات کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔ پہلا بورڈ ایک انتظامی حکم کے تحت معرض وجود میں آیا ہے۔ ایک انتظامی حکم کے تحت معرض وجود میں آنے والے بورڈ کو قانون سازی کے ذریعے ختم نہیں کیا جاتا بلکہ وہ ایک another administrative action کے تحت ہی ختم ہو جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اگر تھوڑی سی clarification کے لئے اور سمجھنے کے لئے اس کے اندر ایک لائن لکھ دی جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بنیادی طور پر میں یہ سمجھتی ہوں کہ ایسے entrepreneurs اثاثہ جات یا commercial entities کی نجکاری کی جاتی ہے جو کسی بھی وقت، کسی بھی مصلحت، کسی بھی پالیسی یا کسی بھی ضرورت کے تحت حکومت نے nationalize کر لئے ہوں اور جب حکومت ان کا انتظام و انصرام مناسب طور پر نہ کر سکتی ہو تو ایسے ادارے جو گھاٹے پر چل رہے ہوں، کی نجکاری کی جاتی ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آخر پنجاب حکومت نے ایسی کون سی زمین nationalize کی تھی جس کی ابھی یہ privatization کرنا چاہ رہے ہیں لیکن still اگر یہ ضد کرتے ہیں کہ ایسے ہی کرنا ہے تو پھر تمام notifications جو Privatization Board کی

تشکیل

کے سلسلے میں already issue ہوئے ہیں، جس طرح لاء منسٹر صاحب نے وضاحت فرمائی ہے کہ اُن کو قانون سازی کے ذریعے cover نہیں کیا جا سکتا جو میں سمجھتی ہوں کہ انہوں نے ہماری informationمیں بہت اچھا اضافہ کیا ہے کہ administratively اس کو counter کیا جا سکتا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ جب parallelدو طرح کے سسٹم لوگوں کو پتا چلیں گے، دو طرح کی informationہو گی تو اس سے confusions createہوں گی۔ اس کے لئے بہت ضروری ہے کہ چاہے وہ legislationکے ذریعے کریں۔ ہم نے اپنی informationکے مطابق یہ کہہ دیا کہ legislation کے ذریعے اس کو آپ ختم کریں اور لوگوں کو ایک نظام، ایک چیز بتائیں جو ان کے عقل ناقص میں آجائے، جس کو وہ سمجھ سکیں۔ وزیر قانون صاحب اس میں amendmentکر دیں کہ وہ اس میں administrativelyکر دیں۔ بات تو یہ ہے کہ وہ مقصد ہونا چاہئے وہ جس طریقے سے قانونی طور پر ہو گا وہ اس کو بہتر جانتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جب تک پرانے کو dissolveنہیں کیا جا سکتا تو ایک ایسا وقت آئے گا جس وقت دو parallel bodiesکھڑی ہوں گی۔ ہم نے یہ amendmentدی ہے کہ جیسے ہی یہ بورڈ بنے اسی کے ساتھ ہی وہ ختم ہو جائے تا کہ ایک ہی function کرنے والی دو parallel bodiesکا confusionنہ ہو۔

MR.SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (2), the following sub-clause (2-A) be added:
>
> "(2-A) The Government notification No.FD.SO (AB-1)8-4/97 dated 4-08-97 and other related notifications, issued from time to time, establishing and reconstituting the Privatization Board, are hereby rescinded and

the existing Board shall stand dissolved on the commencement of this Act."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 3 of the Bill as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-4

MR. SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. There are four amendments in it. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS. KHADIJA UMAR: Sir, I move:

"That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), for Para (a), the following be substituted:

"(a) three members of the Provincial Assembly of the Punjab, of which two may be nominated by

the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab and one by the Leader of the Opposition."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), for Para (a), the following be substituted:

"(a) three members of the Provincial Assembly of the Punjab, of which two may be nominated by the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab and one by the Leader of the Opposition."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose

کورم کی نشاندہی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اپنی بات کرنے سے پہلے ضروری سمجھتی ہوں کہ کورم پورا ہونا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: اللہ اکبر۔۔۔(قہقہے)

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم issue ہے۔ پنجاب یہ بیچنے جا رہے ہیں اور یہاں پر ان کا interest watch کریں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین خواجہ محمد اسلام کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئر مین: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جائے۔جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ! اپنی بات مکمل کریں۔

مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ 2010

(---جاری)

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا کورم point out کرنے کا یہ ہرگز مقصد نہیں تھا اور ہم صرف چاہتے تھے کہ اتنے اہم بل میں یہ لوگ دلچسپی لیں۔

جناب چیئر مین! ابھی میں نے جو ترمیم پڑھی ہے تو اس میں ہماری یہ request ہے اور ہم نے یہ suggest کیا ہے کہ ممبران اسمبلی نامزد کرنے کی بجائے اس ایوان کے سپیکر صاحب جو کہ Custodian of the House ہیں اور ان کا رویہ سب کے لئے غیر جانبدارانہ ہے تو دو ممبران سپیکر صاحب نامزد کریں اور ایک ممبر کو قائد حزب اختلاف کی رائے سے رکھا جائے کیونکہ قائد حزب اختلاف کی رائے اس لئے بھی ضروری ہے کہ کل کلاں ایسے allegations سے بچا جائے اور وقت کو بچایا جائے کیونکہ پھر الزام تراشی شروع ہو جاتی ہے اور پھر لوگ litigation میں چلے جاتے ہیں تو اگر کوئی درمیان میں ایسا بندہ ہوگا جو اسے ساتھ ساتھ check کرتا رہے گا تو balance check & کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔ہماری اس ترمیم میں بڑی request یہی ہے کہ سپیکر صاحب کے پاس ایک غیر جانبدار post ہے اور اسی طرح سے قائد حزب اختلاف کی مشاورت سے رکھیں تاکہ ممبران مل جل کر اچھے انداز میں اس کمیٹی میں کام کر سکیں۔شکریہ

جناب چیئر مین: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب چیئر مین!اس clause کے اندر کوئی اتنی مشکل بات نہیں کی گئی اور مقصد یہی ہے کہ جب فیصلہ کر ہی لیا گیا ہے کہ صوبہ نیلام کرنا ہے اور نیلامی کے لئے ایک بورڈ بنانا ہے تو اس بورڈ کے ممبران دو کی بجائے تین کر دیں جن میں سے دو سپیکر صاحب جو Custodian of the House ہیں اور ان کی شخصیت غیر جانبدار شخص کی حیثیت سے ہے تو دو کا وہ کر لیں اور اس میں کسی قسم کی جانبداری یا عوام کی نظر میں کوئی غلط فیصلہ یا جانبداری کا مظاہرہ نہیں کیا جارہا ہے، اسے مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ amendment دی کہ قائد حزب اختلاف سے بھی ایک ممبر کی تعیناتی کے لئے مشورہ کر لیا جائے۔

جناب چیئر مین!بات یہ ہے کہ جب اتنی عجلت میں فقط چار دن کے اندر اندر قائمہ کمیٹی سے پورا بل پاس کروا کر اسمبلی میں لایا گیا تو ظاہری بات ہے کہ چھوٹے چھوٹے بہت سارے lacunas درمیان میں رہ جائیں گے جن پر سوچ بچار کی ضرورت تھی اور اس میں سے آخر کار وزیر قانون صاحب نے نہ نہ کرتے بھی ایک تو مان لی لیکن ہماری ترمیم دینے کا مقصد بھی یہ ہے کہ سسٹم کو تھوڑا شفاف نظر آنے کے لئے کہ basic authority کے ممبران پر کوئی آنچ نہ آئے اور کل کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اس میں حکومت کے ہی لوگ تھے اور انہوں نے ہی من مانیاں کی ہیں۔

جناب والا!جب آپ جلدی اور عجلت میں کام کرتے ہیں تو غلطیاں ہوتی ہیں۔مجھے تو اتنا یاد ہے کہ بچپن میں جب ہم چھوٹے چھوٹے کام بھی کرتے تھے تو ہماری والدہ ہمیں روکا کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ بیٹا جلدی کا کام شیطان کا ہوتا ہے۔چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے ہمیں کہا گیا کہ سوچ سمجھ کر، تحمل اور بردباری کے ساتھ فیصلے کرو۔یہ تو پورے صوبے کی تقدیر کا معاملہ ہے اور اسے اتنی جلدی اور عجلت میں اور اس میں چھوٹی چھوٹی اور معمولی معمولی سی باتیں ہیں۔یہ بل آرہا ہے جو کہ Act بن جائے گا اور یہ لکھا گیا ہے کہ اب یہ آپ کے ہاتھوں سے ظلم ہونا ہے تو جب یہ ہونے جا ہی رہا ہے تو کم از کم اس کی شفافیت کو برقرار رکھنے کے لئے، transparency کو برقرار رکھنے کے لئے کم از کم ممبران تو وہ تعینات کئے جائیں جو کہ سپیکر صاحب۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ آمنہ الفت: welcome سپیکر صاحب! آپ کھانا کھا آئے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ایسی کوئی بات نہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ ہمیں بھی break دے دیتے تو ہم بھی کھانا کھا آتے اور ہم بھوکے پیاسے یہاں پر بولتے چلے جا رہے ہیں اور آپ ہم پر ترس ہی نہیں کھاتے۔

جناب سپیکر! میں clause-4 کے حوالے سے بات کر رہی تھی جس میں ہم نے یہ تجویز دی ہے کہ کمیٹی میں دو ممبران سپیکر صاحب کی مشاورت سے رکھے جائیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے تو کہا تھا کہ میں اپنے متعلق بات سے withdraw کر گیا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم نے تجویز کیا ہے ناں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: اس میں ایک ممبر کو قائد حزب اختلاف تجویز کرے۔ آپ چونکہ غیر جانبدار شخصیت ہیں اور آپ کی شخصیت ایسی ہے کہ آپ کے مشورے سے بننے والے ممبر پر کسی قسم کی کوئی انگلی نہیں اٹھائی جا سکے گی اور اگر قائد حزب اختلاف کو بھی ایک ممبر نامزد کرنے کا اختیار دے دیا جائے گا پھر اس میں کسی قسم کی جانبداری کا الزام نہیں لگے گا اور اس ترمیم سے حکومت ہی کا بھلا ہو گا۔ اس میں حکومت کی transparency نظر آئے گی کہ اپنے لوگ نہیں لگائے گئے بلکہ بالکل ایک transparency، انصاف کے ساتھ اور سچے دل کے ساتھ، اگر صوبہ بچنا ہی ہے اور مجبوری ہے کہ گھر کو بیچ کر ہی گزارا کرنا ہے تو چلو وہ کوئی غیر جانبدار ایسے لوگ ہوں کہ وہ اپنوں کو ہی نہ نوازتے رہیں بلکہ ان کی شخصیت ایسی ہو اور ایسے ممبران ہوں کہ کل کو ان پر میڈیا یا عوام میں سے اٹھ کر کوئی یہ الزام نہ لگا سکے اور کوئی انگلی نہ اٹھا سکے۔ ہم نے تو یہ چھوٹی سی بات کی ہے۔ عجلت میں کئے گئے فیصلوں میں lacunas بھی ہوتے ہیں، غلطیاں بھی ہوتی ہیں اور وزیر قانون صاحب نے مان بھی لیا ہے۔ اگر اس پر بھی مہربانی فرمائیں اور اس کو بھی شامل کر لیں گے تو اس میں آپ کا ہی نام اور انہی کا طرہ سربلند ہو گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ انہی کے حوالے سے بہتری ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے اس میں جو amendment دی تھی اس میں یہ کہا تھا کہ تین ممبران اسمبلی کے ہوں ان میں سے دو سپیکر صاحب کی nomination سے اور ایک لیڈر آف دی اپوزیشن کی nomination سے ہو۔ ہم نے اس دفعہ لیڈر آف دی اپوزیشن کا نام nomination کے لئے اس لئے ڈالا کہ سپیکر صاحب والی ہمیشہ حکومت reject کر دیا کرتی تھی۔ ہم نے کہا کہ شاید تکلف میں، مروت میں یہ مانتے ہوئے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کا بھی ایک عہدہ ہے جو کہ اسمبلی کے protocol میں Leader of the House کے برابر ہی ہے۔ ہم نے سوچا کہ ان کا نام ہی درمیان میں ڈال دیتے ہیں، شاید یہ مان لی جائے۔ اس کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ اس میں اسمبلی کے ممبران کی participation ہونی چاہئے اور یہ original Bill میں نہیں تھا اس کو کمیٹی نے addition کیا ہے۔ ہم نے صرف اس کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہا تھا کہ یہ ہماری چھوٹی سی request ہے تاکہ اپوزیشن کی بھی کہیں پر نمائندگی ہو سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: دیکھتے ہیں، لوگ کیا کہتے ہیں؟ محترمہ سیمل کامران!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لوگ تو یہاں پر موجود ہی نہیں ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پچھلے بل میں بھی ایک بات ہوئی تھی کہ:

"اناونڈے ریوڑیاں مُڑ مُڑ اپنے گھر دیاں نوں"

ادھر بھی وہی بات ہو گئی کہ تین ممبران ہوں گے اور وہ بھی گورنمنٹ کے ہوں گے۔ ہم نے کہا کہ سپیکر کی طرف سے دو ممبران nominate کرنے کی کیا وجہ ہے؟ ایک تو یہ بات ہے کہ ماشاءاللہ آپ House کے Custodian ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ساتھ جب بھی کوئی زیادتی کی گئی، ہمارے ساتھ اس ایوان میں جب بھی کوئی ناانصافی ہوتی ہے تو ہماری نگاہیں اس کرسی کی طرف جاتی ہیں۔ ہمارے لئے اس کرسی کا جو تقدس ہے وہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس Chair سے جو فیصلہ ہوگا وہ انتہائی منصفانہ، انتہائی غیر جانبدارانہ۔۔۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! یہ relevant بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: آپ اپنی تقریر کرلیں اور مجھے relevancy بتادیں، پھر میں بات کرلوں گی۔

جناب سپیکر: دیکھیں، No cross talk شاہ صاحب! ----No, no

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہم نے اپنی amendment میں یہ کہا ہے کہ دو ممبران کو Chair nominate کرے تو یہ irrelevant کیسے ہو گیا؟ میرے بھائی شاید کھانا کھاتے ہوئے اٹھ کر آگئے ہیں اس لئے یہاں پر یہ پریشان بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے بھی تین حضرات جن میں دو محترمہ تھیں اور ایک محترم تھے انہوں نے مجھے کہا ہے کہ آپ ایسا کرلیں لیکن میں جب مانتا ہی نہیں ہوں تو پھر؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ amendment تو ہم نے دی ہے۔ مجھے اس کی یہ وضاحت کرلینے دیجئے کہ ہم نے کیوں پہلے بھی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ انہیں Chair nominate کرے، آج بھی ہم اس خواہش کا کیوں اظہار کر رہے ہیں اس لئے کہ House میں جتنے بھی honourable members بیٹھے ہیں ان کے لئے جو آپ کی اہمیت اور آپ کا regard ہے وہ اپنی جگہ پر ہے لیکن یہاں پر legislation کی بات ہو رہی ہے۔ سپیکر کو Custodian of the House کہا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سپیکر غیر جانبدار ہے، کہا جاتا ہے کہ سپیکر پر سب کا حق ہے اور یہ آپ proof بھی کرتے ہیں۔ اس کے بعد اگر ہماری یہ خواہش ہے کہ دو ممبران آپ nominate کریں، جب ہم کہتے ہیں کہ پنجاب بیچنے کی بات ہو رہی ہے اور اپنے گھر کا سودا کرنے کی بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے اپنی بات کرلی ہے، اب ادھر سے جواب آنے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے ابھی اپنی بات کرنی ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں تو یہ بھی ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے اگر آپ ضد کرتے ہو اور آپ نے یہ کھلونا لینا ہے تو لے لو لیکن جو اس کے Chairman اور Vice Chairman آپ بنا رہے ہیں، سارے bureaucrats لا کر آپ بٹھا رہے ہیں تو کہیں تو اس میں ہماری مرضی بھی شامل کرلی جائے۔ میں اس لئے یہ بات نہیں کہہ رہی ہوں کہ آج میں اپوزیشن میں بیٹھی ہوں، یہ ہر بندہ جانتا ہے کہ

Opposition government in waiting ہوتی ہے۔ یہ Treasury بھی کبھی اپوزیشن میں جائے گی۔ اگر آج ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ Speaker اور Leader of the Opposition کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ ممبران کو nominate کریں تو میں نے یا ہمارے اپوزیشن کے ممبران نے یہ قطعی نہیں کہا کہ سپیکر رانا محمد اقبال خان یا ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان یا اپوزیشن لیڈر چودھری ظہیر الدین خان۔ No, sir, no۔۔۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ جو بھی اپوزیشن لیڈر ہو، جو بھی اس وقت کا سپیکر ہو اس کو یہ اختیار ہونا چاہئے کہ وہ یہ ممبران nominate کرے۔ اس میں اپوزیشن لیڈر رانا ثناء اللہ خان بھی ہو سکتے ہیں۔ ہم سب کا وقار اسی بات میں ہے اگر یہ کہا جائے کہ ہم نے اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔ بجائے یہ کہ ہر بات کو negative لیا جائے اس سے بہتر ہے کہ تھوڑا سا اس پر سوچ سمجھ لیا جائے۔ یہ تو common sense کی بات ہے Which is not shown common sense لیکن still میری یہی درخواست ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہر چیز کو transparent کریں اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے بنائے ہوئے قوانین پر کل لوگ مذاق اڑائیں اور انگلیاں اٹھائیں تو اس سے بہتر ہے کہ آج ہم سب مل بیٹھ کر اس کو حل کر لیں۔ میری ابھی بھی یہی request ہے کہ دو ممبران اس وقت کا سپیکر nominate کرے اور ایک ممبر کو اس وقت کا اپوزیشن لیڈر nominate کرے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اب گورنمنٹ کی بات بھی سنتے ہیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ان کی خدمت میں یہی عرض کروں گا کہ ایک طرف اپوزیشن کے معزز ممبران یہ فرما رہے ہیں کہ سمجھ کر بات کی جائے۔ میں بھی ان سے یہ عرض کروں گا کہ آپ جو ترامیم دیتے ہیں وہ بھی ذرا سوچ سمجھ کر دیا کریں۔ ایک طرف تو آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ جو بل ہے، یہ جو ایکٹ ہے یہ پنجاب کو بیچنے کے لئے بنایا جا رہا ہے اور پنجاب کو نیلام کرنے کے لئے بنایا جا رہا ہے۔ دوسری طرف آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ تو ایسے ہے کہ "اندھا بانٹے ریوڑیاں اور مڑ مڑ کے اپنوں کو دے" ساتھ میں یہ اپنا اندھا بھی درمیان میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ (قہقہہ) بات یہ ہے کہ جب یہ اپنا لیڈر آف دی اپوزیشن کا نمائندہ اس میں ڈالنا چاہتے ہیں تو پھر یہ چاہتے ہیں کہ ان کا اندھا بھی درمیان میں آجائے اور وہ ریوڑیاں ان کو بانٹے۔ ان کی ترامیم دینے کا کوئی مقصد ہے یا

صرف یہ مقصد ہے کہ بس ٹائم کو لمبا کھینچنا ہے اور اگر کورم point out ہو جائے تو اس کا فائدہ اٹھانا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر! انہوں نے کورم point out کر دیا ہے، اب گنتی کی جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے کورم point out نہیں کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں تو اپنے argue میں یہ بات کر رہا ہوں کہ اگر ان کا مقصد یہی ہے ورنہ یہ سوچ سمجھ کے ترامیم دیں۔ ایک طرف آپ اس بل کو کہہ رہے ہیں کہ یہ پنجاب نیلام کرنے کا بل ہے اور اس کے operational ادارے میں آپ اپنی نمائندگی چاہ رہے ہیں۔ پھر میں تو ان کے لئے یہی کہوں گا کہ:

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), for Para (a), the following be substituted:

"(a) three members of the Provincial Assembly of the Punjab, of which two may be nominated by the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab and one by the Leader of the Opposition."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The second amendment is from Law Minister. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move

"That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), in Para (g), after the semi-colon, the word “and” be inserted, Para (h) be omitted and Para (i) be renumbered as Para (h)."

MR SPEAKER: The amendment moved is:

"That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), in Para (g), after the semi-colon, the word “and” be inserted, Para (h) be omitted and Para (i) be renumbered as Para (h)."

The amendment moved and question is:

"That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), in Para (g), after the semi-colon, the word “and” be inserted, Para (h) be omitted and Para (i) be renumbered as Para (h)."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: The third amendment from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col.(Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina

Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ ہم withdraw کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے withdraw کر لی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ اب inadmissible ہو گئی ہے۔

MR.SPEAKER: Since this amendment moved by Law Minister has just been passed. This amendment has become inadmissible being anfractuous under rule 198(4) and is ruled out of order. The fourth amendment is from Law Minister. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, sub-clause (3) be omitted and the subsequent sub-clauses be renumbered as (3), (4), (5) and (6)."

جناب سپیکر! یہ amendment پہلے carry ہوئی ہے تو یہ اسی sequence میں یہ پیرا omit کیا جا رہا ہے۔

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, sub-clause (3) be omitted and the subsequent sub-clauses be renumbered as (3), (4), (5) and (6)."

The motion moved and the question is:

> "That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, sub-clause (3) be omitted and the subsequent sub-clauses be renumbered as (3), (4), (5) and (6)."

(The motion was unanimously carried)

MR. SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 4 of the Bill as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-5

MR. SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS. SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

> "That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in Para (g), after the word “Act”, the words “pertaining to unauthorized disclosure of information” be inserted."

MR.SPEAKER: The motion moved is

"That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in Para (g), after the word "Act", the words "pertaining to unauthorized disclosure of information" be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

MR.SPEAKER: Ok, Opposed.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! Clause-5 جو ہے وہ disqualification کے بارے میں ہے اور یہ کہتے ہیں کہ:

No person shall be appointed and shall continue as the Chairman, Secretary and Members.

اور clause (g) جو ہے وہ یہ ہے کہ:

If he fails to disclose any conflict of interest at all within the time provided for such disclosure by or under this Act or contravene any of the provisions of this Act.

ہم نے یہ کہا ہے کہ اس میں یہ add کر لیا جائے "pertaining to unauthorized disclosure of information" اس کی وجہ یہ ہے کہ معینہ مدت میں conflict of interest کو بتانے میں جو شخص ناکام رہتا ہے چاہے وہ سیکرٹری ہے یا وہ ممبر ہے اس ایکٹ کے کسی بھی provision کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوتا ہے تو definitely اس کے ساتھ یہ بھی add کیا جانا چاہئے کہ وہ انفارمیشن جو بطور ممبر ان کو ملتی ہے چاہے وہ premature information ہے یا وہ proper information ہوتی ہے جو اس کے علم میں ہوتا ہے وہ اس کو disclose بھی کر سکتا ہے اور بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ انفارمیشن افشاں نہ کرنا ان کے مفاد عامہ میں ہی ہوتا ہے تو اس چیز کو بھی consider کرنے کے لئے اور اس کے باوجود ہر وہ انفارمیشن جس کو وہ افشاں کر دے اس کو بھی disqualification کے زمرے میں لایا جانا ضروری ہے ورنہ اس بات سے خدشہ پیدا ہو جائے گا کہ

کچھ ممبران اپنے ذاتی مفادات کو حاصل کرنے کے لئے unauthorized premature information کو disclose کر دیں گے جو کہ again مفاد عامہ میں نہیں ہوگا اور اس سے ان کی تو جیبیں گرم ہو سکتی ہیں کیونکہ یہ ایک issue ایسا ہے لیکن اس میں عوام کا interest نہیں ہو گا تو اس چیز کو ensure کرنے کے لئے ان چیزوں کو بھی اگر add کیا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہو گا اور اس سے مزید transparent system ہو گا۔ جب لوگوں کو ایک threat ہو گا کہ اگر ہم چھوٹی سی بھی غلطی کریں گے تو اس پر ہماری نوکری جا سکتی ہے تو اس کے لئے بہتر ہے کہ اس کو add کر لیا جائے۔ Thank you

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں insiding trading کے against قوانین ہیں کہ وہ information جو میرے عہدے یا جس مقام میں ہوں اس عہدے کے منصب کی وجہ سے میرے پاس ہے اس سے میں کسی اور کو، سب کو public کئے بغیر انفارمیشن دوں، ہم آئے دن پڑھتے ہیں کہ دنیا کے اندر insiding trading کے scandal آتے ہیں اور لوگوں کو اس کے ساتھ سزائیں ملتی ہیں تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ جو انفارمیشن ہے، جو اس کے پاس آئے گی وہ اگر اس کو کہیں آگے disclose نہ کرے اور وہ اگر ایسا کرے تو اس کے ساتھ disqualification کی کلاز آئے ہم نے یہ ایک safety measure اس کے اندر رکھا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہمیں اصل میں ان سے یہی تو خطرہ ہے کہ ہم نے جو بات کی ہے کہ qualified لوگ ہوں، مشاورت سے رکھے جائیں، جس پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے اسی لئے اپوزیشن لیڈر کا نام بھی ہم نے ڈالنے کا مشورہ دیا تھا جس کو وزیر محترم سمجھ رہے ہیں، ان کی جو اپنی سوچ ہے شاید وہی ہماری بھی سوچ ہے تو ہم نے بالکل ایک شفاف ذہن کے ساتھ یہ amendments دی ہیں اس حوالے سے ہمارے ذہن میں کوئی فتور نہیں ہے اور اگر ایک غلط کام ہونے جا رہا ہے، عجلت میں ہونے جا رہا ہے تو اس میں جو lacunas رہ گئے ہیں ان کو ہم نے point out کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب سپیکر! ٹھیک ہے اب سودے ہوں گے، properties بکیں گی لیکن جن لوگوں کے ہاتھوں سے بکیں گی اگر وہ راز کو راز نہ رکھ سکے تو پھر اپنے اپنوں کو فائدہ پہنچائیں گے۔ اپنے کسی بھائی، بہن کو کہیں گے کہ یہ کام ہونے لگا ہے لاؤ بھائی! میرا بھی share رکھو اور اس کی فلاں تاریخ کو ہم کرنے لگے ہیں اور ساری باتیں کھول کر رکھ دیں گے کہ کیا فیصلہ ہوا ہے، کتنے میں دینا ہے اور پھر کیا ہو گا؟ اپنے اپنے لوگوں کو ہی فائدہ ہو گا اس لئے ہم نے ایسے لوگ تعینات کرنے کے لئے بار بار مختلف کلاز میں ذکر کیا ہے اور بہت سی چیزیں درمیان میں وزیر قانون صاحب نے مان لی ہیں تو وہاں اگر یہ اس کو بھی مان لیں گے تو میرا خیال ہے کہ ان کی کوئی سبکی نہ ہو گی، دل بڑا کریں ضروری نہیں ہے کہ ہر چیز ختم کر کے اور "ناں" کہہ کر کوئی تمغہ نہیں لگ جائے گا اگر اچھا فیصلہ، کارآمد فیصلہ ہو گا اور سوچ سمجھ کے بعد ہو گا تو میرا خیال ہے کہ اس سے بہتر نتائج نکلیں گے [*******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ آپ واپس لیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! یہ [****] بات نہیں ہے؟

جناب سپیکر: آپ [****] یہ بات مت کریں۔ یہ بات آپ نے غلط کی ہے۔ I say these are wrong words.

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! جیسے آپ کہتے ہیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ مجھے نہیں کہنا چاہئے تو میں نہیں کہتی۔

جناب سپیکر: چلیں! مہربانی یہ الفاظ حذف کر دیئے جائیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! وہ properties جو گورنمنٹ کا اثاثہ ہیں۔ جب ان کو بیچنے کی باری آئے گی تو اس کو بیچنے میں کم از کم ایسے لوگوں کی تعیناتی کی جائے جو کہ ان معاملات کو disclose نہیں کریں گے جس سے ان کا اپنا کوئی سگا، سدھی یا اپنا کوئی بہن، بھائی مستفید ہوتا ہو۔ عوام کو کسی چیز کی کوئی خبر نہیں پہنچتی ہے حتیٰ کہ یہاں پر کیا ہو رہا ہے، یہ بھی ان تک نہیں پہنچ رہا ہے تو عام آدمی بھی اس میں transparency کے ساتھ شامل ہو سکے، وہ بھی اپنا حصہ ڈال سکے۔ اس کا مقصد صرف اور صرف اتنا ہے، اسے کسی negative معنی میں نہ لیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس میں ہمارا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم تنقید برائے تنقید کریں۔ Simple سی جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ misuse of authority کی روک تھام کے لئے ہم نے یہ suggestion دی ہے تا کہ کل کلاں یہ چیزیں misuse نہ ہوں اور عوام کو نقصان نہ ہو۔ صرف اس

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میں چھوٹی سی گزارش ہے کہ misuse of authority بہت اہم چیز ہے کیونکہ اگر ہم کسی ایسے بندے کو threat نہ کریں تو آپ نے بہت سی ایسی examples دیکھی ہیں کہ پھر اس کا misuse کیا جاتا ہے اور پھر اس سے بہت سارے نقصانات اٹھانے پڑتے ہیں۔ یہ ایک suggestion ہے، یہ بہت اہم ہے کوشش کریں کہ اس کو شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: Anybody else? جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن apprehensions کا اظہار معزز اراکین نے کیا ہے وہ اسی بل کی clause-41 میں پوری طرح سے covered ہے۔

MR. SPEAKER: Thank you. The amendment moved and the question is:

> "That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in Para (g), after the word “Act”, the words “pertaining to unauthorized disclosure of information” be inserted."

(The motion was lost)

MR. SPEAEKR: Now, the question is:

> “That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried)

CLAUSE-6

MR. SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. There are six amendments in it. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS. AMNA ULFAT: Sir, I move:

> "That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (a), the following new Para (aa) be added:
>
> "(aa) advise measures to the Government for improvement of public sector units till their privatization."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (a), the following new Para (aa) be added:-
>
> "(aa) advise measures to the Government for improvement of public sector units till their privatization."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMETNARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب سپیکر: جی، شروع کریں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! اسclause میں بھی جو بات کی گئی ہے وہ مشورہ ہم نے اس لئے دیا ہے کہ جب بھی حکومت نے کوئی اثاثہ فروخت کرنا ہو تو اس کے لئے قیمت لگوائی جائے گی۔ جس چیز کی شکل وصورت بہتر نہ ہو، حالت زار بہتر نہ ہو اس کی مطلوبہ قیمت نہیں ملتی ہے۔ اس کی مثال میں آپ کو یہ دوں گی کہ جب ایک گاڑی فروخت کے لئے شوروم میں جاتی ہے تو اس سے پہلے اس کی retouchingوغیرہ کروائی جاتی ہے اس کو اچھی طرح دھویا دُھلایا جاتا ہے۔ اگر اس کو as it is بیچا جائے تو جہاں اس کے پانچ لاکھ لگتے ہیں وہاں اس کو صاف ستھرا کر کے، طریقے، سلیقے اور قرینے سے saleکے لئے رکھا جائے تو اس کے کوئی دو لاکھ روپے زیادہ مل جاتے ہیں۔ اس میں بھی یہ استدعا کی گئی ہے کہ اگر کوئی گورنمنٹ کا ایسا اثاثہ جس کو فروخت کرنے کی نوبت آجائے اس میں دفاتر بھی ہو سکتے ہیں، کوئی ایسا پراجیکٹ ہو سکتا ہے تو اس کی حالت زار کو تھوڑا سا بہتر بنا کر، اس کو tip topکر کے ایک running conditionمیں بیچا جائے تاکہ جو لینے آرہا ہے جس نے ایک سرمایہ خرچ کر کے اسے purchaseکرنا ہے تو اس کے اوپر اچھا impressionپڑے کہ ہاں! یہ چیز خریدنے کے قابل ہے تاکہ حکومت کے خزانے میں زیادہ پیسا آجائے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس سے جو benefitحاصل ہونا ہے اب اس سرمایہ سے وہ عوام کا سرمایہ ہے، اب بھلے وہ قرضوں میں چلا جائے یا صوبہ چلانے کے کام آئے تاکہ ہم اس طرح زیادہ سے زیادہ ریونیو اکٹھا کر سکیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اگر اس amendmentکو منظور کر لیا جائے، یہ ایک بہتری کی بات ہے یہ ایک اچھی suggestion ہے اس کو اس لئے مان لینا چاہئے۔ اس میں benefit کس کا ہے ؟ حکومت کا benefitہے کیونکہ حکومت کو صوبہ چلانے کے لئے پیسا چاہئے۔ اگر زیادہ پیسا آئے گا تو ظاہر سی بات ہے کہ حکمرانوں کے حالات اچھے ہوں گے اس لئے میں یہ گزارش کروں گی کہ براہ مہربانی اس amendmentکو ضرور تسلیم کیا جائے تاکہ اونے پونے داموں کسی بھی اثاثہ کی قیمت نہ لگے بلکہ healthy amountآئے اور اچھے لوگوں کے ہاتھوں میں اس کی ڈور ہو۔ صاف ستھرے، qualifiedممبر ہوں، کنٹریکٹ signکروانے والے جو لوگ ہیں وہ سب کے سب اس قسم کے لوگ ہوں کہ transparencyکے بعد ایک healthy amountحکومت کے خزانے میں جمع ہو سکے۔

جناب والا! یہ ساری suggestions ہم حکومت کے بھلے کے لئے دے رہے ہیں۔ جب ایک فیصلہ ہو ہی گیا ہے کہ اثاثہ بیچنا ہے تو اس میں ہم کچھ کر سکتے ہیں اور نہ عوام کچھ کر سکتی ہے۔ اکثریت ان کے ہاتھ میں ہے، یہ جو فیصلہ کریں گے وہی ہو گا لیکن ہم ایک amendment تو دے سکتے ہیں۔ اس amendment کو مانا بھی جا سکتا ہے اور یہ سمجھ میں آنے والی بات ہے، کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ یہ ایک عام آدمی، عام ذہن بھی سمجھ سکتا ہے۔ دکاندار بھی جو اپنی اشیاء فروخت کرتا ہے تو اس کو بہت سجا بنا کر رکھتا ہے، اس کو خوبصورت show case میں بھی سجا رکھتا ہے، یہ ساری وہ techniques ہیں جو کہ ہر کوئی اختیار کرتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جب ایک بہت مہنگا پراجیکٹ یا کوئی بہت مہنگا اثاثہ فروخت کے لئے رکھا جائے تو اس کی صفائی ستھرائی کرکے، اس کی نوک پلک سنوار کر یا بہتر بنا کر اس کو sale کرنے کے لئے لگایا جائے تاکہ اس سے زیادہ پیسا حاصل کیا جا سکے میری تو بس اتنی سی استدعا ہے۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! یہ جو کلاز (6) میں ترمیم دی گئی ہے۔ پہلے میں عرض کر دوں کلاز (6) ہے کیا؟ function of the board جناب! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میں سن رہا ہوں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! اس میں وہ کہتا ہے کہ recommend privatization policy guideline to the government. وہ جو privatization کی پالیسی بنے گی وہ گورنمنٹ کو یہ recommend کرے گی اور اسی طرح prepare for the approval of the government comprehensive privatization Programme. اس میں جو ترمیم دی گئی ہے اس میں صرف اتنا ہے کہ advise measures to the government to improve the public sector units till their privatization. اس میں انہوں نے بات کر دی۔ میں صرف Privatization کی ایک example quote کرنے لگا ہوں۔ آج کے اخبار میں ایک اشتہار ہے۔ privatization کے متعلق اس میں لکھا ہے کہ منصفانہ تقسیم کا

تاریخی فیصلہ۔ سرکاری زرعی اراضی کو قبضہ گروپوں سے بچا کر زمین چھوٹے کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا طریقہ دیا گیا ہے۔ سرکاری زرعی اراضی کا ایک سالہ اور پانچ سالہ لیز اور عارضی کاشت سکیم کے تحت الاٹ شدہ ایسی سرکاری اراضی جس کی الاٹمنٹ میں 2003 کے بعد توسیع نہیں ہوئی کے لئے 2012 تک توسیع کی اجازت۔ درخواست فلاں فلاں افسر کو دی جائے۔ اسی میں یہ کہتا ہے کہ ہاؤسنگ کالونیوں میں شامل کردہ سرکاری اراضی کی انتہائی مناسب ریٹ پر developers colony مالکان کو فروخت۔

جناب والا! زمینداروں نے کیا گناہ کیا ہے کہ ان کو تو زمین lease پر دی جائے اور کالونیز جس پر لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے ان کو یہ فروخت کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو بتاتا ہوں۔ ان کو پتا ہے کہ ان کے پاس پیسے نہیں ہیں، یہ lease پر ہی لے سکیں گے، خرید نہیں سکیں گے۔

جناب شیر علی خان: زمیندار جو خرید سکتے ہیں ان کو تو بیچ دیں۔ کئی ایسے زمیندار بھی ہیں جو خرید سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: مشکل۔

جناب شیر علی خان: جنہوں نے کالونی پر قبضہ کر لیا ہے ان کے لئے تو یہ قانون بنایا جا رہا ہے۔ بڑی بڑی ہاؤسنگ سوسائٹیز کے متعلق روزنامہ "ڈان" کے اندر ایک تفصیلی رپورٹ ہے کہ 29 ہزار کنال زمین بحریہ، کسی اور سوسائٹی کا ذکر بھی ہے کہ انہوں نے گورنمنٹ کی زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس کو regularize کرنے کے لئے اگر یہ قانون بنایا جا رہا ہے تو this is a bad law sir اس میں اگر وہ properties جو گورنمنٹ کی ہیں ان کو lease پر دیا جائے یا improve کیا جائے تو یہ بہتر proposition ہے۔ جس طرح اس سے پہلے گورنمنٹ 33 سال، 99 سال lease پر زمین دیتی ہے یا کوئی اور property دیتی ہے وہ سو سال بعد تو revert کر جائے گی۔ یہ تو آپ جب out rightly بیچ دیں گے تو اس کے بعد گورنمنٹ کے پاس کیا رہ جائے گا کہ وہ اپنے assets revert کر سکے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک تو محترم شیر علی صاحب نے زمین زمینداروں کو lease پر دینے اور دوسروں کو قیمتاً دینے کی بات کی ہے۔ زمینداروں میں سے اکثریت ان لوگوں کی ہے جو بے زمین اور غریب کاشتکار ہیں اس لئے ان کے لئے یہی طریق کار درست ہے۔ باقی جہاں تک ان کی ترمیم کا تعلق ہے مجھے پھر یہ افسوس ہے کہ انہوں نے کلاز (6) کو پوری طرح سے پڑھا نہیں ہے، اس کلاز (6) کی sub-clause(f) اور (i) پڑھ لیں اس میں جو انہوں نے فرمایا ہے زیادہ clarity کے ساتھ already موجود ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو پڑھ لیں۔

The amendment moved and the question is:

"That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (a), the following new Para (aa) be added:

"(aa) advise measures to the Government for improvement of public sector units till their privatization."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina

Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS. SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

> "That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (c), the following new Para (cc) be added:
>
> "(cc) advise the Government that monopolies are not created;”.

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (c), the following new Para (cc) be added:
>
> "(cc) advise the Government that monopolies are not created."

وزیر قانون وپارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان): I oppose اور میری اس میں محسن لغاری صاحب سے یہ گزارش ہے کہ Competition Commission of Pakistan جو کہ ایک فیڈرل ادارہ ہے اور فیڈرل ایکٹ کے تحت معرض وجود میں آیا ہے یہ اس کی exclusive jurisdiction ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ مجھے پتا تو چلنے دیں کہ وہ کیا فرمارہے ہیں؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): اس میں صوبائی اسمبلی جو ہے وہ اس قسم کی legislation نہیں کر سکتی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! گزارش ہے کہ یہ ایک فیڈرل ادارہ ہے، monopoly کے خلاف ہے لیکن ہم پہلے احتیاطی تدابیر کیوں نہ لے لیں کہ یہ cartel اور monopoly نہ ہو تاکہ فیڈرل قانون اس میں مداخلت نہ کر سکے۔ ہم پہلے ہی احتیاط کرتے ہوئے اپنے عمل کو ہی ایسے رکھیں کہ ان کو درمیان میں دخل اندازی نہ کرنا پڑے۔ میں مانتا ہوں کہ یہ ایک فیڈرل قانون ہے

جس کے تحت انہوں نے شوگر انڈسٹری کے خلاف ایک بہت بڑا اقدام بھی اٹھایا تھا، ان کی cartelization پر ایک بہت بڑا اقدام بھی کیا تھا اور انہوں نے اس سلسلے میں اور لوگوں کو بھی fine کیا تھا جو اس وقت میرے ذہن میں آ رہا ہے۔ بالکل یہ ایک ایسا ادارہ ہے لیکن پہلے ہی احتیاط کیوں نہ کر لی جائے کہ monopoly create نہ ہو۔ مثال کے طور پر حکومت نے اگر کوئی گھی کی مل بیچنی ہے تو یہ نہ ہو کہ کوئی ایسا گروپ جو پہلے ہی گھی کو monopolize کر کے کنٹرول کرتا ہو اس کا پہلے ہی اس میں بہت بڑا حصہ ہو اور اسے ہی یہ بیچ دی جائے۔ شوگر مل اگر بیچنی ہے تو یہ نہ ہو کہ پہلے ہی جو بڑے بڑے cartels ہیں ان کو بیچ دی جائے۔ اس قسم کی احتیاطی تدابیر کرنے کے لئے میں کہہ رہا ہوں۔ بجائے اس کے کہ ہم ٹھوکر کھائیں، ٹھوکر کھانے سے پہلے ہی اس قسم کی تدابیر کر لینا بہتر ہے اس لئے یہ تجویز دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی جیسے بات ہو رہی تھی کہ فیڈرل قانون اس issue پر پہلے ہی موجود ہے اس پر میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ صرف precautionary measures کو adopt کرنے کے لئے اور اس وقت سے بچنے کے لئے جب ہم یہ کہیں گے کہ:

اب پچھتائے کیا ہوت
جب چڑیاں چگ گئی کھیت

جناب سپیکر! یہ جو ہماری ترامیم تھیں یہ function of the Board کے بارے میں ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ:

> The Board shall plan, manage, coordinate, implement and control the privatization Programme applied by the government.

اور ہم کہتے ہیں کہ اس کے بعد یہ بھی ہونا چاہئے advise the government that monopolies are not created. عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب بھی کوئی ساہوکار، صنعت کار یا کوئی بھی کسی خاص ادارے سے تعلق رکھنے والا بندہ monopoly create کر کے جب

بے جا فائدہ اٹھا لیتا ہے اور اگر دو یا چار لوگوں کی monopoly create کر دی جاتی ہے تو پھر cartelization کے ذریعے وہی ہوتا ہے یعنی کہ چینی کا بحران پیدا ہوتا ہے۔ لہذا میری یہ گزارش ہے کہ اس امر کی بے تحاشا ضرورت ہے کہ بورڈ صرف اثاثے بیچنے کا دھندا نہ کرے بلکہ وہ اس چیز کو بھی ensure کرے کہ کوئی بھی monopoly اگر کہیں create ہو رہی ہے تو وہ گورنمنٹ کو اس کے بارے میں inform بھی کرے کہ ہاں یہ وہ گروپ ہے، یہ وہ گروہ ہے جو یہ monopoly create کر رہا ہے تاکہ گورنمنٹ کل کو ان کے ہاتھوں blackmail نہ ہو اور وہ جو تمام اثاثے ہیں وہ کسی مخصوص گروہ یا کسی گروپ یا کسی ایسے شخص کو جو پہلے ہی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہو، زیر شفقت ہو اس کو یہ سارا کچھ نہ چلا جائے۔ بے شک فیڈرل قانون موجود ہے لیکن ہم یہاں پر legislation کر رہے ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم تمام امور زیر غور لائیں، انہیں دیکھیں اور تمام چیزوں کو ensure کریں اور اگر کہیں کوئی lacuna ہے تو اسے دور کریں۔ میں آج بھی اس بات پر stand لیتی ہوں کہ جیسے ہم نے شروع میں کہا تھا کہ ہم اس کی favour میں نہیں ہیں، ہم اپنے اثاثے بیچنے کے حق میں نہیں ہیں اور ہم یہ نہیں چاہتے کہ یہ اسمبلی بیچی جائے۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ نہروں پر جو ریسٹ ہاؤسز اریگیشن ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کی پراپرٹی ہے، جب عملہ اور سرکاری افسران اپنے دورے کرتے ہیں یا نہروں کی inspection کرتے ہیں تو وہ ان ریسٹ ہاؤسز میں رہتے ہیں ہم نہیں چاہتے کہ وہ ریسٹ ہاؤسز بیچے جائیں کیونکہ اگر وہ ریسٹ ہاؤسز بک جائیں گے تو پھر نہروں کا جو حال ہو گا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ میں تو اس بات کے بھی خلاف ہوں کہ اس صوبہ پنجاب کی کوئی پراپرٹی چاہے جس کی worth چار آنے ہی کیوں نہ ہو اسے بھی بیچا جائے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم یہاں سے walkout کریں اور جا کر باہر بیٹھ جائیں۔ یہ آپ کی ضد ہے اور ہم آپ کی ضد کے آگے ہار گئے کیونکہ آپ اکثریت میں ہیں، آپ کی ہاں کے آگے۔ میں پھر بھی یہی کہوں گی کہ:

میں سچ کو سچ بھی کہوں گی پھر بھی ہار جاؤں گی
وہ جھوٹ بولے گا اور لاجواب کر دے گا

جناب سپیکر! ہاں کی طاقت ان کے پاس ہے اس پر میرا سر تسلیم خم ہے لیکن یہ میرا آئینی اور قانونی فرض ہے۔ میں آج اس اسمبلی میں بیٹھی ہوں اور ہمارے اپوزیشن کے تمام ممبران بیٹھے ہیں

اور ہر وہ چیز جسے feel کریں گے کہ یہ غلط ہے تو ہم غلط کو غلط کہیں گے۔اگر ہم یہاں پر غلط نہیں کہیں گے تو پھر وہی ہو گا جو مرکز میں ہو رہا ہے کہ friendly Opposition ہم اس طرح کی گندی باتوں میں نہیں آنا چاہتے۔ہم Legislators ہیں اور ان سے درخواست کرتے ہیں کہ تمام چیزوں پر سوچ بچار کر کے اور انہیں دیکھ بھال کر ضد پوری کیجئے لیکن وہ بحران جو چینی کی صورت میں ہمارے سامنے آیا، وہ بحران جو آٹے کی صورت میں ہمارے سامنے آیا۔

جناب سپیکر: جی، آٹے کو چھوڑیں۔مہربانی کریں اور اس ترمیم پر بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں تو بحرانوں کی بات کر رہی ہوں۔میں monopolies کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: No۔ پلیز اس ترمیم پر آئیں۔

محترمہ سیمل کامران: میں cartelization کی بات کر رہی ہوں۔کیا کوئی اس بات سے انکار کرے گا کہ چینی کا بحران نہیں آیا، monopoly نہیں ہوئی، cartelization نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر: پلیز relevant بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں relevant بات کر رہی ہوں۔ یہاں پر monopoly create ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: اچھا، ٹھیک ہے۔آپ کی مرضی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جہاں monopoly create ہوتی ہے وہاں cartelization کر کے بحران آتے ہیں، کیا آپ اس بات سے انکار کریں گے کہ یہ بحران نہیں آئے، جب اس سے پہلے بحران آئے اس وقت وفاقی حکومت کا law کہاں تھا؟ آج جب ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں add کر دو تو ہمیں وفاقی حکومت کے قوانین بتائے جاتے ہیں۔ہم سارے قوانین پڑھ کر آتے ہیں اور ہمیں سب چیزوں کا پتا ہے مگر انسان کو زمینی حقائق کے مطابق چلنا چاہئے یا تو اس صوبے میں کوئی ایسا precedent set نہ ہوا ہو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تقریر کریں گی تو میں آپ کو نہیں کرنے دوں گا۔مہربانی کر کے آپ ترمیم سے relevant ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں تقریر تو نہیں کر رہی۔ آپ کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتی ہوں لیکن میں بالکل relevant ہوں اور monopoly کے بارے میں بات کر رہی تھی۔

جناب سپیکر: آپ ترمیم سے متعلق بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر میں اپنی amendment کو justify نہیں کروں گی تو پھر ان کو سمجھ کیسے آئے گی، اگر میں monopoly کو monopoly نہیں کہوں گی تو پھر میں کیا کہوں، اگر میں monopoly کی صورت میں پیدا ہونے والی cartelization کا ذکر نہیں کروں گی تو پھر میں کیا کہوں اور اسے کیسے justify کروں؟ لیکن میں صرف Chair کے احترام میں بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ایسے مجھ پر احسان نہ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بے شک وفاق کا قانون موجود ہے لیکن اس کے باوجود دیکھا یہ گیا ہے کہ grouping ہوتی ہے، monopoly بھی ہوتی ہے لیکن ہم صرف یہ کہہ دیں کہ وفاقی حکومت کا قانون موجود ہے اور اس کے بعد آنکھیں بند کر لیں ایسے نہیں ہوتا۔ آپ کے سارے قوانین موجود ہیں اس کے باوجود جب کوئی بل بنتا ہے تو اس کے اندر بار بار موجودہ قوانین کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ bound کیا جاسکے اور کسی بھی کرپشن کا راستہ روکا جاسکے۔ ہم کسی کو نکلنے کا ذرا سا بھی موقع کیوں دیں کہ کل کو کوئی یہ کہے کہ اس بل میں تو اس چیز کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا گیا۔ آپ کے بھی علم میں ہے کہ پراپرٹی مافیا کتنا سرگرم اور کتنا مضبوط ہے؟ پراپرٹی مافیا اپنی مرضی کے rates لینا جانتا ہے، اپنی مرضی کے rates دینا جانتا ہے اور اپنی مرضی سے چیز بیچنا جانتا ہے، اپنی مرضی سے چیز خریدنا جانتا ہے اس پراپرٹی مافیا کا اس میں بہت بڑا role ہو سکتا ہے۔

جناب والا! میری استدعا ہے کہ grouping اور pool کرنے والے ادارے جب یہ دس، پندرہ، بیس مل جاتے ہیں تو یہ اپنے مشترکہ مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے pool کرتے ہیں اور ملی بھگت سے bids دیتے ہیں، یہ ملی بھگت سے ٹینڈرز دیتے ہیں، یہ ملی بھگت سے پیسا لگاتے ہیں اور اپنے مرضی کے مفادات حاصل کرتے ہیں۔اس مافیا کو روکنے کے لئے، اس grouping کو روکنے کے لئے تاکہ ان کی monopoly قائم نہ ہو سکے، ہم نے یہ amendment دی ہے۔میری استدعا ہے کہ اس کو مان لینے میں کوئی مضحکہ نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ چند لفظ ہیں اگر اس amendment کو شامل کر لیا جائے گا تو میرا نہیں خیال کہ اس بل کا مسودہ اتنا بڑا ہو جائے گا کہ اسے پڑھ نہ پائیں گے۔یہ ٹوٹل پانچ چھ لفظ ہیں جنہیں شامل کر کے ensure کر دیا جائے کہ ہم اس پراپرٹی مافیا کے against ہیں جو کہ grouping کر لیتا ہے، جو اپنی مرضی کے مفادات حاصل کرنے کے لئے pooling کر لیتا ہے اسے روکنے کے لئے صرف ایک justification کے لئے، صرف ایک سمجھ بوجھ کے لئے یہ چند الفاظ enter کرنا بے حد ضروری ہیں۔وزیر قانون صاحب ان معاملات کو ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں انہیں پتا ہے کہ یہاں پر پراپرٹی مافیا کا پھیلا ہوا جال ہے اس سے نکلنے کے لئے صرف ایک وفاقی حکومت کا قانون کس قدر ناکافی ہے، اس کے ہوتے ہوئے کیا نہیں ہو رہا، اس کی وجہ سے کتنے بڑے بڑے مسائل پیدا نہیں ہوئے؟ اس کی وجہ سے آج لوگ بغیر چینی کے، بغیر آٹے کے ذلیل و خوار ہو رہے ہیں اسے روکنے کے لئے یہ چیزیں good governance میں آجائیں گی اور کل لوگ پوچھیں گے اور ایک نیا سلسلہ شروع ہو جائے گا لہذا اسے روکنے کے لئے یہ چیزیں ڈالنے کا مقصد ہے کہ کل گورنمنٹ کے ہاتھ مضبوط ہوں گے، مسودہ قانون زیادہ strong ہو گا حکومت کی good governance میں بڑا معاون ثابت ہو گا۔میری بس اتنی سی استدعا ہے۔

جناب سپیکر: ابھی اتنی ہے، اگر یہ کر لی جائے تو پھر آپ good governance مان جائیں گے؟

محترمہ آمنہ لفت: اگر ہو جائے تو مان لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ Federal legislation ہے۔ ہم اس سے متصادم legislation اور وہ role legislate نہیں کر سکتے جس سے کسی ادارے کو جو role اس legislation کی وجہ سے ملا ہو ہم اسے snatch کر لیں۔ باقی جہاں تک انہوں نے بات کی ہے کہ چڑیاں کھیت چگ جائیں گی تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان چڑیوں کا انتظام فیڈرل گورنمنٹ کے Competition Commission of Pakistan سے مل کر لیں گے اور ایسا نہیں ہونے دیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں! جی، آپ کا شکریہ

The amendment moved and the question is:

"That clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (c), the following new Para (cc) be added:

"(cc) advise to the Government that monopolies are not created."

(The motion was lost)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! lunch break کر دیں، یہ سارے ذمہ دار لوگ ہیں، کھانا کھانے کے بعد واپس آ جائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ lunch کے لئے جائیں، ہم آپ کو نہیں روکتے۔ میرے خیال میں آپ کو بھوک زیادہ لگی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا اپوزیشن سے وعدہ ہے کہ میں ان کے ساتھ ہی lunch کروں گا۔ میں ادھر آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا ہوں۔

MR SPEAKER: The third amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan,…

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم اپنی اس amendment کو withdraw کرتے ہیں۔ چونکہ رانا صاحب کو بھوک لگی ہے اس لئے ہم نے کہا کہ ذرا جلدی کر دیں۔

جناب سپیکر: محسن لغاری صاحب اپنی اس third amendment کو withdraw کرتے ہیں۔

Now, the fourth amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col (Retd) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS. SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

> "That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (i), the following new pares (ii) and (iii) be added:
>
> "(ii) invite applications for the privatization and ensure wider possible participation;
>
> (iii) evaluate bids received according to criteria determined by the Board from time to time and formulate recommendations for consideration by the Government."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (i), the following new pares (ii) and (iii) be added:

"(ii) invite applications for the privatization and ensure wider possible participation;

(iii) evaluate bids received according to criteria determined by the Board from time to time and formulate recommendations for consideration by the Government."

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! I oppose it. اس میں جو clause (g) ہے اس میں یہ ساری چیزیں درج ہیں جو یہ اس amendment کے ذریعے لانا چاہتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! clause(g) میں صرف publicize کرنے کی بات کی گئی ہے جبکہ ہم نے اپنی اس amendment میں اس سے زیادہ بڑھ کر بات کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ Functions of the Board ہیں کہ Board کیا کرے گا؟ sub-clause(g) میں یہ ہے کہ:

(g) publicize the activities of the privatization programme;

اور sub-clause(I) جس میں ہم نے amendment move کی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ:

(I) determine, with the prior approval of the government, the final price of the property;

ہم نے یہ کہا ہے کہ وہ صرف final price of the property ہی نہ determine کرے بلکہ Board کی یہ بھی ذمہ داری ہونی چاہئے کہ وہ اس بات کو ensure کرے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس process میں participate کرایا جائے۔ان سے درخواستیں طلب کی جائیں اور جو عوامی اثاثہ جات ہیں ان کی transparent privatization کا عمل مکمل کرے۔اس کے بعد جتنی بھی bids موصول ہوں ان کا analysis کیا جائے،اس بارے میں سفارشات مرتب کی جائیں،ایک summary بنائی جائے اور تمام recommendations حکومت کو دی جائیں۔اس سے ایک طرف تو اس کی transparency کو ensure کیا جاسکے گا اور دوسری طرف یہ بھی ہوگا کہ عوام کی یہ جو property ہے،صوبے کے جو assets ہیں ان کی مناسب قیمت بھی مل جائے۔

جناب سپیکر:شاہ صاحب!نہ کریں،ایسے یہ خراب ہو جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میں تو بولا ہی نہیں ہوں۔

جناب سپیکر:جی،آپ اکیلے شاہ نہیں،ادھر اور بھی شاہ ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ:اگلے دن میں نے یہ بات کی تھی تو آپ نے کہا تھا کہ شاہ آپ ہی ہیں۔

جناب سپیکر:وہ جب آپ کی طرف مخاطب ہوں تو پھر،اس وقت میں آپ کی طرف مخاطب نہیں تھا۔جی،محترمہ!

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!میری again وہی گزارش ہے، پھر وہی بات نہ ہو کہ "انھا ونڈے ریوڑیاں مڑ مڑ گھر دیاں نوں"جب آپ applications invite کرتے ہیں،آپ اس میں لوگوں کو،community کو participate کرائیں گے تو اس سے یہ ہوگا کہ زیادہ سے زیادہ offers آئیں گی۔یہ ایک حقیقت ہے،اس سے اگر کوئی deny کرتا ہے تو وہ اس کی اپنی صوابدید ہے کہ اس وقت ہمارا صوبہ overdraft پر چل رہا ہے،ہمارا صوبہ bankruptcy کی طرف جارہا ہے اور یہ ساری رقم جو collect ہوگی یہ صوبائی خزانے میں جائے گی۔اس سے تنخواہیں دینے،Bills اور واسا کے پائپ خریدنے میں مدد ہو سکتی ہے اس لئے یہ ایک important amendment ہے۔جب bids آئیں گی،اس کا rate لگے گا،صرف چیز کو بیچنا مقصود نہیں ہے بلکہ اس کی صحیح قیمت

حاصل کرنا بھی بہت ضروری ہے اس کے لئے ایک ایسا transparent system ہونا چاہئے کہ جس پر کوئی objection نہ کر سکے۔ہم نے یہی کہا ہے کہ اس میں یہ add کر لیا جائے کہ اس کی bids ہوں، applications call کی جائیں اور اس کی recommendations حکومت کو بھجوائی جائیں۔ہم نے قطعی یہ نہیں کہا کہ سپیکر صاحب کو recommendations بھجوا دیں یا Leader of the Opposition کو بھجوا دیں۔.Ultimately they have to decide لیکن اس کو through proper channel decide کرنا چاہئے۔شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس میں یہی کہوں گی کہ اس Bill میں کہیں پر بھی bids کے لئے عوام کو invite نہیں کیا جا رہا۔ ہماری amendment میں سب سے important part یہ ہے کہ عوام کو بھی اس process میں شامل کیا جائے اس سے ان کا interest develop ہو گا۔ہم نے bids کے لئے اشتہارات دینے کا کہا ہے، ہم نے کہا ہے کہ اسے مشتہر کیا جائے تاکہ لوگوں کا interest develop ہو، وہ آئیں، انہیں invite کیا جائے تب ہی یہ معاملہ احسن انداز سے پایہ تکمیل تک پہنچے گا۔

جناب سپیکر! آپ نے سر کیوں پکڑ لیا ہے؟ میرے خیال میں ایک گھنٹہ وقت آپ کو مزید بڑھانا پڑے گا۔

جناب سپیکر: بی بی! ہاتھ بھی میرا ہے اور سر بھی میرا ہے۔اللہ کا شکر ہے، آپ کو اس سے کیا واسطہ؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے ایسے لگا کہ میری وجہ سے آپ نے سر پکڑ لیا ہے۔ آپ ان کی باتوں پر سر پکڑا کریں۔میں بس کرتی ہوں کیونکہ آپ نے سر پکڑا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔کوئی اور صاحب بات کریں گے۔۔۔کوئی نہیں؟ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! جس procedure کے بارے میں معزز اراکین اپوزیشن نے بات کی ہے یہ clause-29 میں بڑی وضاحت کے ساتھ دیا ہوا ہے۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1),

after Para (i), the following new pares (ii) and (iii) be added:

"(ii) invite applications for the privatization and ensure wider possible participation;

(iii) evaluate bids received according to criteria determined by the Board from time to time and formulate recommendations for consideration by the Government."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: The fifth amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEHGARI: Sir, I move:

"That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (k), the following new Para (kk) be added:

"(kk), assist in implementation of Government policies of de-regulation and privatization and advise the Government on de-regulation the economy to the maximum possible extent."

جناب سپیکر: میرے خیال میں "KK" نام اچھا نہیں ہے، آپ کا کیا خیال ہے؟

The motion moved is:

"That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (k), the following new Para (kk) be added:

"(kk), assist in implementation of Government policies of de-regulation and privatization and advise the Government on de-regulating the economy to the maximum possible extent."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر آپ کو "KK" اچھا نہیں لگا تو پھر "K-1" کر دیں، پھر وہ کہیں گے کہ clause-1 کی بات کر رہے ہیں، "K-0" یا "K-g" کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کی جو vet ہوئی ہے وہ سب کو پتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ Clause-6. Functions of the Board. کے بارے میں ہے اور ہم نے اس کے اندر کہا ہے کہ جب ہم expert لوگوں کا ایک pool اکٹھا کر ہی رہے ہیں جس کے اندر یہ ماہرین بیٹھے ہوئے ہیں تو حکومت کو باقی چیزوں کے اوپر بھی ساتھ ساتھ advice کریں تاکہ ہمارے پاس جو ایک human resource pool اکٹھا ہو رہا ہے اس کو ہم utilize کریں اور ان کی expertise کا استعمال کرتے ہوئے اپنی economy کے اندر اور چیزیں بھی privatize کرنے کے لئے جو چیزیں de-regulation کے ساتھ بنی ہوئی ہیں اس کو جس حد تک possible ہو سکے de-regulate کر کے اس کو اور زیادہ efficient بنایا جائے۔ اس میں مقصد صرف یہ ہے کہ حالات کو کس طرح بہتر کیا جائے اور اس بورڈ کے اندر جب ہمارے پاس ایک pool of experts available ہو جائے گا تو پھر ان کا استعمال ہو، بجائے اس کے کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں بلکہ ان کو استعمال کیا جا سکے۔ مہربانی

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! میرا خیال ہے آپ بھی تکلف تھوڑا سا کم ہی کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! نہیں۔ اس میں جو TOR's دیئے گئے ہیں اس سے یہ چیز مطابقت نہیں رکھتی۔ اس بورڈ کو اس حد تک بااختیار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ گورنمنٹ کو دوسرے معاملات میں بھی advice کرے۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (k), the following new Para (kk) be added:
>
> "(kk) assist in implementation of Government policies of de-regulation and privatization and advise the Government on de-regulating the economy to the maximum possible extent."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: The sixth amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina

Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik,. Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! please پہلے آپ quorum پورا کروا لیجئے کیونکہ legislation ہو رہی ہے اور لوگ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین خواجہ محمد اسلام کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: پانچ منٹ ہو گئے ہیں، گنتی کی جائے۔۔۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔ جی، ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ!

مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ 2010

(جاری۔۔۔)

DR. FAIZA ASGHAR: Sir, I move:

"That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (o), the following new Para (p) be added:-

"(P) Propose a regulatory framework including the establishment and strengthening of regulatory authorities, to the Government for independent, fair regulation of each Industrial

Sector falling within the purview of the privatization programme."

MR. CHAIRMAN: The motion moved is:

"That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (o), the following new Para (p) be added:-

"(P) Propose a regulatory framework including the establishment and strengthening of regulatory authorities, to the Government for independent, fair regulation of each Industrial Sector falling within the purview of the privatization programme."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENATATY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! ہم نے بورڈ میں اتنے experts کو اکٹھا کیا ہوا ہے تو پھر ہمیں ان کی expertise سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ان سے ایک regulatory framework propose کروانا چاہیئے جو کہ ان regulatory authorities کو establish and strengthen کریں اور بورڈ کے کام میں improvement لانے کے لئے input ہونا چاہیئے۔ اگر expertise کو صحیح استعمال کیا جائے اور صحیح طریقے سے regulate کی جائے تاکہ industrial sector یا جو بھی sectors اس expertise کے purview میں fall کر رہے ہیں سب کی economy کو improve کیا جائے۔ اس میں یہ بورڈ بہت بڑا کردار ادا کر سکتا ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جس خدشے کا اظہار کیا ہے وہ clause(a)(b)and(f) میں پوری طرح سے cover ہے۔

MR. CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:

"That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (o), the following new Para (p) be added:-

"(p) propose a regulatory framework including the establishment and strengthening of regulatory authorities, to the Government for independent, fair regulation of each Industrial sector falling within the purview of the privatization programme."

(The motion was lost)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

MR. SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-7

MR. SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar,

Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS. SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

> "That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after the word "shall'', appearing in line 1, the commas and the words ", in consultation with the Leader of the Opposition,'' be inserted."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after the word "shall'', appearing in line 1, the commas and the words ", in consultation with the Leader of the Opposition,'' be inserted.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے یہ ترمیم اس لئے بالکل نہیں دی کہ ہم اپنے لیڈر آف اپوزیشن کو strengthen کرنا چاہتے ہیں یا ان کو کوئی privilege دلوانا چاہتے ہیں۔ یہ ترمیم management اور administration کے بارے میں ہے جس میں چیئرمین کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ:

> The Government shall appoint a Chairman for a period not exceeding four years on such terms and conditions as the Government may determine.

پھر یہ خود ہی کہتے ہیں کہ:

> (2) The Chairman shall hold office during the pleasure of the Government.

جناب سپیکر! یہ خود ہی ہمیں ایک ابہام میں مبتلا کر رہے ہیں کہ وہ pleasure of the Government تک اس office کو hold کرے گا۔ اس میں ہم نے یہ کہا ہے کہ Leader of the Opposition سے بھی consultation کی جائے کیونکہ جب ہم یہ چاہتے ہیں کہ چیئرمین کی تعیناتی ایک شفاف طریقے سے ہو اور اس میں شفافیت کا عنصر موجود ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ right person at the right place کو ensure کرنے کے لئے ہم نے یہ amendment propose کی ہے کہ Leader of the Opposition کو بھی اس میں شامل کیا جائے اور ان سے consultation لی جائے تاکہ کل کو یہ نہ ہو کہ پھر وہی شکوک و شبہات پیدا ہوں اور ایک دوسرے پر الزام تراشیاں کی جائیں کہ یہ چیئرمین چہیتا تھا اس لئے اس کو لگا دیا گیا۔ اگر وہ بیوروکریٹ ہی ہے جس نے اپنا پیٹ بھی پالنا ہے، اپنے گھر کو چلانا ہے، اپنے بچے بھی پالنے ہیں تو وہ جی حضوری ہی کرے گا اس کے لئے ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ amendment propose کی تھی۔

جناب سپیکر! میں دوبارہ یہی بات کہنا چاہتی ہوں کہ Opposition اور Opposition Leader کا مطلب ہرگز چودھری ظہیر الدین خان نہیں ہے۔ ہم اس کو ایک broad aspect میں دیکھتے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آج کی گورنمنٹ انشاءاللہ کل یہیں پر یعنی اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھے گی تو جب یہ یہاں پر بیٹھیں گے تو ان کے Leader of the Opposition کے پاس بھی وہ powers ہونی چاہئیں، ہم تو future کی planning کر رہے ہیں اور انہی لوگوں کے لئے سوچ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی تو آپ ہی ادھر enjoy کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! جب یہ ہماری بات کو مانیں گے تو آپ یقین کیجئے کہ یہ بھی اس وقت فخر محسوس کریں گے کہ ہاں اس وقت کی اپوزیشن نے اچھی amendment propose کی تھی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں نہ صرف حکومت کی نیک نامی ہو گی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ present کی بات کریں، previous کی بات نہ کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر ہماری یہ amendment معزز وزیر قانون صاحب accept کر لیں گے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس میں نہ صرف ان کی نیک نامی ہو گی بلکہ عوامی مفاد میں بھی یہی بات ہے کہ یہ اس کو oppose نہ کریں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ purely انتظامی عہدہ ہے اور انتظامی عہدوں پر کبھی بھی consultation with the Leader of Opposition نہیں ہوتی۔ اپوزیشن کا کردار یہ ہے کہ وہ انتظامی عہدوں پر بیٹھے لوگوں کی کارکردگی پر تنقید کریں تو اگر Leader of the Opposition کو اس میں شامل کر لیا جائے تو پھر وہ ذمہ داری میں آجائیں گے اور تنقید نہیں کر سکیں گے۔ باقی میں محترمہ کو اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ جو آج کی اپوزیشن ہے وہ کل کو انشاء اللہ تعالیٰ باہر بیٹھے گی، کسی دوسری طرف نہیں بیٹھے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after the word "shall", appearing in line 1, the commas and the words ", in consultation with the Leader of the Opposition," be inserted."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina

Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR FAIZA ASGHAR: Sir, I move:

> "That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (1), the following new sub-clause (1-a) be added:-
>
> "(1-a) The Chairman shall be an eminent professional of known integrity and competence with qualifications or experience in privatization or any related field, including business, management, finance or law."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (1), the following new sub-clause (1-a) be added:-
>
> " (1-a) The Chairman shall be an eminent professional of known integrity and competence with qualifications or experience in privatization or any related field, including business, management, finance or law. "

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose:-

جناب سپیکر: oppose کیا گیا ہے۔جی، محترمہ! شروع کریں۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! اس point پر oppose کرنے سے پہلے تھوڑا غور سے پڑھنا تو چاہیے تھا کہ اس amendment کا point کیا ہے؟ اس میں ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ اتنے بڑے بورڈ کا جو چیئرمین ہے اس کی بہت ہی important position ہے۔ آپ نے اس Bill کے اندر چیئرمین کی disqualification کے حوالے سے ایک لمبی لسٹ رکھی ہوئی ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ ایسا

چیئرمین ہو گا جو پہلے convicted, guilty یا دماغی مریض نہیں ہو گا لیکن کہیں بھی ایک لفظ ہی نہیں ہے کہ اُس چیئرمین کی qualification کیا ہو گی؟ اس کا مطلب ہے کہ کوئی بھی آدمی یا عورت اگر وہ کسی جیل میں نہیں رہے، وہ کبھی کورٹ میں نہیں گئے، اس قسم کی کوئی conviction نہیں ہے، چاہے وہ چوتھی پاس ہے، چاہے وہ پانچویں پاس ہے، چاہے اسے کسی قسم کے ایڈمنسٹریشن کے کام کا علم ہے یا نہیں، چاہے اُس کو کسی privatization, business, management یا finance کی field میں competence نہیں ہے تو اس کو اتنے بڑے بورڈ کا چیئرمین بنا دیا جائے گا۔ اس میں اگر یہ کہا جائے کہ چیئرمین کی professional integrity ہو، competence and qualification ہو یا کم از کم business, management یا finance میں تجربہ ہو تو اس میں منع کرنے والی کون سی بات ہے؟ شکریہ

MR SPEAKER: Anybody else?

جناب محمد محسن خان لغاری: میں نے بولنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی یہی عرض تھی جیسا کہ ابھی ڈاکٹر صاحبہ نے کہا کہ حکومت نے جب اتنے اہم عہدے پر ایک آدمی کو لگانا ہے تو اُس کا Bill میں کہیں بھی criteria define نہیں کیا، یہ بھی نہیں کہا کہ وہ پڑھا لکھا ہونا چاہئے اور نہ اس Bill میں چیئرمین کی کوئی تعلیم دی ہے۔ ہم نے اس amendment میں اپنی سوچ کے مطابق چیئرمین کی اس قسم کی qualification دی ہے کہ اسے کردار کے بارے میں، integrity کے بارے میں اور اسی field میں experience ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ business اور actuarial sciences میں experience ہونا چاہئے۔ اُس کا معیار تو رکھنا چاہئے کہ وہ چیئرمین کون ہو گا اور کیسے آئے گا؟ ہم نے یہ amendment اس لئے پیش کی ہے کیونکہ ہمیں اس law کے اندر ایک کمی نظر آئی تھی کہ چیئرمین کا طریق کار یا qualification نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر: میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ ماشاءاللہ یہ گریجویٹ اسمبلی ہے لہذا گریجویٹ اسمبلی یقیناً کسی ایسے اَن پڑھ کو نہیں لگا رہی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس Bill میں نہیں لکھا ہوا۔اس اسمبلی نے تو لگانا ہی نہیں ہے اور اس اسمبلی کا تو کوئی role ہی نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر: اس اسمبلی نے یہ Bill پاس کرنا ہے۔یہی اسمبلی گورنمنٹ ہے اور دائیں side پر بیٹھی گورنمنٹ ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!قانون وہ اچھا ہوتا ہے جو ہر چیز کو واضح کر دیتا ہے اور ambiguous قانون اچھے نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!eminent professional اور known integrity and competence کی بھی کسی جگہ پر کوئی تعریف کی گئی اور نہ ہی نجکاری کے متعلق پاکستان کا کوئی بھی institution ڈگری جاری کر سکتا ہے اس لئے rules میں اس بات کو پوری طرح سے cover کیا جائے گا۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (1), the following new sub-clause (1-a) be added:
>
> "(1-a) The Chairman shall be an eminent professional of known integrity and competence with qualifications or experience in privatization or any related field, including business, management, finance or law."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now the question is:

“That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.”

(The motion was carried)

ADDITION OF NEW CLAUSE 7-A

MR SPEAKER: Now Addition of new clause 7-A. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

> "That after clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, the following new clause (7-A) be added:
>
> "(7-A) The Chairman of the existing Board shall continue to be the Chairman until a Chairman under this Act is appointed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That after clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, the following new clause (7-A) be added:
>
> "(7-A) The Chairman of the existing Board shall continue to be the Chairman until a Chairman under this Act is appointed."

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں لیکن محسن خان لغاری صاحب سے میں عرض کروں گا کہ یہ understood ہے اور اس پر قانون سازی کی ضرورت تو بالکل نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہم بھی سیکھنے کے عمل سے گزر رہے ہیں۔ اس کو دیکھنے کے لئے جب میں نے Federal Law کے ساتھ compare کیا تو یہ شق میں نے Federal Law میں سے لی۔ جب تک یہ Act enact ہوتا ہے اور اس کے تحت ایک آدمی کو چیئرمین لگایا جاتا ہے تو تب تک ہم نے جبکہا کہ اس کو ختم کر دیا جائے جو نوٹیفکیشن کے تحت بورڈ تھا تو وہ بھی ہماری بات نہیں مانی گئی۔ ہم نے کہا کہ جب یہ ایکٹ پاس ہو جائے گا تو یہ بورڈ بن جائے اور یہ نوٹیفکیشن کے تحت وہ بورڈ ختم ہو جائے گا۔ جب تک یہی والا بورڈ بنتا ہے اس وقت تک جو نوٹیفکیشن والا چیئرمین ہے اسی کو continue کرنا چاہئے تاکہ درمیان میں break نہ آئے، نہ اسے functions سے فرق پڑتا ہے اور نہ ہی اسے continuation سے فرق پڑتا ہے۔ اپنی عقل کے مطابق ہم نے اس قانون کو بہتر انداز میں اور جو اس میں کمی نظر آئی تھی اس کو دور کرنے کے لئے مشورہ دیا ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو incorporate کر لیں ورنہ ہمارے تو تھوڑے سے ہی لوگ ہیں۔ آپ لوگ vote out کر سکتے ہیں۔

MR.SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That after clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, the following new clause (7-A) be added:
>
> "(7-A) The Chairman of the existing Board shall continue to be the Chairman until a Chairman under this Act is appointed."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-8

MR. SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan,

(The time of session is extended up to fifteen minutes.)

Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS. KHADIJA UMAR: Sir, I move:

> "That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (4), the following proviso be added:
>
> "Provided that the same person shall not be appointed as Secretary against whom disciplinary proceedings are pending on the charges of corruption."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (4), the following proviso be added:-
>
> "Provided that the same person shall not be appointed as Secretary against whom disciplinary proceedings are pending on the charges of corruption."

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔ اس میں، میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ اس سے پھر یہ طے ہو جائے گا کہ جس کے خلاف یہ الزام ہے وہ لگ سکے گا اور جس کے خلاف صرف disciplinary proceedings initiate نہیں ہوئی ہوں گی تو وہ بھی qualify کر جائے گا اس لئے یہ دونوں طرف کے آدمی جن پر allegation بھی ہو اور disciplinary proceedings نہ بھی start ہوئی ہوں تو ایسے آدمی کا Privatization Board کا سیکرٹری لگنا مناسب نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی وزیر قانون صاحب نے یہ بات raise کی۔ ہمارا مقصد یہ تھا کہ اگر کسی کے خلاف، وہی میں کہوں گا کہ ہم تو صرف ایک idea کو float کر کے آپ کے لئے awareness کر رہے ہیں کیونکہ ہمارا legislative drafting کا تجربہ ہے اور نہ ہی میں lawyer ہوں کہ اس کو legal term میں evaluate کر سکوں۔ اس کو لانے کا مقصد یہ ہے کہ کوئی بھی آدمی جس کے خلاف اس قسم کی allegations outstanding ہیں اس کو دوبارہ نہ لگایا جائے۔ وزیر قانون صاحب جس طرح بہتر سمجھیں اس کی بہتر لفاظی کر لیں اور اس کو بہتر طریقے سے پیش کر لیں لیکن ہمارا یہ ایک نکتہ تھا کہ اگر کوئی آدمی کسی irregularities میں یا اس پر الزام ہے یا اس کے خلاف انکوائری ہے تو اسی آدمی کو دوبارہ سیکرٹری نہ لگایا جائے کیونکہ existing law میں ہے کہ اس کو سیکرٹری لگایا جا سکتا ہے۔

> "Nothing contained in this section, precludes the Government for appointing the same person as Secretary."

اگر کسی کے خلاف بے ضابطگی ہے تو اس کو دوبارہ نہ لگایا جائے۔ وزیر قانون صاحب اس کو بہتر طریقے سے پیش کریں۔ مجھے ان کی بات سے یہ سمجھ آئی ہے کہ وہ بھی اس بات کے خلاف ہیں کہ اگر کوئی آدمی کسی پر pre-judice ہے تو اس کو نہیں ہونا چاہئے۔ شاید ہماری لفاظی میں کوئی کمزوری ہے اس کو دور کر کے اس کو carry کر لیں۔

MR.SPEAKER: The amendment moved and the question is…

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ابھی اس پر میں نے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے بھی بولنا ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جی، جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جس طرح محسن لغاری صاحب نے ذکر کیا ہے کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ کوئی آدمی کرپشن یا این آر او کی فہرست میں شامل ہو تو اس کو continue نہ کیا جائے کیونکہ اس کی وجہ سے کرپشن کو فروغ نہ دیا جائے۔ میرے بتانے کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح سے آج کل این آر او کا issue چھڑا ہوا ہے اور اس میں بہت سے ایسے ملازمین ہیں جو اس فہرست میں شامل ہیں۔ اس کی وجہ سے پورے ملک میں ایک عجیب سی بدامنی پھیلی ہوئی ہے، پورے ملک کے لئے ایک سوالیہ نشان بنا ہوا ہے؟ میں یہ بتانا چاہوں گی کہ ایسے لوگوں کو اس میں شامل نہ کیا جائے جن پر allegations ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں عرض کر دوں۔

جناب سپیکر: اپوزیشن میں سے کسی اور نے تو نہیں بولنا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے خیال میں اس کے بعد satisfied ہو جائیں گے۔ اس میں جو کلاز 5-A ہے اس میں باقاعدہ (a) اور (b) میں درج ہے کہ:

> No person shall be appointed or shall continue as Chairman, Secretary or Member if he has been convicted of any offence involving moral turpitude or he has been found guilty or misconduct.

اس میں تمام چیزیں آجاتی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں وہ نہیں رہ سکتا جبکہ اس پر allegations بھی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): لغاری صاحب! guilty and misconduct میں تو ساری چیزیں آ جاتی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم کہہ رہے ہیں کہ جس پر الزام بھی ہو تو اس کو بھی نہ لگائیں جب تک وہ الزام سے clear نہ ہو جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! جب تک وہ found guilty ہو گا تو پھر ہی ہے بالکل ایسے تو نہیں کہ ایک آدمی کے خلاف جب تک کوئی proof نہ ہو تو اس کو کیسے کر دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ میں قانون کا طالب علم نہیں ہوں اس لئے مجھے پتا نہیں ہے۔ میرے خیال میں انہوں نے بہتر بات کر دی ہے۔

The amendment moved and the question is:

"That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (4), the following proviso be added:-

"Provided that the same person shall not be appointed as Secretary against whom disciplinary proceedings are pending on the charges of corruption."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now the question is:

"That clause 8 of the bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

ADDITION OF NEW CLAUSE 8-A

MR. SPEAKER: Now, the addition of new clause 8-A. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal

Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثنا اللہ خان): جناب سپیکر! اسی طرح کی amendment پہلے House مسترد کر چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں اس بارے میں بتا رہا ہوں۔

> Since this amendment is substantially identical to the amendment to 7-A which has been lost therefore the same is inadmissible under rule 106(b) and 198(4) and it is ruled out of order.

CLAUSE-9

MR.SPEAKER: Now, clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried)

CLAUSE-10

MR.SPEAKER: Now, clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

“That clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried)

CLAUSE-11

MR.SPEAKER: Now, clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-12

MR.SPEAKER: Now, clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

وزیر قانون وپارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! rest of the Bill کل کے لئے رکھ لیں کیونکہ ٹائم ہو گیا ہے اس لئے کل کے لئے pending کر لیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ ابھی ایک منٹ باقی ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میں نے آپ سے request کی تھی جس پر آج عام بحث رکھی گئی تھی تو اس کے لئے آپ حکم کر دیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! یہ اپنی تحریک التوائے کار پر بحث کے لئے کل کا دن رکھنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! کل legislation کے بعد کر لیں گے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کل کر لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس کے لئے چاہے دو گھنٹے نہ دیں، تحاریک التوائے کار کے دوران صرف پندرہ منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ قانون کے مطابق ہی ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! کل legislation کے بعد رکھ لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شیخ صاحب کی بڑی اہم تحریک التوائے کار ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ خواتین کا issue ہے اور آپ مجھے پندرہ منٹ دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ کل legislation کے بعد رکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، کل legislation کے بعد کریں گے۔

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ عمران نذیر: شکریہ۔ جناب سپیکر! موجودہ سیشن ہماری پنجاب اسمبلی کی تاریخ کا طویل ترین سیشن ہے اور پچھلی اسمبلی نے پانچ سال پورے کئے ہیں تو ان کا بھی طویل ترین سیشن 28 دن کا تھا اور الحمدللہ ہمارا سیشن اس سے بھی طویل ہو گیا ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سیشن کے دوران بل پاس ہوئے ہیں pre-budget speeches ہوئی ہیں اور بڑے اچھے اچھے تعمیری کام بھی ہوئے ہیں جبکہ اس دوران ہماری پنجاب اسمبلی کا سٹاف دن رات محنت کر تا رہا ہے تو میں آپ سے اور اس ایوان سے request کرتا ہوں کہ سٹاف کے لئے at least ایک مہینے کی تنخواہ بطور بونس announce کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! جس دن adjourn House یا prorogue ہو گا تو اس دن اس معاملے پر غور کیجئے گا۔

جناب سپیکر: جی، کیا فرمایا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جس دن اجلاس ختم ہو گا تو اس دن اس معاملے پر بالکل بات کر لیجئے گا۔

معزز ممبران: اسمبلی سٹاف کے لئے تنخواہ بطور بونس کا اعلان کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ابھی چلنے دیں اور انہیں مزید محنت کرنے دیں۔ آپ کی بات سن لی ہے تو فیصلہ اس دن ہو گا۔ اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اور اب اجلاس مورخہ 18-2-2010 بروز جمعرات کی صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔